بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہادت حسنین رضی اللہ عنہما

ترجمہ

سعادۃ الکونین

مصنف

علامہ مفتی محمد اکرام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

نبیرہ

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علامہ مفتی محمد رمضان رضوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق مفتی مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ترتیب و تدوین جدید

مولانا قاری محمد خالد ظفر

خطیب جامع مسجد صلابت خان محلہ گگے زیاں کشمیری بازار لاہور

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

98406

کتاب : شہادت حسنین رضی اللہ عنہما ترجمہ سعادۃ الکونین

مصنف : علامہ مفتی محمد اکرام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم : علامہ مفتی محمد رمضان رضوی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین جدید : قاری محمد خالد ظفر

باراول : 2011ء

ہدیہ :

تعاون وپیشکش : محترم الحاج محمد بشیر و محترمہ حاجن مختیار بی بی

ناشر : قاری محمد خالد ظفر

◉ خطیب جامع مسجد صلابت خان محلہ گگے زئیاں کشمیری بازار لاہور

◉ اکبرآباد گوجرخان ضلع راولپنڈی 0333-4523375

Marfat.com

حسن ترتیب

تفصیل	صفحہ
فہرست	3
شرف انتساب	6
اشاعت کی سعادت	8
تقریظ (علامہ محمد صدیق ہزاروی)	10
تقریظ (علامہ محمد منشاء تابش قصوری)	12
تقریظ (الحاج اثر انصاری)	15
تقریظ (محمد فاضل شائق)	22
اک موتیاں دی مالا۔۔۔ نظم	25
تجلیات تمہید	29
مقدمہ	33
شہادت حسنین رضی اللہ عنہما کمال مصطفیٰ ﷺ	39
شہادت حسنین رضی اللہ عنہما کی تخصیص	43
شہادت کی دو قسمیں	
باب: اول	47
مناقب حسنین رضی اللہ عنہما	
اسلاف کا تعظیم آل رسول ﷺ	51
واقعہ خطیرہ	53
اصحاب رسول ﷺ سے محبت	55
افضل البشر بعد الانبیاء	56
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت	58
فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما	60
باب: دوم (فصل اول)	
ولادت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	62
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت اور لقب	65
حسنین رضی اللہ عنہما کی رسول اکرم ﷺ سے مشابہت	66
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک	
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے مخصوص احادیث	67
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے دیگر احوال	73

Marfat.com

تفصیل	صفحہ
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی عبادت اور سخاوت	75
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا جانا	79
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی کرامات	81
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے کلمات قدسیہ اور نصائح	82
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ازدواجی زندگی	86
خلافت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ	87
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا خط	94
بہن بھائیوں کی تعداد	95
ام کلثوم رضی اللہ عنہا زوجہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ	96
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت	112
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی وصیت	114
عمر مبارک	117
سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد	118
باب: سوم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال	124
فصل: خاص سیدنا امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	129
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر مخصوص احادیث	133
غنیۃ الطالبین کی روایت	141
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے درمیان عداوت	142
سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی اور شہادت	159
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عراق روانگی اور کربلا میں پہنچنا	169

Marfat.com

تفصیل	صفحہ	تفصیل	صفحہ
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	185	تاریخ شہادت اور عمر شریف	229
کی شہادت		سیدنا امام تقی رضی اللہ عنہ کی اولاد	242
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	199	باب چہارم	
کا متفرق ذکر		قاتلان اہلبیت کا برا انجام	250
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	219	ذکر خروج مختار	274
کی شہادت کے بعد کے		یزید پر کفر اور لعنت کا بیان	288
واقعات	224	صبر حسین منزل بہ منزل	296
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی		علامہ محمد منشاء تابش قصوری	
شہادت پر انسانوں کا رونا اور			
جنات کا مرثیہ پڑھنا			

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسین

شرف انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ سی کاوش کو:۔سیدین، جلیلین، شہیدین عظیمین حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور ھدیۂ پیش کرتا ہوں اور اس کی قبولیت کا طلب گار ہوں۔

اِلٰـہ الـعَـالَـمِـیْن:۔شہدائے کربلا کے تڑپتے ہوئے لاشو اور خون کے بہتے ہوئے دھاروں کے صدقہ میں ہم سب کو جادہ مستقیم پر قائم فرما۔

الٰہی:۔ہمیں اُسوۂ حسینی کے اتباع اور پیروی کی توفیق عنایت فرما۔

اَرْحَـمَ الـرَّاحِـمِـیْنَ:۔ہماری قوم کو باہمی اخوت اور برداری کو سلامتی ایمان اور اسلام کے مظبوط رشتہ سے مستحکم فرما۔

ہماری باہمی محبت والفت اور علم وعمل میں اپنی خصوصی رحمت شریک فرما کر ہمارے قلب ونظر کو قرآن وسنت کے انوار وبرکات سے منور فرما صحابۂ کرام واہل بیت عظام کے ادب واحترام اور مخلصانہ عقیدت محبت کے پاکیزہ جذبات سے ہمارے

Marfat.com

دلوں کو تابندگی عطا فرما۔

یَارَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا

وَاغْفِرْلَنَا مَامَضٰی یَاوَاسِعَ الْکَرَمِ

ترجمہ: اے میرے رب! مصطفیٰ کریم ﷺ کے وسیلہ سے ہمارے مقاصد پورے فرما اور اے وسیع کرم والے ہمارے پچھلے گناہوں کو معاف فرما۔

اٰمِیْن یَارَبَّ الْعٰلَمِیْن بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن ﷺ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

طالب دعا

محمد خالد ظفر عفی عنہ

اکبر آباد گوجر خان ضلع راولپنڈی

حال مقیم خطیب جامع مسجد صلابت خاں

محلہ ککے زئیاں کشمیری بازار لاہور

Marfat.com

شہادتِ حسنینؓ ترجمہ سعادت الکونین کی اشاعت کی سعادت کس طرح حاصل ہوئی

قارئین محترم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور جہاں سے بڑے بڑے جید علمائے دین نے علم حاصل کر کے ملک بھر میں علم کی روشنی پھیلا کر اپنا بڑا نام اور مقام پایا۔ دارالعلوم حزب الاحناف کے موجودہ مہتمم کے اجداد نے وہ کام کر دکھایا جو رہتی دنیا تک اسلام کی تاریخ میں یاد رکھا جائے گا۔ بندہ ناچیز بھی وہاں ہی سے علم کا فیض حاصل کر کے محلّہ ککے زئیاں کشمیری بازار لاہور کی جامع مسجد صلابت خاں کا امام وخطیب مقرر رہوا۔ ان دنوں حضرت علامہ مفتی محمد رمضان قادریؒ سابق مفتی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور اسی محلّہ ککے زئیاں میں مسجد وزیر خاں کے عقب میں چٹی مسجد میں امام تھے میں گاہ بگاہ دینی مسائل کی آگاہی حاصل کرنے ان کے پاس جایا کرتا تھا۔ علاقہ کی یونین کونسل کا نکاح رجسٹرار ہونے کے سبب ایک دفعہ حضرت مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نکاح نامہ رجسٹر کرانے کے لئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا حضور آئندہ میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرونگا آپ تشریف نہ لایا کریں۔ اس لحاظ سے بندہ ناچیز کا ان سے اکثر رابطہ رہتا تھا۔ ایک دن باتوں باتوں میں انہوں نے فرمایا کہ میں نے شہادت حسنین رضی اللہ عنہما ترجمہ سعادت الکونین جس کے مصنف حضرت علامہ مفتی محمد اکرام الدین دہلویؒ نبیرہ حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ ہیں شہدائے کربلا پر بڑی مستند کتاب لکھی گئی ہے۔ مجھے فرمانے لگے کہ ترجمہ تو میں نے کر دیا ہے مگر اس کی اشاعت کی مجھے توفیق نہیں ہوئی لہٰذا یہ مسودہ آپ

Marfat.com

اپنے پاس رکھیں جب کبھی توفیق ہو اسے چھپوا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اس کا اجر عظیم دے گا۔ قارئین محترم اس بات کو ہوئے تقریباً بائیس سال گزر گئے مگر اس کی اشاعت کا اہتمام نہ ہو سکا میں نے ان کے ترجمہ شدہ مسودہ جو کہ مختلف قسم کے کاغذات پر مشتمل تھا کو بغور پڑھا ان کے عنوانات قائم کئے کیونکہ وہ بالکل سیدھا سیدھا ترجمہ تھا میں نے عنوانات قائم کرنے کے ساتھ ساتھ پیرے بندی کی گئی ان کی لکھی ہوئی قرآنی آیات کے حوالہ جات بھی تلاش کر کے شامل کتاب کر دیئے تاکہ پڑھنے والے کے ذہن میں کوئی ابہام نہ رہے مجھے اس بات کے حرفِ آخر ہونے کا تو دعویٰ نہیں البتہ اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی ہے کہ کوئی سقم باقی نہ رہے اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور حضور مفتی مرحوم علیہ رحمہ کی روح کو مجھے پر راضی فرمائے۔ عقائد اہلسنت میں امامین کریمین رضی اللہ عنہما کا احترام ایمان کی جز ہے کربلا معلیٰ میں تمام شہدا کی دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر بڑی قربانیاں ہیں جن کو قیامت تک یاد رکھا جائے گا۔ آخر میں تمام دوستوں، بزرگوں کا مشکور ہوں جنہوں نے میرے ساتھ ہر طرح تعاون فرمایا اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو عقائد اہلسنت کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دعاؤں کا طالب

محمد خالد ظفر عفی عنہ

Marfat.com

تقریظ

فاضل جلیل، عالم نبیل، استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی۔ ازہری صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نواسہ رسول جگر گوشۂ بتول (رضی اللہ عنہا) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مسئلہ نہایت نازک ہے اور اس سلسلہ میں کئی لوگ افراط و تفریط کا شکار ہیں جہاں تاریخ انسانیت اس سے زیادہ دلدوز واقعہ پیش کرنے سے قاصر ہے وہاں عظمت اسلام اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے لیے اس سے بڑی قربانی کی کوئی مثال بھی نہیں ملتی۔

اہل سنت و جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اعتدال کے وصف سے موصوف فرمایا یہ خوش نصیب گروہ رافضیت کے افراط اور خارجیت کی تفریط سے کوسوں دور ہے اس لیے اہل سنت کے محققین علمائے کرام نے اس مسئلہ پر احتیاط کا دامن تھامتے ہوئے اپنی قلم کو رواں دواں کیا اور یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو اپنے موضوع پر نہایت جامعیت کے ساتھ لکھی گئی ہے۔

اس کتاب شہادت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مصنف حضرت علامہ مفتی اکرام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وجاہت اور حسن عقیدت کے لیے بہت بڑا حوالہ یہ

Marfat.com

ہے کہ آپ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر اہل سنت میں ایک نامور محدث ہیں کے علمی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں۔

اس کتاب کے مترجم حضرت علامہ مفتی محمد رمضان رضوی رحمۃ اللہ علیہ گدڑی میں لعل کی مثال دنیوی کروفر سے بے نیاز درویش منش مگر علم کا جبل عظیم تھے: اہل ذوق کے لیے یہ کتاب نہایت قیمتی سرمایہ ہے۔

حضرت مولانا حافظ محمد خالد ظفر زید مجدہ تمام اہل اسلام کی طرف سے خراج تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کی ترتیب کے ذریعے عمل صالح کی ایک عمدہ مثال پیش کی ہے اللہ تعالیٰ حضرت مصنف مترجم اور مرتب تمام حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس کتاب مستطاب کے افادہ و استفادہ کو عام فرمائے۔

امین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری

استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ دربار عالیہ

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

وممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

۱۱/اکتوبر ۲۰۱۰ء

۲۔ ذیقعد ۱۴۳۱ھ

Marfat.com

تقریظ

استاذ الکل استاذ العلماء رئیس التحریر مصنف کتب کثیرہ الحاج حضرت علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری دامت برکاتہم العالیہ سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہادتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما زیب نظر تصنیف تالیف جو حضرت علامہ مفتی محمد اکرام الدین دہلوی علیہ الرحمۃ کے رواں ترجمہ سے اہل علم وقلم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے ممتاز عالم، حافظ و قاری مولانا محمد خالد ظفر نقشبندی مجددی مدظلہ خطیب جامع مسجد صلابت خان محلّہ ککے زئیاں کشمیری بازار لاہور پاکستان۔

کتاب مستطاب دراصل فارسی زبان پر مشتمل تھی۔ جس کا نام سعادت الکونین تھا جسے مترجم نے ''شہادت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موسوم فرمایا۔

یہ کتاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد اور ممتاز ہے۔ فی زمانہ بہت سی کتابیں اس موضوع پر لکھی جارہی ہیں۔ مارکیٹ میں ان کی بہتات ہے جو رطب ویابس سے خالی نہیں۔ واعظین ومقررین کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے بلا تحقیق جو کچھ دماغ میں آتا ہے وہ لکھتے جارہے ہیں۔ بعض وضعی روایات سے روافض کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ ایسے نازک حالات میں قدیمی کتب کے تراجم کی اشاعت از حد ضروری ہو جاتی ہے اسی اہم مقصد کو بروئے عمل لاتے ہوئے حضرت مولانا محمد خالد ظفر نقشبندی مدظلہ نے یہ احسن قدم اٹھایا اور حضرت مولانا محمد اکرام الدین دہلوی کے

Marfat.com

ترجمہ کو کتابی صورت میں شائع کر کے مسلک حق اہل سنت و جماعت کی قابل قدر خدمت سرانجام دی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا الموصوف کی مساعی جمیلہ کو بارآور فرمائے اوران کے ذوق وشوق اشاعت میں ترقی عطا کرے۔ تاکہ مزید عمدہ سے عمدہ تصانیت کواشاعتی لباس سے مزین کرتے رہیں۔

حضرت استاذ القراء مولانا الحافظ القاری ذوالفقار احمد برسالوی مدظلہ مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور بھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جن کی تحریک پر مولانا الموصوف کواشاعت کا حوصلہ ہوااور اب یہ کتاب زرین، قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہے۔ پڑھیے اوراپنے علمی وایمانی ذوق میں اضافہ کیجئے۔

مولانا قاری محمد خالد ظفرؔ نقشبندی

1954ء کو خطہ پوٹھوہار گوجر خان کے نزدیک موضع موہری برسال ضلع راولپنڈی کے ایک دینی اور علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے دادا کا نام کرم دین اور والد ماجد کا نام مولانا حاجی محمد حاضر رحمتہ اللہ علیہ ہے جو جامع مسجد موہری برسال میں امام تھے۔ بڑے متقی دیانتدار، شب بیدار، نہایت عابد وزاہد اور خوف وخشیت الٰہی میں یگانہ روزگار تھے

۲۶ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ بروز پیر ۲ بجے بوقت ظہر اس دارفانی سے رخصت ہوئے۔ مولانا محمد خالد ظفر کی والدہ ماجدہ دینی ذوق رکھنے والی عبادت گزار اور نہایت ہی نیک سیرت اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنے بچوں کی تربیت بڑے اچھے ڈھنگ سے کی کیونکہ اس خاتون کی خود اپنی تربیت بہت اچھی طرح ہوئی تھی۔ جو کہ

Marfat.com

میاں محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھی۔ جو اپنے وقت کے بڑے عالم اور اللہ کے ولی تھے۔

مولانا محمد خالد ظفر نے اپنے والد گرامی سے قرآن پاک پڑھنے کے بعد اپنے ہی گاؤں کے گورنمنٹ پرائمری سکول میں داخلہ لیا۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسلامی تعلیم کے لئے لاہور آئے اور جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری سے قرآن پاک حفظ کیا اور بعد میں مرکزی دارالعلوم جامعہ حزب الاحناف داتا گنج بخش روڈ لاہور میں داخلہ لیا اور سند فراغت حاصل کی۔

آج کل پنجاب کے تخت شہر لاہور ہی میں جامع مسجد صلابت خان محلّہ ککے زئیاں کشمیری بازار میں عرصہ دراز سے امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور یونین کونسل 27 دہلی گیٹ لاہور کے نکاح رجسٹرار بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف، مترجم، مرتب، ناشر اور قارئین کو اس مبارک کتاب کی برکات سے ہمیشہ نوازتا رہے۔

آمین یارب العالمین۔

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

29-12-2010ء 23-01-1432ھ چہارشنبہ

Marfat.com

تقریظ

مفسر قرآن۔ مصنف کتب کثیر۔ شاعر تصوف۔ ادیب فطرت

قادر الکلام شاعر۔ ابو عبداللہ حضرت الحاج محمد بوٹا اثر انصاری فیض پوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

حضرت علامہ الحاج مولانا محمد خالد ظفر برسالوی صاحب حال خطیب جامع مسجد صلابت خان محلہ ککے زئیاں کشمیری بازار لاہور کی یہ بے پناہ محبت اور بیکراں الفت ہے۔ کہ انہوں نے اتنی بڑی جلیل القدر کتاب پر کچھ رائے لکھنے کو فرمایا۔ اور 36x23۔16 کے سائز میں کمپوزنگ شدہ مسودہ لگ بگ 300 صفحات پر پھیلا ہوا بھیج دیا۔ اہل علم حضرات اور فضلاء وصلحاء کے علم اور بصیرت کے آگے تو میری جبین نیاز وادب جھکی ہی رہی ہے۔ تو کچھ سطور لکھ کر علامہ صاحب کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے۔ شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جگر گوشے۔ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہریٰ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا دین و دنیا میں اتنا بڑا رتبہ اور شان ہے۔ کہ سارے جہان کے ادباء و شعراء اپنی صلاحیتیں، دواتوں کی سیاہیاں اور قلمیں ختم کر ڈالیں۔ تو بھی امامین کے فضائل و مناقب اخلاق و عادات، قرآن کے مطابق اور فقید المثال صبر و استقلال۔ جوانمردی۔ بہادری۔ بیباکی کا تذکرہ ختم نہ ہو۔ اور اسلام کے لیے ان کی قربانیوں کا ذکر ختم نہ ہو

Marfat.com

سکے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسوں کے بارے بہت سی احادیث ارشاد فرمائیں۔ گود نبوت میں آنکھ کھولنے والا۔ ہوش سنبھالنے والا اور پرورش پانے اور آقائے نامدار شہنشاہ ہر دو عالم سے تربیت پانے والے امامین کا رتبہ بڑا اعلیٰ وارفع ہے ہر دور میں حسنین کریمین کے اوصاف، خوبیاں اور قربانیوں پر اہل قلم اپنی اپنی نگارشات صفحۂ قرطاس پر بکھیرتے رہے ہیں۔ اس ضمن میں ''سعادت الکونین'' فارسی زبان میں بزرگوں کے نور چشم یعنی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت علامہ مفتی اکرام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمال خوبی اور محنت شاقہ سے تصنیف فرمائی۔ اس کا چرچا ہر دور میں اور ہر صاحب علم وعرفان کے ہاں رہا۔ تابکاری دور میں یہ سہانی گھڑی آئی۔ امامین سے الفت ومحبت کی ایک کرن چمکی۔ تو حضرت علامہ الحاج مولانا محمد خالد ظفر صاحب نے اس کی ترتیب و تدوین بڑی توجہ سے کی۔ کہ کتاب کو چار چاند لگ گئے۔ کتاب کا روپ مزید بڑھا۔ اس کے معیار میں اور ترقی ہوگئی۔

کبھی جبکہ کتابت کا دور تھا۔ اور اب سائنس کی دنیا میں کمپوزنگ کروانے کی آسانی میسر ہے۔ اسی طرح ماضی کی سادہ ہاتھوں سے چلنے والے پریس کی جگہ جدید الیکٹرونک سے آراستہ آٹومیٹک پریس نے لے لی ہے کہ کتاب کا روپ دوچنداں ہو جاتا ہے۔ علامہ محمد خالد ظفر صاحب نے عرق ریزی سے کمپوزنگ کی غلطیاں لگائیں۔ اور اب یہ کام اختتام کو بہ احسن پہنچے گا۔ دودھیا کاغذ پر عمدہ طباعت اتنی رعنائی پیدا کر دے گی۔ کہ ناظرین اس کتاب کو پڑھتے ہوئے نہ اکتائیں۔

Marfat.com

حضرت علامہ مفتی محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی دوراں مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے ترجمہ کرنے کا حق ادا کر دیا۔ اس روشن ضمیر اولوالعزم علمی ادبی شخصیت نے ترجمہ کرتے وقت دقیق الفاظ کا سہل انداز میں معانی ڈھونڈے کہ سارا مضمون عام فہم قاری کی سمجھ میں بھی آ جائے۔ ہنرمندی ایسی کہ ترجمہ کرتے وقت اصل عبارت کی نزاکت، لطافت اور بلاغت برقرار رہے۔ اس کتاب کی اشاعت پر مجھے ہی نہیں تمام صاحب ذوق حضرات کو گوناں گوں فرحت ملے گی۔ میرے دل میں بھی اعلیٰ کتب کے مطالعہ کا ذوق شوق موجزن ہے۔ اور اچھی کتاب ہی میری پونجی ہے۔ کتاب کے ترجمہ۔ ترتیب و تدوین اور اشاعت و طباعت میں جن جن اشخاص نے دامے دامے سخنے حصہ لیا ہے۔ اور دنیائے فانی کی دست برد سے اس قیمتی مسودہ کو بچایا ہے۔ سبھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

کتاب کے مضمون کا معیار بہت اونچا اور نورانی ہے۔ جا بجا قرآن و حدیث کے حوالہ جات اس کتاب کی افادیت اور اہمیت کو بڑھاتے ہیں۔ اس کے تمام کارندوں کو اللہ پاک کی درگاہ میں اور تاجدار مدینہ ﷺ کی عنایات سے بلند و ارفع مقام ملے گا واقعی اس کتاب میں امامین کریمین رضی اللہ عنہما کے نورانی احوال، سیرت طیبہ، جوانمردی کی باتیں مدلل اور جامع روایات کے ساتھ عمدہ پیرائے میں ہیں۔ حتیٰ کہ یہ کتاب اعلیٰ کتب میں سرفہرست ہے۔ اسلوب بیان بڑا پر معنی۔ موثر اور شاداب ہے سرکار مدینہ ﷺ کی آل مطہرہ کا ذکر مکمل اور خوب ہے۔ صفحہ 94 پر حوالہ کے طور پر امام حسن رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط کا مضمون فارسی زبان سے مترجم نے اس بلاغت اور ذمہ داری سے کیا ہے کہ پڑھنے والا عش عش کر

Marfat.com

اٹھتا ہے تاریخی شاہکار، شہ پارہ نادر تحریر کا فقید المثال ترجمہ ذرا آپ بھی ملاحظہ کریں۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط بدیں مضمون تحریر فرمایا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ صلح کے لیے حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے ان شرائط پر لکھا اور سپرد کر دیا خلافت کو کہ عمل کرے وہ کتاب اللہ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور سیرت خلفائے راشدین مہدیین پر اور معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد خلافت کسی کے سپرد نہ کریں۔ بلکہ اس امور خلافت کو مسلمانوں کے درمیان چھوڑیں۔ اور آدمی ملک خدا میں جہاں کہیں ہوں۔ خواہ شام میں خواہ عراق میں۔ خواہ حجاز میں اور خواہ یمن میں امن سے رہیں۔ اور یاران علی رضی اللہ عنہ آپ کے شیعہ اموال سے۔ اولاد سے۔ نفوس سے اور ازواج سے جس جگہ ہوں۔ محفوظ رہیں۔ اور امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر ان مذکورہ امور سے خدا کا عہد و پیمان ہے نیز مجھ کو اور میرے بھائی کو اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اعلانیہ اور پوشیدہ کسی کو برا نہ کہا جائے اور وہ تکلیف نہ پائیں۔ اور کوئی انہیں نہ ڈرائے۔ (ماشاء اللہ، سبحان اللہ)

اس کتاب میں ذکر ہے۔ ان بلند مرتبہ ہستیوں کا۔ جن کا نام عالم بالا اور عرش معلیٰ پر کنداں ہے۔ ذرا سنیے۔ اسلام کا سورج عرب کی دھرتی سے بنو ہاشم کے گھرانے میں جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر طلوع ہوا۔ اس کی روشنی نے زمانے کی اتھاہ گہرائیاں ختم کر دیں ہر طرف سے ردائے ظلمت اٹھی کر دی گئی۔ اور ہر گوشے، ہر طرف چکا چوند ہو گئی۔ زمانے کو چلنے پھرنے۔ اُٹھنے بیٹھنے اور امن وامان کا

Marfat.com

درس ملا۔ حق داروں کو حق نصیب ہوا۔ جہالت کے پرخچے اڑ گئے۔ عرب کے بدو اور شقی القلب اجڈ قبائل ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ کندذہن روشن ضمیر ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محنت شاقہ شب وروز اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اسلام کے سایہ دار درخت کی شاخیں مغرب سے مشرق اور جنوب سے شمال تک پھیل گئیں اسلام کے ماننے والوں اور داعی کو وہ عظمت، آبرو۔ آن بان، راحت وآرام۔ سکھ سکون اور سطوت وتمکنت نصیب ہوئی۔ کہ کہیں اور کسی کو ایسی سوغات نہ ملی۔ دارا وسکندر اور قیصر وکسریٰ کی سلطنتیں ہل گئیں۔ مگر تنگ نظر اشخاص۔ عیش وعشرت کے دلدادہ نفوس۔ خاندانی رنجش اور ایمان کی کمزوری والے آدمیوں نے چمنستان اسلام کے مالیوں کو زیر تلوار ذبح کرنے میں کوئی کسری باقی نہ رکھی۔ حضرت امامین کی عظمت کو لاکھوں سلام، جنہوں نے نابکار اور نااہل یزید کے سامنے اپنی نورانی پیشانی کو جھکنے نہ دیا۔ اور آج امامین کریمین کا نام اعلیٰ وارفع اور نیک نامیوں کے آسمان پر درخشندہ ورخشندہ اپنی چمک سے آنے والے قافلوں کی آنکھیں خیرا کرتا رہے گا۔ اور یزید کے ظلم وستم کے تذکرے مجالس میں ہوتے رہیں گے۔ کہ یزید نے ایسا ستم ڈھایا۔ کہ ازل سے لے کر ابد تک ایسا خونچکاں واقعہ ظہور میں نہ آسکے گا۔ آغوش نبوت میں پرورش پانے والا جری جوان حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کب کرنے والا تھا۔ جبکہ یزید اس بیعت کا اہل نہ تھا۔ صفحہ 153 پر اسی کتاب میں ملاحظہ ہو۔

"کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی بیعت نہ کرنے کا سبب صرف یہی ہے۔ کہ وہ فاسق وفاجر تھا۔ اس لیے اس کے زمانہ حکومت میں لوگ اپنی سوتیلی ماں اور

Marfat.com

بہنوں سے نکاح کرتے تھے۔ اور اس کا ایک شعر بھی اس مضمون کا کتب تاریخ میں ملتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ بنی ہاشم نے ایک کھیل کھیلا ہے۔ نہ وحی آئی ہے۔ اور نہ ہی کوئی فرشتہ اترا۔ جس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے مثل مشہور ہے۔ کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوا کرتے ہیں۔ چونکہ وہ خود فاسق و فاجر تھا۔ اس لیے لوگ اس کے زمانہ میں خلاف شرع امور کا ارتکاب کرتے تھے"۔

دشت نینوا (کرب وبلا) میں جو خون کی ہولی کھیلی گئی۔ کہ کربلا کی دھرتی معصوم، نوجواں اور بوڑھے صحابیوں کے خون سے سرخ وتر ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل واہلبیت پر بے پناہ ظلم ڈھائے گئے۔ کہ قلم کو رقم کی تاب نہیں مقرر کو تقریر کرنے کا یارا نہیں۔ پتھر دل بھی واقعات کربلا سن کر دھاڑیں مارنے لگتا ہے۔ کرب وبلا کے خونی معرکے کے دو لفظ سننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس کتاب کے صفحہ 195 پر پڑھیں۔

"چونتیس زخم سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کے بدن پاک پر لگے ہوئے تھے۔ تیس زخم تلوار کے اور تین نیزے کے زخم اور ایک زخم تیر کا تھا۔ جب خون آپ کے بدن سے بہت نکلا۔ اور تشنگی نے غلبہ کیا۔ تو شمر نے اپنے چھ خاص آدمیوں کو لے کر آپ کو شہید کرنے کا قصد کیا۔ جو کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کر رہے تھے۔ ایک پیادے نے جس کا نام زرعد تھا۔ آپ کو ایک تلوار ماری۔ آپ نے اس کے وار کو ہاتھ پر روکا۔ جس کی وجہ سے آپ کا ہاتھ مبارک کندھے سے جدا ہوگیا۔

Marfat.com

جب امام حسین رضی اللہ عنہ اٹھے اور آپ نے اس پیادے کے قتل کا قصد کیا۔ اور پھر گر پڑے۔ اس پیادے نے سمجھا کہ آپ کا کام تمام ہو چکا ہے۔ پھر وہ لوٹا۔ تاکہ آپ کا سر مبارک تن اقدس سے جدا کرے۔ آپ پھر کھڑے ہو گئے۔ اور آپ نے ارادہ کیا۔ کہ اپنے خیمہ میں آئیں۔ پیادہ آپ کے ساتھ اندر آیا اور اس نے آپ کے پیچھے سے وار کیا۔ اور اس کے وار کا نیزہ آپ کے سینہ مبارک سے باہر نکل آیا۔ جس کی وجہ سے آپ گر پڑے اور شہید ہو گئے۔ تب شمر آیا۔ اور اس نے آپ کا سر مبارک تن اقدس سے جدا کیا۔ اور قیس بن اشعث نے آپ کے بدن سے کرتہ اتارا۔ اور حبیب ابن بدیل نے آپ کی شمشیر لی۔ پھر شمر نے خیموں کا رُخ کیا اور لوٹ مار کی۔ اور باپردہ عورتوں کے سروں پر سے دوپٹے اتار لئے۔ عورتیں رونے لگیں''۔

المختصر کتاب ''شہادت حسنین رضی اللہ عنہما'' کربلا کے شہیدوں کے مکمل ذکر واحوال سے لبریز ہے۔ کوئی تشنگی باقی نہیں۔

آپ کی آل اطہار پر لاکھوں سلام

خاکپائے اہلبیت وشہیدان کرب وبلا

شاعر فطرت۔ شاعر قادر الکلام: حاجی فقیر اثر انصاری فیض پوری
فیض پور خورد نزد لاہو۔ شرقپور روڈ۔ ضلع شیخوپورہ
0423-3910919 ---- 0321-4756725

Marfat.com

تقریظ

چوہدری محمد فاضل شائق فخر پوٹھوہار

سابقہ کونسلر، دانشور، ادیب، شاعر، کالم نویس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا قاری محمد خالد ظفر کے ہاتھوں اشاعت پذیر کتاب شہادت حسنین رضی اللہ عنہما اور ترجمہ سعادت الکونین کا مسودہ پڑھ کر اس کتاب کے مصنف مترجم اور ترتیب وتدوین کار کے اضافی حوالہ جات بطور سند جہاں نہایت ہی لائق تحسین ہیں۔ وہاں مذکورہ واقعہ کی حقیقت افشانی نوح انسانی کے لئے رہنما اصول بھی ہے ہر ذی روح یزیدی کارنامے پر ماتم کناں ہے کہ اس نے خانوادہ رسول ﷺ پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے مگر انہیں کلمہ حق کہنے سے روک نہ سکا۔ امام عالی مقام کی لازوال قربانی نے آنے والی نسلوں کے لئے دین میں راستوں کا تعین کر دیا۔ ایک راستہ حسینیت کا اور ایک راستہ یزیدیت کا۔ حسینیت کے راستہ پر چلنے والے کامران ٹھہرے اور یزیدیت کے راستہ پر چلنے والے گمراہ ٹھہرے۔ قارئین محترم مولانا قاری محمد خالد ظفر کے خانوادہ سے میرا آباؤ اجداد سے تعلق رہا ہے۔ یہ میرے گاؤں موہری برسال جو تحصیل گوجر خان میں واقع جی ٹی روڈ پر اڈہ مہ کسوال کے نزدیک ہے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محترم حاجی مولوی محمد حاضر مرحوم ومغفور گاؤں میں امامت کراتے تھے۔ اور ان کا زندگی بھر معمول رہا کہ پنجگانہ نماز کے علاوہ تہجد گزار اور اشراق وچاشت کی ادائیگی کے بعد ہی مسجد سے گھر لوٹتے تھے۔ مولانا صاحب کے بڑے بھائی الحاج مولانا نذیر

98406

Marfat.com

احمد بہت بڑے عالم دین ہیں جو اس وقت دوبئی میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں مولانا مذکور کے تایا حاجی مولوی محمد نوروز خاں مرحوم و مغفور نے بچپن سے جوانی تک دین کا علم حاصل کیا۔ وہ بھی اس گاؤں میں امامت کراتے تھے اور لوگ دینی مسائل اور شرعی احکام کی آگاہی کے لئے ان کے پاس تشریف لاتے تھے وہ بڑے بیباک اور دین کے معاملے میں نڈر تھے۔ گاؤں کے بڑے چوہدریوں کے منہ پر انہیں خلافِ شرع کاموں سے ٹوک دیتے تھے۔ مولانا قاری محمد خالد ظفر کے ان ہی تایا کے بیٹے القاری الحافظ ذوالفقار احمد برسالوی جنہوں نے بیس سال جامعہ نظامیہ رضویہ لاہو میں تعلیم حاصل کی اور اب وہاں ہی اسی مدرسے میں تعلیم دے رہے ہیں۔ وہ بھی بالکل اپنے باپ مرحوم و مغفور کی طرح دین کے معاملہ میں بیباک و نڈر ہیں انہوں نے برسالوی قاعدہ، فوائد مکیہ۔ تحفہ الصبیان، سلاح المومنین، عورت کا مقام، ہر چیز اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ پردہ اٹھتا ہے۔ فضائل و مسائل جمعہ، احکام مساجد، عمرہ و زیارت کتب کی اشاعت کرا چکے ہیں۔ اور اس وقت کشمیری بازار لاہور میں ہی مسجد نور ایمان والی میں خطیب ہیں۔ قارئین محترم موہری برسال گاؤں میں آج بھی اس خاندان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ قارئین محترم کتاب ہذا پر روشنی ڈالنے کے لئے میری کوئی اوقات نہیں کیونکہ بلدیات کی حد تک میرا سیاست سے تعلق رہا ہے۔ میں اسی گاؤں موہری برسال سے دو مرتبہ کونسلر منتخب ہو چکا ہوں۔ اور پنجابی پوٹھوہاری شاعری سے بچپن سے وابستہ ہوں۔ مگر اس کتاب میں درج ایک واقعہ جس میں ذکر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا جس سے شیعہ لوگ اتفاق نہیں کرتے جبکہ مترجم موصوف نے

Marfat.com

بحوالہ کتب شیعہ اور معروف عالم دین شیعہ شیخ مفید کا حوالہ دیا ہے۔ان کے بارے میں مجھے ایک دوست سید تقدیس حسین بخاری جن کا تعلق شیعہ مسلک سے ہے ان سے معلوم ہوا کہ بقول ان کے شیخ مفید شیعہ مسلک کے بہت بڑے عالم تھے۔ان کا نام محمد اور دادا کا نام نعمان تھا۔ وہ 333 ہجری میں پیدا ہوئے اور 3 رمضان 413 ہجری میں فوت ہوئے۔اور شیخ مفید کے نام سے مشہور ہوئے۔قارئین محترم اتنے بڑے شیعہ عالم اور کتب شیعہ کے حوالہ سے واقعہ مذکور کو کس طرح جھٹلایا جا سکتا ہے اور اس بات سے ہمارے ایمانوں کو تقویت ملی کہ صحابہ کرام واہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان یکسوئی اور محبت برقرار رہی۔

احقر چوہدری محمد فاضل شائق

سابق کونسلر موہری برسال

بہ لقب فخر پوٹھوہار تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

0300-5261447. 0333-5209166

Marfat.com

کتاب ''شہادت حسنین رضی اللہ عنہما''

اک موتیاں دی مالا

ہوون لکھ مبارکاں اوہناں تائیں مالا موتیاں دی جنہاں تیار کیتی
اپنے قیمتی لمحے فدا کیتے توانائی تے دولت نثار کیتی

علامہ مفتی اکرام نے فارسی وچ اک لعلاں دی کان بنا دتی
اکھر اکھر ایہدا پر معنی ہیگا ایسی عقل یزدان عطا دتی

اوہدی طرز تحریر سبحان اللہ وانگ ہیریاں دیندی چمکار جاپے
یاں کہ سطراں نے ساریاں نور بھجیاں یاں فیر کونجاں دی اڈدی ڈار جاپے

ناں اوہناں نے لاجواب رکھیا ''سعادت الکونین'' سبحان اللہ
ذکر ایہدے وچ اہلبیت دا اے سیرت امامین سبحان اللہ

شیخ عبدالحق محدث دا پوترا اے جنہوں جان دا کل جہان بھائیو
خاندان ایہہ مفتیاں عالماں دا آن بان والا خاندان بھائیو

چرچے ایس قبیلے دے ہر جا گہ درساں مسجداں نے وچ ڈیریاں دے
ایہناں شب بیداراں نے منہ دھوتے سرگی ویلے دے فجر سویریاں دے

Marfat.com

لائق فائق سلاہن دے قابل ہیگے محمد خالد ظفر جوان وی اے
ہے بزرگاں دا نور چشم خالد ٹھنڈ سینے دی آبرو آن دی اے

نال محنت دے ایہنے ترتیب دے کے کرتالیف اے لاجواب دتی
پنڈ نوٹاں دی لاکے چھاپ دتی پا نگہ رسالتمآب دتی

ذوق شوق تے جذبہ کمال دا اے پڑھن والیاں دی لج پال دا اے
پوٹھوہار دے خطے دا جنا ہیگا فضل ایہدے تے ذوالجلال دا اے

مسہ کسوال اے گوجر خان لاگے بستی موہری ہر سال ولادت پائی
پڑھدا رہیا اے دینی درس اندر عزت شہرت تے عظمت سعادت پائی

ککے زئیاں محلے لاہور اندر کشمیری بازار دے وچ مقیم ہیگا
نکاح رجسٹرار وی اے خطیب وی اے عالم فاضل ایہہ صاحب تکریم ہیگا

علامہ مفتی محمد رمضان صاحب فرض ایہناں دی خوب نبھا دتا
کر ترجمہ ایہناں نفیس سوہنا اہل علم نوں فن دکھا دتا

زیر زبر دا ایہناں خیال رکھیا جزم پیش تے مد پچھاں کے تے
گویا موتی ان ملے نے ایس ٹانکے فہم ادراک دی چھاننی چھان کے تے

لاجواب ایہہ نسخہ کتاب دا اے ذکر ایہدے وچ پاک یزدان دا اے
نبی پاکؐ دا ذکر پاک ہیگا ذکر نبیؐ دے خاندان دا اے

Marfat.com

اہلبیت تے آل اطہار دا اے اک اک گل دی گنجھل اے کھول دتی
ذکر ایس وچ کرب و بلا دا اے آل نبیؐ دی ظالماں رول دتی

علی اصغر کمسن ہتھاں وچ لٹیا علی اکبر دی چڑھدی جوانی ہسّی
عون و محمد تے غازی عباس نے وی جان وارنے دی نیت ٹھانی ہسّی

ہوون لکھ سلام شہیداں اتے لاشے جنہاں دے تڑفے زمین اتے
ایپر حرف نہ دین تے آون دتا تیر سہہ لے اپنی جبین اتے

لے کے ازل توں ابد دے روز تیکر بے مثال قربانی نہ ایسی دینی
لوؤ سب تارنحاں کھنگال بھاویں کسے وار جوانی نہ ایسی دینی

سارا کجھ کتاب وچ درج ہیگا کی ماشہ نہ رتی رواں دی اے
ذکر سیدنا حسنین دا اے کہانی ایہدے وچ حُر لجپال دی اے

کھول کھول حقیقتاں دے تائیں ذہن قلب دے تائیں چمکا دتا
تئی چھتی دا سائز کمال دا اے چٹا دودھ ورگا کاغذ لادتا

چھاپن والے وی ماہر کمال دے نیں اوہناں اکھراں نوں چمکا دتا
علامہ خالد ظفر نے زر لا کے ایہہ چھپوا کے سانوں اپڑا دتا

Marfat.com

پکی پیڈی اے جلد رعنائی والی خوبصورتی ڈلھ ڈلھ پے رہی اے
زندہ باد ایہہ ذکر حسنین دا اے شابش سارے جہان توں لے رہی اے

فقیر آثر انصاری دعائیں کردا قائم رہوے منارا ایہہ علم والا
ساڈے دلاں دے تائیں منور کر دے ایہہ چمکار لشکارا ایہہ علم والا

ابو عبداللہ شاعر تصوف، ادیب فطرت
حاجی فقیر آثر انصاری فیض پوری
فیض پور خورد ضلع شیخوپورہ
30 دسمبر 2010ء

Marfat.com

تجلیات تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی شرف الحسن والحسین من اولاد سید الخلائق بمزیدالخلق والنسب والجود والاحسان واعلی درجتھما باعطاء۔ مدارج الشھادۃ بالسروالاعلان وافترض علینا حبھما وحب من یحبھما بالاحادیث والقرآن ووعد لمحبیھما بدخول الجنۃ والغفران واوعدلمخالفیھما بالدرک الاسفل من النیران والصلوۃ والسلام علی من ارسلہ الی الخلائق بالحجۃ والبرھان وامرنا باتباعہ وامتثال احکامہ بالجوارح والجنان وعلی آلہ واصحابہ کانوافضل الناس وابشر و امن الرحمن بالرضوان وسبقوا بالکل عن الکل حتی فاقوالکل بالصدق والایمان اما بعد اضعف المسلمین محمد رمضان۔

اس کتاب ذکر شہادت حسنین میں بہت سی کتب سے انتخاب کر کے مضمون لکھا گیا اللہ تعالٰی قبول فرمائے اور ذریعہ نجات اخروی کا بنائے۔اس کتاب میں ایک مقدمہ اور چار باب ہیں۔

Marfat.com

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ الحمدللہ والمنۃ کہ اس کتاب میں امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب اخلاق و عادات و قرآن دانی اور فقیہ المثال لا یزال صبر و استقلال کا تذکرہ نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ موجود ہے جس کا نام

شہادت حسنین۔ترجمہ۔سعادت الکونین

......مصنفہ......

مفتی اکرام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہیں جس میں شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد کے تاریخی حالات بھی مفصل درج ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حجاز میں خلافت اور شیعان کوفہ کا حضرت ام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے پوتے زید بن علی (زین العابدین) بن حسین بن علی کے ساتھ پھر دوبارہ بیوفائی اور کسمپرسی کا سلوک جس سے اکثر لوگ بے خبر ہیں اور مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کا قاتلان امام حسین رضی اللہ عنہ سے بدلہ لینا اور بعض اعتراضات شیعہ کا جواب مثلاً امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنی زندگی میں ولی عہد کیوں بنایا جو لوگ یزید کو مغفور سمجھتے ہیں اس لیے کہ وہ فتح قسطنطنیہ میں موجود تھا اس کا مفصل جواب یزید پلید کے متعلق اکابر علمائے اسلام کا اس کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے کے بارے میں اختلاف کا ذکر۔

ازواج مطہرات کے اہل بیت ہونے کے متعلق تین قرآنی شہادتیں اور بعض کتب فقہ سے ثبوت۔کتب شیعہ سے اس بات کا ثبوت کہ کوفہ میں بلانے والے

Marfat.com

کون لوگ تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا بحوالہ کتب شیعہ سے اس کا ثبوت اور یہ ثبوت کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ ثبوت کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفائے ثلاثہ کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے ان کے ہدایا قبول فرماتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ بہت سی مفید چیزیں جملہ اہلسنت والجماعت اس کتاب میں درج ہیں۔

بندۂ ناچیز محمد رمضان عرض رسا ہے کہ اس کتاب میں ان کتابوں سے مضمون لیا گیا ہے جن میں سے بعض کتب اس احقر کے پاس موجود ہیں اور بعض مرکزی دار العلوم حزب الاحناف میں موجود ہیں۔

سعادت الکونین فی بیان فضائل الحسنین۔ تصنیف مفتی محمد اکرام الدین بن محمد بن نظام الدین بن محب الحق بن ابناء قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین سند المحد ثین حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

صواعق محرقہ اور اس کا ترجمہ فارسی ...... تہذیب التہذیب تاریخ الخلفاء شیخ جلال الدین سیوطی۔ تاریخ ابن حاتم محمد بن حبان مکی۔ رسالہ ماثبت بالسنۃ فی ایام السنہ۔ رسالہ احوال اثنا عشریہ دو تصنیف شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ رسالہ مناقب السادات تالیف قاضی شہاب الدین دولت آبادی مرید سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ۔ متعارف طبری فصول المہمہ فی مناقب الائمہ۔ مفتاح النجافی مناقب آل عبا تالیف مرزا محمد معتمد خاں۔ مورخ تاریخ کامل ابن اثیر رسالہ عبری۔ تذکرہ قرطبی۔ رسالہ نور العینین فی اسرار شہادت الحسنین تالیف علامہ فہامہ شاہ عبد العزیز

Marfat.com

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ اصح التواریخ شیخی وسیدی ومرشدی محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ فصل الخطاب تالیف محمد بن محمد بن محمود حافظ بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

(تنزیہ الانبیاء وریاض الجنان) ہر دو کتب شیعہ۔ دیوان غیق السفر۔ تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء تالیف حضرت ابوالحسن حسن کاکوروی۔

اثر قلم بندہ ناچیز ابوالریان مفتی محمد رمضان رضوی رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی

مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف پاکستان لاہور

سابق خطیب جامع شاہی مسجد محلہ ولی اللہ فلیمنگ روڈ لاہور

☆☆☆

Marfat.com

مقدمہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ مشکوٰۃ میں افادہ فرمایا کہ لفظ اہل جب بیت کی طرف مضاف کیا جاتا ہے چند معنوں کے لیے آتا ہے اہل بیت اہل قرابت کو کہتے ہیں۔

یعنی جو لوگ نبی (ﷺ) کے نزدیک ہیں اور ان پر زکوٰۃ حرام ہے بنی ہاشم اور کبھی آنحضرت ﷺ کے عیال کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور وہ شامل ازواج مطہرات کو بھی ہے اور کبھی اولاد کے معنی میں ہوتا ہے اور وہ مخصوص ہے حضرت فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور بوجہ کثرت کمالات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی شامل ہے۔

شیخ عالم مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے اپنی کتاب مذکور میں کہا کہ لفظ اہل چند اضافتین رکھتا ہے۔ اہل الرجل۔ اس کے اقرباء۔ اہل الامر۔ اس کے والی۔ اہل بیت۔ اس کے گھر میں رہنے والے۔ اہل مذہب جو کہ اس کے طریقہ اور مذہب پر ہوں۔ اہل الرجل اس کی زوجہ۔ واہل النبی ﷺ۔ آپ ﷺ کی بیٹیاں اور بیویاں۔ بعض علماء سے احقر نے یوں سنا ہے کہ۔

اہل بیت کی تحقیق

(۱) اصل اہل بیت (۲) داخل اہل بیت (۳) لاحق اہل بیت

(۱) پہلی قسم اصل اہل بیت تو ازواج مطہرات ہیں کیونکہ۔ آیت اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

Marfat.com

تَطْهِيْرًا (القران۔الاحزاب۔۳۳) سے پہلے کی آیتیں اور بعض آیتیں ازواج مطہرات کے حق میں ہیں صیغہ جمع مؤنث غائب اور مخاطب کے ہیں۔

چنانچہ آیت تطہیر کی ابتدا میں ہے۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الاحزاب:۳۳) اس کے بعد اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ الآ یہ ہے۔ آیت تطہیر کے بعد وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِیْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا (الاحزاب:۳۴) ہے۔

(۲) دوسری قسم اہل بیت نبوی کی داخل اہل بیت ہے۔ کہ اصل اہل بیت میں نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِیْ ان کو داخل فرمایا ہے وہ حضرات حضرت فاطمہ و حضرت علی۔ حضرت حسن۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

جیسا کہ آیت تطہیر کا شان نزول تفاسیر واحادیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کمبل اوڑھے ہوئے تشریف فرما تھے کہ یہ چاروں حضرات یکے بعد دیگرے آئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنی کملی میں بٹھایا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

چنانچہ تفسیر موضح القرآن میں آیہ تطہیر کے متعلق لکھا ہے کہ یہ خطاب ہے ازواج کو اور داخل ہیں حضرت کے سب گھر والے۔

Marfat.com

(۳) تیسری قسم اہل بیت نبوی کی لاحق اہل بیت ہیں کہ ان کو نبی کریم ﷺ نے اہل بیت سے ملا لیا ہے جیسا کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو کہ دین حق کی طلب کے لیے مجوسی سے عیسائی بنے اور پھر سید دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تو سرکار مدینہ ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا سلمان منا اہل البیت۔ سلیمان ہم اہل بیت سے ہے۔

الحاصل فصل الخطاب قلمی نسخہ میں ہے:

وان هذه الطَّائِفَةَ الزَّائِفَةِ قُلُوبُهُمُ الْمَفْتُونَةِ بِحُبِّ اَهْلِ بَيْتِ الرَّسُوْلِ ﷺ قَالَتْ بِاَنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّمَا هُمْ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَهِيَ لَهُمْ خَاصَّةً وَكَيْفَ يَجُوزُ هٰذِهٖ وَ مَبْدَاءُ الْخِطَابِ بَيِّنٌ وَهُوَ كَلَامٌ عَلٰى نَسْقٍ وَنِظَامٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ سُبْحَانَهٗ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ الاية۔ فَقَالَ سُبْحَانَهٗ يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ثُمَّ قَالَ وَاَطِعْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ ثُمَّ قَالَ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ وَلَمْ يَقُلْ عَنْكُنَّ فَاَخْرَجَ الْكَلَامَ عَلٰى مَخْرَجِ التَّذْكِيْرِ لِقَوْلِهٖ اَهْلَ الْبَيْتِ وَالْاَهْلُ مُذَكَّرٌ

Marfat.com

ترجمہ: اور بیشک یہ گروہ جن کے دل اہل بیت کی محبت میں مفتون ہیں (یعنی شیعہ) وہ کہتے ہیں اہل بیت صرف حضرت علی۔ فاطمہ۔ حسن۔ حسین رضی اللہ عنہم اور وہ آیت (یعنی آیۂ تطہیر) ان کے لیے خاص ہے اور یہ کس طرح جائز ہو کلام کی ابتدا ظاہر ہے اور وہ ایک کلام ہے نسق واحد اور نظام واحد پر تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو فرمادو کہ پردہ کیا کریں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی کی بیویوں تم دوسروں کی عورتوں کی طرح نہیں ہو پھر فرمایا اللہ و رسول کی اطاعت کرو۔ پھر فرمایا تاکہ دور کرے تم سے پلیدی اور جمع مذکر کی ضمیر سے فرمایا (یعنی عنکم) اور جمع مؤنث کی ضمیر (عنکن) سے نہ فرمایا تو کلام کو تذکیر کے مخرج پر نکالا بوجہ اہل بیت کے اس لیے کہ لفظ اہل مذکر ہے۔

نیز فرع کافی ص ۳۸۰ میں باب باندھا ہے۔ بَابُ الرَّجُلِ يُجَامِعُ اَهْلَهٗ فِي السَّفَرِ۔ باب ہے اس آدمی کا کہ جماع کرے اپنی بیوی سے سفر میں۔ اس عبارت میں بھی اہل سے مراد بیوی ہے اور اہل کا لفظ بیوی کے لیے حقیقت ہے اور دیگر رشتہ داروں کے لیے مجاز ہے تو مجاز سے حقیقت اولیٰ ہوا کرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں بھی ضرور اہل بیت رسالت ہیں۔

قرآن پاک کے دوسرے مقامات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ لفظ اہل سے مراد قرآنی اصطلاح میں بیوی ہے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی بیوی حضرت صفورا رضی اللہ عنہا کو مدین سے لے کر چلے تو سردی کا موسم تھا آگ کی ضرورت تھی ادھر وادی مقدس سے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو آگ سمجھا اور اپنی بیوی سے فرمایا۔ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا۔ (القصص:۲۹) ترجمہ: آپ نے کہ اپنی بیوی سے فرمایا ٹھہرو میں نے آگ کو دیکھا ہے۔

اس وقت موسیٰ علیہ السلام اوران کی بیوی ہی تھیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا مذکر مخاطب کا صیغہ ہے اس سے شیعہ کے اس اعتراض کا جواب بھی ہو گیا جو کہ وہ آیت تطہیر سے یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ آیہ تطہیر میں جمع مذکر حاضر کے صیغہ عَنْكُمْ وَيُطَهِّرَكُمْ ہیں۔ اس لیے یہ آیت صرف اہل بیت کے ہی حق میں ہے اور پنجتن پاک ہی اہل بیت ہیں حضور ﷺ کی بیویاں اہل بیت نہیں۔

حالانکہ لفظ اہل زبان عربی میں جمع مذکر استعمال ہوتا ہے اور ہم اس کے منکر نہیں کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم اہل بیت نہیں بلکہ ہم نبی علیہ السلام کی بیویوں کو بھی اہل بیت نبوی مانتے ہیں اور دوسری آیت سورۃ یوسف میں ہے کہ جب زلیخا کے برے ارادے سے بچتے ہوئے یوسف علیہ السلام بھاگے اور پیچھے زلیخا تھی جو کہ ان کو اپنے برے مطلب کے لیے ان کو پکڑنا چاہتیں تھیں۔ دونوں محل سے باہر دروازے پر آگئے اتنے میں عزیز مصر بھی آ گیا تو زلیخا اپنے آپ کو پارسا ثابت کرنے کے لیے اور یوسف علیہ السلام کو مجرم ثابت کرنے کے لیے فوراً یہ کلمات زبان پر لائی:

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ (یوسف:۲۵)

Marfat.com

ترجمہ: زلیخا نے کہا اس شخص کی کیا جزا ہے جو تیری بیوی سے برا ارادہ کرے صرف یہ کہ قید کیا جائے۔یا دردناک عذاب دیا جائے۔

چونکہ خود فریفتہ تھی اس لیے سزا بھی خود ہی تجویز کر کے شوہر کو بتلائی ہے ایسا نہ ہو کہ شوہر غصہ میں یوسف علیہ السلام کو قتل کر دے۔

اس آیت سے بھی ہمارا مقصد یہ ہے کہ اہل کا لفظ بیوی کے لیے استعمال ہوا ہے اور تیسری قرآنی شہادت جو ہمارے مدعا کو مفید ہے وہ یہ ہے۔ بارہ (۱۲) فرشتے جبکہ لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب کرنے کے لیے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔

ابراہیم علیہ السلام نے ان کو انسان سمجھ کر ان کے لیے بچھڑا ذبح کر کے اس کے کباب بنا کر ان کے سامنے کھانے کے لیے رکھے مگر انہوں نے نہ کھائے۔

ابراہیم علیہ السلام ان سے ڈرے سمجھے یہ کوئی دشمن ہیں اس لیے کھانا نہیں کھاتے۔

فرشتے بولے کہ آپ مت ڈریں ہم قوم لوط پر عذاب کرنے آئے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ بھی وہیں کھڑی تھی وہ ہنسیں تو ان فرشتوں نے حضرت سارہ کو خوشخبری سنائی کہ تمہارے ہاں اسحاق علیہ السلام پیدا ہوں گے۔ان کے بعد یعقوب علیہ السلام پیدا ہوں گے۔

حضرت سارہ بولیں کہ کیا میرے لڑکا پیدا ہوگا۔حالانکہ میں ایک بوڑھی عورت ہوں اور میرے شوہر ابراہیم علیہ السلام بھی بوڑھے ہیں۔بیشک یہ ایک انوکھی بات ہے۔

فرشتے بولے:

Marfat.com

عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(ھود:۷۳)

ترجمہ: فرشتوں نے کہا کہ کیا تم اللہ کے امر سے تعجب کرتی ہو اے اہل بیت اللہ تعالیٰ کی تم پر رحمت اور برکتیں ہوں۔

اس آیت کریمہ میں بھی علیکم جمع مذکر مخاطب کا صیغہ مستعمل ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے لئے لفظ اہل استعمال ہوا ہے۔ نیز ہدایہ اخرین میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی وصیت کرے کہ مثلاً زید کے اہل کو میرے مرنے کے بعد اتنے روپے دے دینا تو زید کی بیوی کو اتنے روپے دے دیئے جائیں کیونکہ اہل کا لفظ یقیناً بیوی کے لیے موضوع ہے اور مجازاً اور گھر والوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

مسامرہ وسایرہ میں ہے کہ امام شافعی علیہ رحمہ کے نزدیک اہل بیت بنو ہاشم اور بنو مطلب میں سے جو لوگ مسلمان ہیں وہ اہلبیت ہیں ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ سَلَکَ عَلٰی طَرِیْقَتِیْ فَھُوَ اٰلِیْ۔ جو میرے طریقہ پر چلے وہ میری آل ہے۔

شہادت حسنین رضی اللہ عنہما کمالِ مصطفٰی ﷺ

جاننا چاہیے شہادت حسنین میں بعید یہ ہے کہ جو کمالات فرادای طور پر انبیاء سابقین کو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائے تھے اس کا مجموعہ ذات تقدس آیات حضرت خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات میں مودع تھا پس حق سبحانہ تعالیٰ نے

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کو خلافت عنایت فرمائی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو عطا فرمائی۔

سلطنت آنجناب ﷺ کو عنایت فرمائی جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو انعام فرمائی جیسے کہ ایک کرشمہ کا اظہار حضور ﷺ نے بدیں الفاظ فرمایا کہ مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا کا خیال ہے ورنہ شیطان کو مسجد کے ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے لڑکے اس سے کھیلتے۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنے تصرف کا اظہار فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن عطا فرمایا جیسا کہ یوسف علیہ السلام کو عطا فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلت سے سرفراز فرمایا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کلام سے مشرف فرمایا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبادت سے ممتاز فرمایا۔ جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو ممتاز فرمایا اور آپ کو شکر سے رطب اللسان گردانا۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو گردانا سوائے اس کے دیگر کمالات

ولایت۔ محبوبیت۔ اصطفائیت۔ تفکر۔ قرب کامل۔ شفاعت عظیم۔ جہاد۔ علم۔ عرفان۔ قضاء۔ اجتہاد۔ افتاء۔ احتساب۔ قراءت عطا فرمائے مگر بظاہر کمال شہادت عطا نہ ہوا۔ اس میں راز یہ تھا کہ اگر جنگ میں کفار کے ہاتھوں آپ کو شہادت ہوتی تو موجب شکست مشکوک اسلام اور اختلال دین متین ہوتا۔ اگر پوشیدہ درجہ شہادت ملتا جیسا کہ آپ کے خلفاء کو ملا اس پر شہادت کا اطلاق عرف میں نہ ہوتا۔

مشہور شہادت اس کو کہتے ہیں کہ شخص سفر و کربت میں شہید کیا جائے اور اس کے ساتھ اس کے اقربا و ساتھی بھی مقتول ہوں اور اس کی نعش میدان کارزار میں پڑی

Marfat.com

ہو اس کے عیال واطفال بھی قید ہوں۔

حکمت ازلی و مشیت لم یزل نے چاہا کہ یہ کمال بھی آنحضرت ﷺ کو حاصل ہو آپ کی وفات کے بعد اور دور خلافت گزرنے کے بعد تاکہ ہتک حرمت اسلام کی نہ ہو پس تقدیر الٰہی نے چاہا کہ یہ مرتبہ حسنین کو ملے کہ وہ آپ کے عزیز ترین فرزند ہیں اور قریب ترین اجزاء ہیں۔ تاکہ یہ کمال آنحضرت ﷺ کو ملے اس لیے کہ شاگرد کا کمال اس کے کامل تر استاد کا کمال ہوتا ہے۔

ولی کا کمال اس کے نبی کا کمال ہوتا ہے۔ نبی کا کمال اللہ تعالیٰ کا کمال ہے اس لیے جن لوگوں نے نبی علیہ السلام کے کمالات کو کماحقہ نہ مانا وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے مثلاً: وہابی۔ دیوبندی اللہ تعالیٰ کے لیے امکان کذب کے قائل ہو گئے۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے اللہ تعالیٰ کو جہالت سے منزہ ماننے کو بدعت حقیقہ کہا جس کو ایضاح الحق الفریح میں اس نے لکھا ہے۔

ولی کی کرامت دراصل نبی کا معجزہ اور نبی ہی کا فیضان ہوتا ہے جس کا ظہور ولی سے ہوتا ہے۔ نبی کے کمالات۔ معجزات کا ظہور نبی کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ اصل میں اس کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ اس لیے جنگ بدر میں ایک مٹھی کنکریوں کی نبی علیہ السلام نے کفار پر پھینکی وہ کنکریاں اور مٹی سب کافروں کے منہ پر پہنچی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ (الانفال: ۱۷) نہیں پھینکا آپ نے جبکہ آپ نے پھینکا جس کا مطلب ہے ان کنکریوں کو سب کافروں کے منہ پر مارنا طاقت بشریٰ سے باہر ہے گو صورۃً آپ نے ان کنکریوں کو پھینکا ہے لیکن اتنا

Marfat.com

زبردست اثر یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

لہٰذا فرمایا: وَلٰـکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ۔لیکن اللہ نے پھینکا تو جب یہ بات ثابت ہو چکی تو حسنین کی شہادت کا ظہور ان کی ذات پر ہوا ہے لیکن شہادت نبی کریم ﷺ کی ہے نیز جتنی نیکیاں۔ اچھائیاں۔ کمالات۔ حسنات ہیں وہ سب آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو بتلائے ہیں۔ جو نیکی۔ درجہ۔ کمال امتی کو حاصل ہو گویا وہ خواجہ کائنات ﷺ کو حاصل ہوا ہے۔اس لیے فرمایا اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ ۔

بھلائی پر دلالت کرنے والا مثل بھلائی کرنے والے کے لیے۔اس امر کی نظیر یوں بھی سمجھی جا سکتی ہے کہ انسان جو بولنا چاہتا ہے۔وہ کلام پہلے اس کے دل میں ہوتا ہے پھر اس کا ظہور اس کی زبان سے ہوتا ہے۔اس موقع پر کسی نے کیا خوب کہا ہے

اِنَّ الْـکَلَامَ لَـفِی الْفُؤَادِ وَاِنَّـمَا جُعِلَ اللِّـسَّانُ عَلَی الْفُؤَادِ دَلِیْلًا

ترجمہ: کلام بیشک دل میں ہے سوائے اس کے نہیں کہ زبان دل پر دلیل بنائی گئی ہے یا اس کو یوں سمجھ لیجئے جیسا کہ کتب منطق میں ہے کہ بعض منطقیوں کا یہ مذہب ہے کہ جو مفہوم ہمارے ذہن میں ہوتا ہے اس پر دلالت کرنے کے لیے الفاظ کو موضوع کہا گیا ہے مثلاً انسان فرس غنم کا جو مفہوم ہمارے ذہن میں تھا اس پر دلالت کرنے کے لیے یہ الفاظ وضع کیے گئے ہیں تو مفہوم ذہن میں ہے اور الفاظ کا صدور زبان سے ہوتا ہے یا یوں کہیئے کہ جب بجلی

Marfat.com

کے بلب کا بٹن دباتے ہیں تو روشنی کا ظہور بلب سے ہوتا ہے۔ حالانکہ بجلی کا کرنٹ بجلی گھر سے آرہا ہے اگر تار میں کرنٹ بجلی گھر سے نہ آیا ہوا ہو تو کتنا ہی بٹن کو دبائیں لیکن بلب روشن نہیں ہوگا۔

شہادتِ حسنین رضی اللہ عنہما کی تخصیص

اس واقعہ شہادت میں حسنین کی تخصیص اس لیے کی گئی ہے کہ یہ دونوں شہزادے نبی کریم ﷺ کے جمال جہاں آراء کا آئینہ تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ دونوں شہزادے نبی کریم ﷺ کے جمال کا پورا آئینہ تھے چنانچہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذات حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصہ کیے
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

نیز آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنا بیٹا فرمایا ان سے محبت و بغض کو اپنی محبت و بغض فرمایا اس لیے ان کی تخصیص کی گئی ورنہ جس کسی کو بھی شہادت حاصل ہوئی گویا حضور ہی کو ہوئی یہ بھی نکتہ ہے کہ ولد کی ایذاء والد کی طرف سرایت کرتی ہے۔

شہادت کی دو قسمیں ہیں

شہادت خفی۔ شہادت جلی۔ شہادت خفی سے امام حسن رضی اللہ عنہ سرفراز ہوئے جو بڑے صاحبزادے تھے کیونکہ عالم سر عالم جہر سے مقدم ہے۔

Marfat.com

شہادت جلی امام حسین رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی چونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تعلق شہادت سری سے تھا۔ اس لیے ان کی شہادت کا ذکر نہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔ نہ کسی فرشتے نے آ کر بیان کیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت۔ شہادت جہری تھی اس لیے ان کی شہادت کی خبر جبریل علیہ السلام نے بھی نبی کریم سے بیان کی بارش کے مؤکل فرشتہ نے بھی بیان کی نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس امر سے مطلع فرمایا دوسروں کو بھی اس واقع ہائلہ سے خبردار کیا اور قتل کی جگہ کا تعین۔ وقت قتل۔ قاتل کی علامتیں بھی بیان فرمائیں کہ تعزیت و ماتم اس کا قیام قیامت تک باقی رہے گا چنانچہ ان حدیثوں سے جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارہ میں مرقوم و مذکور ہیں روشن وہویدا ہے قاضی شہاب الدین دولت آبادی رسالہ مناقب سادات میں در بارہ محبت و مودت اہل بیت رسول اللہ ﷺ تحریر کیا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى۔

(الشوریٰ:۲۳)

ترجمہ: فرمادیجیئے اے محبوب ﷺ میں تبلیغ رسالت پر تم سے اجرت نہیں طلب کرتا مگر اپنے رشتہ داروں کی محبت

تفسیر کشاف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے رشتہ دار کون ہیں کہ ان کی دوستی ہم پر فرض ہوئی ہے۔ آپ

Marfat.com

نے فرمایا وہ علی۔ فاطمہ۔ حسن۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ اسی میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھو نعمت کے شکر کی ادائیگی کے لیے اور مجھ کو دوست رکھو خدا کے لیے۔ میرے فرزندوں کو دوست رکھو میری وجہ سے۔

جو شخص آنحضرت ﷺ کا محب ہوگا تو حضور کی اولاد کا بھی محب ہوگا۔

نیز ابن راہویہ نے روایت کی کہ جو کوئی رسول خدا ﷺ کے اہل بیت کے حق میں نیکی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے حق میں نیکیاں کرے گا۔

تفسیر کشاف میں حدیث ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا خبردار ہو جاؤ۔ اے لوگو جو شخص اولاد محمد ﷺ میں مرے گا مومن کامل مرے گا۔ جو شخص اولاد محمد ﷺ کی محبت پر مرے گا شہید مرے گا۔ جو شخص اولاد محمد ﷺ کی محبت پر مرے گا اس کو بہشت میں بھیجا جائے گا جیسا کہ دلہن کو شوہر کے گھر بھیجتے ہیں۔ جو شخص محمد ﷺ کی اولاد کی محبت میں مرے گا اہلسنت والجماعت کی روش پر مرے گا سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص مجھ کو دوست رکھے اور میرے اہل بیت کو دوست رکھے اور ان کی تعظیم کرے۔ میرے دوستوں۔ میری اولاد کو معظم جانے اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہمارے پاس جگہ دے گا۔

اس حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی محبت کی طرف اشارہ ہے بے شمار صحابہ کرام کی دوستی کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں ان احادیث کا لانا اس رسالہ میں مقام مناسب نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید دو عالم ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جو شخص مجھ کو دوست رکھے اور ان دونوں کو دوست رکھے ان کے ماں باپ کو دوست رکھے وہ میرے ساتھ میرے درجہ میں قیامت کے روز بہشت میں ہوگا۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا خنکی اور خوشی ہو اس شخص کو کہ ہماری محبت میں ہمارے اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا یا ہماری محبت میں مقتول ہوا وہ شخص جنت میں داخل کیا جائے گا شرف النبوۃ میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار شخصوں کا میں روز قیامت شفیع ہوں اگر تمام روئے زمین کے آدمیوں کے برابر ان کے گناہ ہوں ایک وہ شخص کہ میری اولاد کی تعظیم کرنے والا۔ دوسرا وہ شخص جوان کی حاجتوں کو پورا کرنے والا تیسرا وہ شخص جوان کے گناہوں پر پردہ ڈالے۔ چوتھا وہ شخص جو دل و جان سے ان کو دوست رکھے۔

مشارق الانوار و مصابیح السنہ میں حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ کتاب اللہ اور دوسری اپنی اولاد اگر تم ان دونوں چیزوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے۔ کشاف میں ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا میری اولاد میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

کشاف و شرف النبوۃ میں روایت منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ جو شخص ہمارے اہل بیت پر ظلم کرے۔ ان کو ایذا دے اس پر جنت حرام ہوئی مصابیح میں روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس شخص نے اس کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی۔ جو کوئی اس کو غضب میں لایا وہ مجھ کو غضب میں لایا۔

☆☆☆

Marfat.com

باب: اول

احادیث مشترکہ کے بیان میں جو امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

مناقب حسن و حسین رضی اللہ عنہما

امام احمد وابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان و حاکم نے بریدہ سے روایت کی کہ رسول کریم ﷺ خطبہ فرماتے تھے کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما مسجد میں آئے جب کہ ایام طفولیت میں اچھی طرح چل نہیں سکتے تھے اور پاؤں لڑکھڑاتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ چھوڑ کر اس خیال سے کہ کہیں گر نہ پڑیں منبر سے نیچے تشریف لائے اور دونوں صاحبزادوں کو گود میں اٹھالیا۔ بعد میں اپنے برابر دونوں کو بٹھایا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔ قرآن مقدس میں ارشاد ہے (اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) (التغابن۔۱۵) جس وقت میں نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو مجھ کو صبر نہ رہا خطبہ کو میں نے قطع کیا اور ان کو اٹھایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کسی شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اہل بیت سے کس کو آپ دوست رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حسن و حسین کو نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا میرے بیٹوں کو بلاؤ جس وقت وہ آئے تو آپ نے ان کے منہ کو چوما اور معانقہ کیا۔

Marfat.com

طبرانی نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دفعہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حسنین حضور پر نور ﷺ کے ساتھ کھیل رہے تھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ان کو دوست رکھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا میں ان کو کیوں نہ دوست رکھوں یہ میرے ریحان ہیں۔ ریحان کے معنی خوشبو اور اولاد کے ہیں۔

عسکری امثال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ولد ریحان ہے اور میرے ریحان حسن و حسین ہیں۔ محی السنۃ بغوی نے یعلی سے روایت کی کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما دوڑتے نبی کریم ﷺ کی طرف آئے تو نبی کریم ﷺ نے ایک کو بغل میں لیا اس کے بعد دوسرے کو بغل میں لیا اور فرمایا یہ دونوں دنیا سے میرے بیٹے ہیں جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے ان کو دوست رکھے۔

ترمذی و طبرانی نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں ایک رات کسی کام کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے اوپر کپڑا اوڑھا ہوا تھا اور اس میں کوئی چیز تھی مگر مجھ کو معلوم نہ تھا جس وقت میں اپنے کام سے فارغ ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کپڑے میں کیا چیز ہے تو آنحضرت ﷺ نے کپڑے کو اٹھایا تو میں نے دیکھا حسن و حسین رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کی کمر مبارک پر سو رہے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔

اے اللہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ اور جو لوگ ان کو دوست رکھیں ان کو بھی دوست رکھ۔ ترمذی نے براء بن عازب سے روایت کی کہ

Marfat.com

رسول پاک ﷺ نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور دعا فرمائی۔ الٰہی میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ۔

ابن شیبہ نے اور۔ طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ میں حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ اور دشمن رکھ ہر اس شخص کو جو ان کو دشمن رکھے نیز طبرانی نے کتاب مذکور میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ کو دوست رکھے حسن حسین کو بھی دوست رکھے۔

امام احمد۔ ابن ماجہ۔ حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے حسنین کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

نیز طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید دو عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا دوستدار ہے میں اس کا دوست دار ہوں اور جس کا میں دوست دار ہوں اس کا خدا بھی دوست دار ہے اور جس کا خدا دوست دار ہے اس کو خدا تعالیٰ بہشت میں داخل کرے گا۔ جو حسنین کو دشمن رکھے اور ان سے بغاوت کرے میں اس کا دشمن ہوں اور جس کا میں دشمن ہوں اس کا خدا بھی دشمن ہے اور جس کا خدا دشمن ہے اس کو خدا دوزخ میں داخل کرے گا اور دائمی عذاب اس کو نصیب ہوگا۔ مخفی نہ رہے ان احادیث میں صراحت ہے کہ یزید پلید اور اس کے اعوان و انصار کہ جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ان کی جگہ دوزخ میں ہے۔

امام احمد۔ ترمذی اور حاکم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے

Marfat.com

حضرت عمر فاروق اور حضرت علی و حضرت جابر و ابو ہریرہ و اسامہ بن زید و براء بن عازب رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور ابن عدی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر نے عائشہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور ابن الاخضر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حسن و حسین اہل بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ طبرانی نے اسامہ بن زید سے اس طرح روایت کی اور یہ الفاظ زیادہ روایت کیے کہ بار الٰہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی کہ اس روایت میں حدیث مذکور پر یہ الفاظ اور زیادہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حسنین کو دوست رکھے میں بھی اس کو دوست رکھتا ہوں اور جو شخص ان کو دشمن رکھتا ہے وہ مجھ کو دشمن رکھتا ہے۔

طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہر نبی کی اولاد نبی ہوئی ہے سوائے میرے۔ اور میرے دونوں بیٹے جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ سوائے پسران خالہ کے کہ یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یعنی ہر نبی کی اولاد نبی ہوئی مگر میری اولاد۔ اگر نبی ہوتی تو ختم نبوت کے منافی تھا لہذا میرے لڑکے تمام جوانان بہشت کے سردار ہیں باوجودیکہ نبی نہیں ہیں۔

ابن عساکر اور ابن نجار حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے راوی کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا حسن و حسین کو برامت کہو کیونکہ وہ اہل بہشت کے اولین و آخرین کے سردار ہیں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبریل نے مجھ کو بشارت دی کہ حسن و حسین عرش کے دو گوشوارہ ہیں اور کسی چیز سے معلق ہیں ابن

Marfat.com

عسا کرنے ابان وانس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص مجلس میں کسی کے لیے قیام تعظیمی نہ کرے سوائے حسن وحسین اوران کی اولاد کے۔

اسلاف کا تعظیم آل رسول ﷺ

قاضی شہاب الدین دولت آبادی صاحب تفسیر بحرالمواج نے رسالہ مناقب السادات میں لکھا اور کچھ حدیثیں اس رسالہ کے مقدمہ میں گزری ہیں رسالہ کے ایک باب میں متعلقہ تعظیم و قیام اولاد رسول اللہ ﷺ اور مناقب امام اعظم ابوحنیفہ کوفی میں شیخ ابوسعید ماتریدی دونوں حضرات اس روایت کو لائے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سادات کی تعظیم اور توقیر میں بہت مبالغہ کیا کرتے تھے کہتے ہیں ایک دن ایک مجلس میں آپ کئی دفعہ اٹھے اور کئی دفعہ بیٹھے لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور بار بار اٹھنے اور بیٹھنے کا کیا سبب ہے تو آپ نے فرمایا جو بچے کھیل رہے ہیں ان میں ایک علوی لڑکا ہے جس وقت میں اس کو دیکھتا ہوں تو اس کی تعظیم اور احترام کے لیے اٹھتا ہوں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں اپنے والد ماجد شیخ سیف الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر کے حالات لائے ہیں یعنی شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ طالبعلموں میں درس و تدریس میں مصروف تھے جس وقت سادات کے اطفال کھیلتے ہوئے آپ کے قریب آتے تو جب تک وہ کھیلتے رہتے تو آپ کھڑے رہتے۔لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ امان کو کیا مجال ہے کہ اولاد رسول پاک ﷺ کھڑی ہو اور امان بیٹھا رہے۔

طبرانی نے معجم کبیر میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت بہشتی بہشت میں داخل ہو جائیں گے بہشت جناب الٰہی میں عرض کرے گی۔ یارب تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ دوستوں سے تجھ کو میں زینت دوں گا حق جل وعلیٰ فرمائے گا آیا حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے میں نے تجھ کو زینت نہیں دی اس وقت جنت ناز کیساتھ دلہن کی طرح خرام کرے گی۔

طبرانی نے کبیر میں اور ابن مندہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مع امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مرض الموت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا نبی اللہ یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں ان کو کچھ ورثہ عطا فرمائیے۔ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا حسن کیلئے ہیبت اور سیادت اور حسین کیلئے میری جرأت وسخاوت وراثت ہو۔

ابن عساکر وغیرہ نے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹوں کو لا کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ کچھ ان کو عطا فرمائیں تو آپ نے فرمایا حسن کو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو میں نے اپنی غیرت وشجاعت عطا کی ان دونوں حدیثوں میں اشعار ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی میراث صفات کمال انسان تھی اس کو حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو ارثاً عطا فرمایا ورنہ متاع دنیاوی سے کچھ عطا فرماتے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باغ فدک کے مطالبہ پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو حدیث حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سنائی اور دوسرے صحابہ کرام نے گواہی دی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نبیوں کا گروہ نہ کسی کا وارث ہوتا ہے اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے اس طرح صاحب کلینی (شیعہ) مع دو زیادہ الفاظ کیساتھ اپنی کتاب میں لایا کہ نہ ہم درہم و دینار کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی

Marfat.com

ہمارے درہم و دینار کا وارث ہوتا ہے تو اعتراض حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضول ہے۔

امام احمد۔ ابوداؤد۔ ابن عساکر مقدام بن معدیکرب سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے۔

خطیرہ والا واقعہ

ابن الاخضر نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم سید دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی حاضر خدمت ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کس لیے روتی ہو عرض کی یا رسول اللہ حسنین گھر میں موجود نہیں معلوم نہیں کہ کہاں گئے ہیں۔ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا میں تیرے قربان گریہ مت کر خداوند تعالیٰ حسنین کے حال پر رحیم ہے اور اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی یا اللہ اگر حسنین جنگل میں ہیں ان کی محافظت فرما اور اگر دریا میں ہیں ان کو سلامت رکھ ناگہاں جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ غم و حزن نہ فرمائیں حسنین دین و دنیا میں بزرگ ہیں۔ ان کا باپ ان سے بہتر ہے حسنین خطیرہ بن نجار میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ ان کی حفاظت کے لیے بھیجا ہے جو کہ ان کی نگہبانی کر رہا ہے خطیرہ اس جگہ کو کہتے ہیں جس کو لکڑیوں سے چار پایوں اور بیلوں کے لیے احاطہ بنالیا جائے۔ قبرستان اور اترنے کی جگہ کو بھی خطیرہ کہتے ہیں۔

جمع الجوامع میں ایسا ہی لکھا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

آنحضرت ﷺ خطیرہ مذکورہ میں تشریف لے گئے اور ہم بھی حضور کے ساتھ تھے ہم نے دیکھا کہ فرشتہ نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو اپنے گلے سے لگایا ہوا ہے اور اپنے پر سے ان پر سایہ کیا ہوا ہے تو آنحضرت ﷺ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے گلے سے لگایا اور فرشتہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی بغل میں لیا جب لوگ اس حال کو دیکھتے تھے تو ابو بکر وابوایوب رضی اللہ عنہما نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایک لڑکے کو ہم اٹھا لیتے ہیں تا کہ آپ کو تکلیف نہ ہو۔

آپ نے فرمایا تم کو معلوم نہیں کہ حسنین دنیا وآخرت میں بزرگ ہیں اور ان کا نانا ان سے بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں بزرگی دیتا ہوں ان کو ایسی چیز کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بزرگی دی ہے اور خطبہ بیان فرمایا کہ اے مردمان میں تم کو خبر دیتا ہوں بہترین مردوں سے از روئے جد وجدہ کے حاضرین نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا بہترین مردمان حسن وحسین ہیں۔

نانا ان کا رسول خدا ہے اور نانی ان کی خدیجہ بنت خویلد ہے اور آگاہ ہو جاؤ اے مردمان میں تم کو خبر دیتا ہوں بہترین آدمیوں سے از روئے پدر ومادر حاضرین نے عرض کی ہاں یا رسول ﷺ تو آپ نے فرمایا حسن وحسین رضی اللہ عنہما ان کا باپ علی بن ابو طالب ہے اور ماں ان کی فاطمہ بنت محمد رسول ﷺ ہے۔

پھر فرمایا میں خبر دیتا ہوں تم کو بہترین خلائق سے از روئے عم وعمہ کے لوگوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ نے فرمایا وہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما ہیں کہ چچا ان کا جعفر بن ابی طالب ہے اور پھوپھی ان کی امہانی بنت ابی طالب ہے۔

Marfat.com

پھر فرمایا میں تم کو خبر دیتا ہوں بہترین آدمیوں کے از روئے خال وخالہ کے لوگوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ نے فرمایا وہ حسن حسین رضی اللہ عنہما ہیں کہ ماموں ان کا قاسم بن رسول خدا ہے اور خالہ ان کی زینب بنت رسول اللہ ﷺ ہے اور آگاہ ہو جاؤ باپ ان کا جنتی ہے اور ماں ان کی جنتی ہے۔ نانی ان کی جنتی ہے۔ چچا۔ پھوپھی ان کی جنتی ہے۔ ماموں وخالہ ان کی جنتی ہے۔ وہ خود جنتی ہیں تو جو شخص ان کو دوست رکھے وہ بھی جنتی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

اس طرح طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی بوجہ اختصار وہ روا تیں نہیں لکھیں پوشیدہ نہ رہے بحیثیات مذکورہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما بے شک وشبہ بہترین خلائق وافضل ترین مخلوق ہیں لیکن اہل سنت کے نزدیک ابوبکر وعمر افضل بعد الانبیاء علیہم السلام ہیں۔

اصحاب رسول ﷺ سے محبت

نیز جس طرح آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی محبت فرض ہے آنحضرت ﷺ کے اصحاب کی بھی محبت فرض ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَاتَتَّخِذُوْھُمْ غَرْضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ

Marfat.com

اَحَبَّهُمْ فَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ فَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ فَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ فَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ۔ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے بعد ان کو نشانہ طعن نہ بناؤ تو جو ان کو دوست رکھتا ہے بسبب میری دوستی کے ان کو دوست رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے بسبب میرے بغض کے ان سے بغض رکھتا ہے جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے خدا تعالیٰ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے۔

دیگر احادیث و آیات کلام اللہ۔ صحابہ کرام کے حق میں اسقدر وارد ہوئی ہیں کہ ان سے صراحتہً ثابت ہوتا ہے کہ عداوت ان کی سبب نار ہے اور جاننا چاہیے کہ محبت اہلبیت بغیر محبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیکار ہے اس لیے کہ اہل بیت کے حق میں وارد ہوا کہ مثال اہل بیت کی کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہے جو شخص اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس شخص نے تخلف کیا وہ غرق ہوا اور صحابہ کرام کے حق میں وارد ہوا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کسی نے ان کی اقتداء کی اس نے راہ پائی پس کشتی محبت اہل بیت ستاروں کی رہ نمائی کے بغیر بحر ایمان میں نہیں ہو سکتی خصوصا رات میں بغیر ہدایت نجوم ساحل مراد پر پہنچ نہیں سکتی۔

افضل البشر بعد الانبیاء علیہم السلام

اسی طرح لطائف میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ افضل البشر بعد رسول اللہ ﷺ کے چار یار باصفا ہیں ان کے بعد عشرہ مبشرہ ہیں جن میں

Marfat.com

چاروں خلفاء شامل ہیں ان کے بعد افضل اہل بدر ہیں اور وہ تین سو تیرہ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (حدیث قدسی) اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ ۔ ترجمہ: جو چاہو کرو میں نے بلاشبہ تم کو بخش دیا ان کے بعد جنگ احد والے افضل ہیں کہ یہ جنگ ہجرت کے چوتھے سال ہوئی اور اہل اسلام کو سختی پہنچی اور آنحضرت ﷺ کے دندان مبارک پیش جھڑے اور سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے صحابہ کرام میں سے ستر آدمی شہید ہوئے ان کے بعد افضل بیعت رضوان والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی سے ان کو خبر دی اور فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۔ (الفتح: ۱۰) ترجمہ: بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں سوائے اس کے نہیں وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر اور اسی سورت کے دوسرے مقام پر فرمایا۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ (الفتح: ۱۸) ترجمہ: البتہ تحقیق راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ مومنین سے جب کہ درخت کے نیچے وہ آپ سے بیعت کرتے تھے تو جان لیا اللہ تعالیٰ نے جو ان کے دلوں میں ہے۔

بیعت رضوان والے تیرہ سو اور چند نفر ہیں جن میں خلفائے اربعہ وعشرہ مبشرہ و بدری احدی داخل ہیں ان کے بعد عامہ صحابہ افضل ہیں اسی طرح کتب عقائد میں سلف اور علماء و مشائخ سے منقول ہے اور تمام کتب اسی عقیدہ سے مالا مال ہیں چونکہ یہ مقام اس مقصد کا مقتضی نہیں ہے پھر اصل مقصد پر آ گئے۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حسنین رضی اللہ عنہما سے محبت

ابوالسعید السلمان نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب مدائن کو اللہ تعالیٰ نے خلافت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر فتح کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چمڑے کا فرش مسجد میں بچھوایا اس کے بعد حسن بن علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا اے امیر المومنین جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا کیں اس میں سے ہمارا حق ہمیں دو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار درہم امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیئے اور اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے آپ نے بھی اسی طرح فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار درہم امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیئے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانچ سو درہم دیئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین میں جوان آدمی تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں جہاد کرتا تھا اس وقت حسن و حسین رضی اللہ عنہما مدینہ کی گلیوں میں پھرتے تھے یعنی چھوٹے تھے اور کھیلتے تھے ان کو آپ نے ہزار درہم دیئے ہیں اور مجھ کو آپ نے پانچ سو درہم دیئے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بیٹے تو بھی اپنا باپ۔ ماں۔ نانا۔ نانی۔ چچا۔ پھوپھی۔ ماموں اور خالہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرح لا تو تجھ کو بھی میں ایک ہزار درہم دوں گا اس لیے کہ باپ ان کا علی۔ ماں ان کی فاطمہ۔ نانا ان کے رسول خدا ﷺ نانی حضرت خدیجہ الکبریٰ اور چچا ان کا جعفر طیار۔ پھوپھی ان کی ام ہانی۔ ماموں ان کے ابراہیم وقاسم۔ خالہ ان کی رقیہ و ام کلثوم دختران سرور کائنات ﷺ ہیں اس کے بعد

Marfat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

یہ خبر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو فرمایا میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ عمر اہل جنت کا چراغ ہے جب یہ حکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنی تو ایک جماعت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر گئے اور دستک دی حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی تو نے سنا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے میرے حق میں فرمایا ہے کہ عمر اہل جنت کا چراغ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میں نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی یہ حدیث اپنے ہاتھ سے لکھ کر مجھے دو پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو لکھا جس کا ترجمہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم علی بن ابی طالب ضامن ہوا عمر بن خطاب کا اور لکھ کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ جبرائیل نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے مجھے خبر دی کہ عمر چراغ اہل جنت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس نوشتہ کو علی مرتضیٰ سے لیا اور اپنی اولاد کو دیا اور وصیت فرمائی کہ جس وقت میں مروں بعد غسل و تکفین اس کاغذ کو میرے کفن میں رکھیں تا کہ اللہ تعالیٰ سے میں اس نوشتہ کے ساتھ ملاقات کروں تو جس وقت آپ شہید ہوئے تو آپ کی وصیت کے موافق اس کاغذ کو کفن میں رکھا گیا۔

پوشیدہ نہ رہے اس روایت سے تفضیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ثابت ہوئی لیکن بجہت قرابت آنحضرت ﷺ و بجہت ابوت حسنین رضی اللہ عنہم نہ دوسری جہات سے اس کے علاوہ ان دونوں حضرات میں اسقدر علاقہ قوی تھا کہ ایک اپنے پر دوسرے کو فضیلت دیتا تھا۔

Marfat.com

فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما

شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل ایمان میں محمد بن حنفیہ سے نقل کیا جو بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سرکار مدینہ ﷺ کے بعد تمام آدمیوں میں کون افضل ہے۔ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق اکبر ہے اس کے بعد عمر فاروق ہے۔ اس کے بعد ایک دوسرا شخص ہے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا کہ اے امیر اس کے بعد آپ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔ صواق محرقہ کے ترجمہ میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا حسن وحسین بہشت کے ناموں میں نام ہیں عرب میں زمانہ جاہلیت میں یہ دو نام کسی شخص کے نہیں رکھے گئے۔

تہذیب التہذیب میں جریر بن عثمان سے روایت کی انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ زبان سے حسنین کے لب کو چوستے تھے جس دہان ولب کو رسول خدا ﷺ نے چوسا ہوا اس کو عذاب نہیں۔ امام شافعی نے کیا خوب فرمایا

يَـا آلَ بَيْـتِ رَسُوْلِ اللهِ حُبُّكُمْ
فَـرْضٌ مِـنَ اللهِ فِـى الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ
يَكْفِيْكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اَنَّكُمْ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَاصَلٰوةَ لَهٗ

(از دیوان غین السف ص ۱۵۱ مطبوعہ مصر)

Marfat.com

ترجمہ: اے رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت تمہاری محبت اللہ کی طرف سے خاص ہے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ تمہارے بلند مرتبہ سے یہ مقام ہے کہ جو شخص نماز میں تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی۔

چونکہ درود شریف نماز میں امام شافعی کے نزدیک فرض ہے تو جو شخص نماز میں درود شریف نہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ نماز کا فرض رہ گیا اور ہمارے نزدیک نماز میں درود شریف پڑھنا سنت ہے اور کسی نے خوب کہا ہے۔

ترجمہ: اے میرے دوست میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اگر تو خیر میں رغبت کرنے والا ہے قریب ہو جا پھر سن تو وصیت میری جب غالب ہو تجھ پر سختی اور تکلیف۔ توسل کران بزرگوں سے جن کا نام میں نے اپنے وسیلہ میں لیا ہے۔ وہ بزرگ اور بہتر آل محمد ہیں۔

فریاد چاہی جاتی ہے ان سے خوفناک امور میں۔ آگاہ ہو جا اور سن تو جو میں تجھ سے کہتا ہوں نصیحت۔ اے میرے چھوٹے بھائی میری نصیحت کو قبول کر۔

☆☆☆

Marfat.com

باب: دوم

فصل اول: ولادت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ماہ رمضان المبارک کی پندرھویں (۱۵) ۳ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ بعض مؤرخین کے نزدیک پانچ شعبان کو پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک آپ کی ولادت ۴ھ یا ۵ھ میں واقع ہوئی۔ لیکن اول صحیح ہے امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت علی و فاطمہ کی اول اولاد ہیں علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسماء بنت عمیس اور ام ایمنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تا کہ آپ آیت الکرسی و معوذتین پڑھیں فصول المہمہ میں ہے کہ اسماء و ام سلمہ کو بھیجا اور فرمایا جس وقت بچہ پیدا ہو کوئی دوسرا کام نہ کریں اور اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں تا کہ میں آؤں تو مذکورہ عورتوں نے بوقت ولادت امام حسن حسب الارشاد عمل کیا اور آنحضرت ﷺ کو خبر دی۔

حضور ﷺ تشریف لائے خوش ہوئے اور یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہٗ بِکَ وَوَلَدَہٗ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ حضرت اسماء سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں فاطمہ کے پاس گئی امام حسن کی ولادت کے وقت لیکن عورتوں کو جو خون ولادت کے وقت آتا ہے میں نے نہ دیکھا۔ بعد میں۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے فاطمہ کا حیض و نفاس نہیں

Marfat.com

دیکھا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میری لڑکی پاک کی گئی ہے اس کو حیض ونفاس نہیں ہے (تنبیہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حیض ونفاس نہ تھا اس بنا پر آپ کو زہرہ کہتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ امام حسن و عیسیٰ علیہ السلام و زکریا و یحییٰ علیہما السلام چھ ماہ میں پیدا ہوئے ہیں اس لیے اہل شریعت نے اول مدت حمل چھ ماہ کی رکھی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حسن پیدا ہوئے میں نے ان کا نام حرب رکھا جب حضور ﷺ تشریف لائے فرمایا میرے بیٹے کو دکھاؤ فرمایا میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے میں نے عرض کیا حضور اس کا نام میں نے حرب رکھا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اس کا نام حسن رکھا اس طرح امام حسن اور حسین کے نام تبدیل فرمائے اور حرب کے بدلے حسین و محسن نام رکھے۔

بہت سے محدثین نے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹوں کا ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رکھا ہے کہ شبر وشبیر مبشر ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام تھے۔ شبر امام حسن کا نام وشبیر امام حسین کا نام اور مبشر محسن کا نام ہے دار قطنی میں بھی اس طرح ہے۔ قاموس میں ہے کہ شبر کیعم وشبیر کقمیر و مبشر کمحدث حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام ہیں اور ان کے ناموں پر آنحضرت ﷺ نے حسن و حسین و محسن کے نام رکھے حضرت اسماء سے روایت ہے کہ میں فاطمہ کے نزدیک حسن کو لائی اتنے میں حضور ﷺ تشریف لے آئے تو آپ نے مجھ کو فرمایا کہ میرے فرزند کو لاؤ میں امام حسن کو زرد کپڑے میں لپیٹ کر لائی۔ آنحضرت ﷺ کو دیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کپڑے کو دور کیا اور مجھے فرمایا کیا میں نے منع نہیں فرمایا کہ زرد کپڑے میں بچہ کو مت لپیٹو اس کے بعد میں نے سفید

Marfat.com

کپڑے میں امام حسن کو لپیٹ کر رسول خدا ﷺ کو دیا آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت فرمائی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور میں نام رکھنے میں آپ پر کیسے سبقت کرتا یعنی مجھ کو مناسب نہ تھا تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا میں بھی نام رکھنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر سبقت نہیں کروں گا تو ناگہانی حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ خدائے عزوجل بعد سلام فرماتا ہے کہ آپ نے علی کو بمنزلہ ہارون کے فرمایا ہے تو پسران علی کا نام بھی ہارون علیہ السلام کے بیٹوں کے نام پر رکھو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہارون علیہ السلام کے لڑکوں کا کیا نام ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ نام اس کا شبر ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری زبان عربی ہے شبر کا ترجمہ عربی میں کرو جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ حسن نام رکھیئے اس طرح آپ کا نام حسن رکھا گیا۔ ایک سال بعد امام حسین تولد پیدا ہوئے ان کا نام شبیر یعنی حسین رکھا۔

ایک روایت میں ہے کہ نام حسن کا پہلے حمزہ رکھا تھا اور حسین پیدا ہوئے تو ان کا نام جعفر رکھا تھا سرور عالم ﷺ نے فرمایا مجھ کو حکم ہوا ہے کہ نام ان دونوں بیٹوں کا بدل کر حسن و حسین رکھوں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسن کا نام امام حسین کی ولادت تک حمزہ تھا اس کے بعد بدلا ہے۔ تاریخ الخلفاء میں ہے کہ یہ دونوں نام

Marfat.com

حسن وحسین اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھے تھے اور کسی سے بیان نہیں کیے تھے یہاں تک کہ رسول خدا ﷺ نے ان کے یہ نام رکھے۔

حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ عقیقہ وختنہ حسنین کا ولادت سے ساتویں دن ہوا دو مینڈے ذبح کیے آنحضرت ﷺ نے ایک ران دایہ کو دلوائی۔ایسا ہی نسائی شریف میں دو مینڈھوں سے عقیقہ کرنا منقول ہے۔واللہ اعلم

فصول المہمہ میں ہے کہ جب ولادت حسن رضی اللہ عنہ کے سات روز ہوئے آنحضرت ﷺ تشریف لائے فرمایا مولود کا نام کیا رکھا ہے عرض کی گئی کہ بچہ کا نام ہم نے حرب رکھا ہے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کا نام حسن ہے بعد اس کے آنحضرت ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ بنفس نفیس ایک مینڈھے سے کیا اور حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ حسن کے سر کے بال تراشیں اور بقدر ان کے وزن چاندی صدقہ کریں اسی سبب سے بچے کے سر کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا سنت ہے۔

فصل: آپ کی کنیت اور لقب کے بیان میں

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو فضیلت از روئے نسب کے حسنین کو حاصل ہے کسی دوسرے کو نہیں نسب آپ کا اظہر من الشمس ہے۔کنیت آپ کی ابو محمد ہے۔القاب آپ کے نقی۔تقی۔زکی۔طیب۔سبط۔ولی اور اکثر واشہر القاب سید ہے جیسا کہ آپ کی فضیلت کی احادیث میں آئے گا لیکن جمال وحسن آپ کا وہ ہے کہ روایت کیا حضرت انس بن مالک نے کہ کوئی شخص مشابہ تر آنحضرت ﷺ سے سوائے امام حسن کے نہ تھا۔

Marfat.com

حسنین رضی اللہ عنہما کی رسول اکرم ﷺ سے مشابہت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ سر سے سینہ تک رسول خدا ﷺ کے مشابہ تھے اور حسین سینہ سے نیچے پاؤں تک رسول خدا ﷺ کے مشابہ تھے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں آپ کے بارہ میں روایت نقل کرتے ہیں کہ سید دوعالم ﷺ کی وفات کے بعد جو شخص آپ کو خواب میں دیکھنا بیان کرتا اور زندگی میں اس نے رسول خدا ﷺ کو دیکھا نہ ہوتا۔ جب خواب میں دیکھنا رسول خدا ﷺ کا بیان کرتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشبیہ جمال جہاں آرا سے سوال کرتے اگر وہ شخص امام حسن رضی اللہ عنہ سے مشابہت بیان کرتا تو یقین کر لیتے ورنہ یقین نہ کرتے۔

بخاری شریف میں ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا کر مسجد سے باہر نکلے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ بچوں میں کھیل رہے ہیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا یہ لڑکا حضور ﷺ کے مشابہ ہے اور اے علی رضی اللہ عنہ تمہارے مشابہ نہیں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ تبسم فرماتے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا حلیہ

حلیہ آپ کا سفید رنگ سرخی مائل۔ آنکھیں سخت سیاہ (سیاہ آنکھیں حُسن کی خوبی کو دوبالا کرتی ہیں) رخسارہ شریف نرم و نازک۔ سینہ مبارک سے زیر ناف باریک خط بالوں کا تھا اس کو دقیق السرہ کہتے ہیں۔ ریش مبارک آپ کی گھنی تھی۔ سر مبارک کے بال مونڈھوں تک تھے۔ گردن مبارک گویا چاندی کی صراحی تھی آپ کے اعضاء

Marfat.com

کے بند لمبے تھے۔ سینہ شریف فراخ تھا اور قد مبارک آپ کا نہ زیادہ لمبا تھا نہ چھوٹا تھا آپ کے جمال میں نمکینی تھی۔ چہرہ مبارک آپ کا خوبصورت تھا۔ بدن مبارک آپ کا نیک اور موضوع تھا۔ بالوں کو آپ وسمہ سے خضاب (خضاب وسمہ اور مہندی ملا کر کرتے ہوں گے کیونکہ سیاہ خضاب کی حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔ مترجم) بال آپ کے پیچیدہ تھے نقش آپ کی آنگوٹھی کا العزۃ للہ وحدہٗ تھا۔

(فصل آپ کے بارے میں جو مختص حدیثیں وارد ہوئی ہیں)

فصول المہمہ میں حافظ عبدالعزیز سے روایت ہے کہ سفیان بن الحارث الثقفی کہتے تھے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ حسن آپ کے پہلو میں تھے اور کبھی امام حسن آدمیوں کی طرف جاتے تھے اور کبھی رسول خدا ﷺ کی طرف جیسا کہ بچوں کی عادت ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میرا بیٹا سید ہے اور شاید کہ خدا تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے صحیح بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ براء بن عازب سے راویت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ امام حسن آپ کے دوش مبارک پر تھے اور آپ یہ فرمارہے تھے بار الٰہ میں اس بچہ کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ۔

ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ امام حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے کہا اے لڑکے تو اچھی سواری پر سوار ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بچہ بھی اچھا سوار ہے۔

Marfat.com

حافظ ابونعیم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے تو آنحضرت ﷺ جبکہ سجدہ میں تھے امام حسن رضی اللہ عنہ بچپن کی حالت کی وجہ سے آپ کی پشت پر سوار ہو گئے اور آپ کی گردن تک پہنچ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو آہستگی سے اتارا۔ جب رسول خدا ﷺ نماز سے فارغ ہوئے لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جو کچھ برتاؤ نماز میں آپ امام حسن سے کرتے ہیں دوسروں سے نہیں کرتے۔ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور ریحان ہے (پھول) قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اصلح کرائے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں اس کے سبب سے

بخاری۔ مسلم۔ ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں ایک دن آنحضرت ﷺ کے ہمراہ تھا اور ہم نے راستہ میں کوئی بات چیت نہیں کی یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف لوٹے اور فرمایا لڑکا کہاں ہے ہم نے گمان کیا کہ حسن کو اس کی ماں نے غسل اور لباس پہنانے کے لیے ان سے روکا ہے۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ حسن آئے اور حضور ﷺ کی گردن سے لپٹ گئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدایا میں اس لڑکے کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور جو شخص اس کو دوست رکھے اس کو بھی میں دوست رکھتا ہوں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس دن سے سوائے امام حسن رضی اللہ عنہ کے کوئی شخص زیادہ محبوب نہیں ہے۔

امام احمد۔ نسائی۔ بغوی۔ طبرانی۔ حاکم وبیہقی نے عبداللہ بن شداد بن الہاد

Marfat.com

سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز مغرب یا نماز عشاء کے لیے مسجد میں تشریف لائے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے تو آپ امام حسن کو بٹھا کر نماز میں مشغول ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے سجدہ دراز کیا راوی کا باپ کہتا ہے کہ جب دیر ہو گئی تو میں نے اپنے سر کو سجدہ سے اٹھایا میں نے دیکھا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کی پشت پر سوار ہیں تو میں بھی سجدہ میں چلا گیا جب نماز ختم ہو گئی لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے لمبا سجدہ کیا ہمیں گمان ہوا کہ کون سا امر پیدا ہوا یا کہ وحی آ گئی۔ آپ نے فرمایا دونوں چیزوں میں سے کوئی چیز نہ تھی بلکہ حسن رضی اللہ عنہ میرا بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا تو میں نے اس کے جلدی اترنے کو مکروہ جانا جب تک وہ اپنی خوشی سے طبیعت سیر ہو کر نہ اترے۔

ابن عساکر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا اے لوگو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اسقدر بزرگی عطا فرمائی ہے کہ کسی دوسرے کو اولاد آدم سے عطا نہیں فرمائی مگر یوسف بن یعقوب بن اسحاق علیہ السلام کو اور ابو یعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص بہشت کے جوانوں کے سردار کو دیکھنا چاہے وہ حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

ابن سعد نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ اپنی زبان امام حسن رضی اللہ عنہ کو دکھاتے تھے امام حسن رضی اللہ عنہ جب زبان کی سرخی کو دیکھتے تھے خوشی سے اس طرف دوڑتے تھے۔

ابن سعد نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم ﷺ کے مشابہ تر اور محبوب تر حسن بن علی رضی اللہ عنہ تھے۔ آنحضرت ﷺ کی سجدہ کی

Marfat.com

حالت میں امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کی پشت پر سوار ہو جاتے تو حضور ﷺ ان کو خود نہیں اتارتے تھے تاوقتیکہ وہ خود نہ اترتے راوی کہتا ہے کہ میں نے خود دیکھا رسول خدا ﷺ کو کہ آپ جب نماز میں ہوتے تو رکوع کی حالت میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے پاؤں کشادہ کر دیتے تا کہ وہ ایک طرف سے آئیں اور دوسری طرف سے نکل جائیں۔

بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب میں امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو مجھے رونا آتا ہے اس لیے کہ میں ایک دن مسجد میں تھا اور رسول خدا ﷺ کا شانہ اقدس سے تشریف لائے اور بازار بنی قینقاع میں تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ پھر بازار سے لوٹ کر مسجد میں آ گئے اور بیٹھ گئے پھر فرمایا میرے بیٹے کو بلاؤ اس کے بعد حسن بن علی رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے آنحضرت ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے تو آنحضرت ﷺ اپنی زبان امام حسن کے منہ میں دیتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ اور میں اس شخص کو دوست رکھتا ہوں جو اسے دوست رکھے یہ بات آپ نے تین دفعہ فرمائی۔
حاکم نے محمد بن الاسود بن خلف سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں لیتے تھے اور اس کے منہ کو چومتے تھے اور فرماتے تھے کہ فرزند آدمی کو نامرد اور بخیل کر دیتا ہے یعنی بسبب فرزند کی محبت آدمی جان و مال کو عزیز رکھتا ہے۔

حاکم نے زبیر بن الاعمر سے روایت کی کہ ایک روز امام حسن رضی اللہ عنہ خطبہ فرما رہے تھے تو ایک شخص ازد اور شنوہ سے کھڑا ہوا۔ ازد اور شنوہ دو قبیلوں کے نام ہیں۔ شنوہ بڑا قبیلہ ہے اس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں دیکھا میں نے رسول

Marfat.com

خدا ﷺ کو کہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اس میں امام حسن رضی اللہ عنہ کو بٹھایا ہوا تھا اور آپ فرما رہے تھے کہ جو شخص مجھ کو دوست رکھے وہ حسن رضی اللہ عنہ کو بھی دوست رکھے اور چاہیے کہ حاضر غائب کو یہ خبر پہنچا دے راوی نے کہا کہ اگر مجھے رسول کریم ﷺ کی بزرگی و عظمت گفتار شریف کا خیال نہ ہوتا تو یہ حدیث میں بیان نہ کرتا۔ طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہمارے درمیان رسول خدا ﷺ سوئے ہوئے تھے حسن آپ کے سینہ پر سوار ہوئے اور سینہ مبارک پر بیٹھ گئے اور آپ کے سینہ مبارکہ پر بول کر دیا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو سینہ مبارک سے دور کرنا چاہا مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے انس چھوڑ میرے بیٹے کو اور میرے دل کے ثمرہ کو جس شخص نے ایذاء دی حسن رضی اللہ عنہ کو تحقیق اس نے مجھ کو ایذاء دی اور جس نے مجھ کو ایذاء دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔

تہذیب میں اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جب آپ مجھ کو اور حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے تھے کہ بار خدایا میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ معلوم ہوا کہ اسامہ حضرت زید کے بیٹے ہیں اور حضرت زید کو نبی کریم ﷺ نے بیٹا بنایا ہوا تھا۔

ان کا واقع اس طرح ہے کہ حکیم بن حزام برادر زادہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ملک شام میں بغرض تجارت گئے اور وہاں سے چند غلام خرید کر لائے تو حضرت خدیجہ ان کو مبارک باد دینے گئیں۔ حکیم نے کہا اے پھوپھی ان غلاموں میں سے جس کو چاہے پسند کر لے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زید بن حارثہ کو پسند کیا اور اپنے گھر لے آئیں۔

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زید کو آنحضرت ﷺ کے سپرد کر دیا خواجہ کائنات ﷺ نے زید کو آزاد کر کے اپنا متبنی بیٹا بنا لیا دوسری طرف زید کا باپ حارث اس کی جستجو میں دیار وامصار پھرتے تھے حتیٰ کہ مکہ شریف آ پہنچے اور زید کے حالات دریافت کر کے زید کے پاس آ پہنچے اور زید کے سر اور منہ کو چوما اور رونے لگے خواجہ عالم ﷺ نے جب باپ کا یہ عالم دیکھا تو زید سے فرمایا اے زید اگر یہاں رہنا چاہتے ہو تو رہو اگر باپ کے ساتھ جانا چاہتے ہو تو جاؤ۔ زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور میں تو آپ کی غلامی میں ہی رہنا چاہتا ہوں اگرچہ باپ کے پاس جا کر سرداری کروں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں آپ کی خدمت سے دور نہ رہوں۔

آنحضرت ﷺ زید کے بیٹے اسامہ کو دوست رکھتے محبت میں اور دعا میں امام حسن کے ساتھ شریک گردانتے۔ زید کو بھی بہت دوست رکھتے تھے یہاں تک کہ لوگ حضرت زید کو سرور کائنات ﷺ کا بیٹا کہنے لگے جب آیت کریمہ ادعوھم لاباءھم (الاحزاب:۵) ترجمہ: بلاؤ ان کو ان کے باپوں کے نام سے۔ زید بن حارث مشہور ہوئے علماء کو اختلاف ہے کہ حضور ﷺ پر اول کون ایمان لایا بعض نے کہا اول ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعض نے کہا اول ایمان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا لائیں۔ بعض کے نزدیک علی مرتضیٰ اور بعض کے نزدیک زید پہلے ایمان لائے۔ علمائے محققین نے فرمایا احتیاط یہ ہے کہ کہیں عورتوں میں سے اول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ ایمان لائیں۔ بالغ آدمیوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ بچوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور غلاموں میں سے زید بن حارثہ اول ایمان لائے رضی اللہ عنہم وعن کل اصحاب رسول اللہ اجمعین۔

Marfat.com

فصل آپ کے دیگر احوال شریف

آپ رضی اللہ عنہ کی فطانت

جاننا چاہیے آپ کی فہم و ذکاء کی تعریف تفسیر واحدی میں مذکور ہے۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ میں مدینہ کی مسجد میں آیا میں نے دیکھا کہ ایک شخص ایک جماعت میں بیٹھا ہوا آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ بیان کررہا تھا۔ میں نے اس محدث سے کہا کہ مجھ کو شاہد و مشہود کے معنی بتلا دو۔ اس محدث نے کہا کہ شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن ہے اس کے بعد وہ شخص دوسرے کے پاس گیا جو اس مسجد میں وعظ کررہا تھا اس سے کہا کہ مجھ کو شاہد و مشہود کے معنی بتلا کہ ان دونوں سے کیا مراد ہے۔ اس محدث نے کہا شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود قربانی کا دن۔ اس کے بعد ایک وجیہ جوان کے پاس گیا وہ بھی اس مسجد میں وعظ بیان کررہا تھا میں اس کے پاس آیا اور شاہد مشہود کے معنی کا سوال کیا۔ اس جوان نے کہا اے سائل شاہد سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں اور مشہود سے مراد روز قیامت ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ خدا نے قرآن میں آنحضرت ﷺ سے خطاب فرمایا۔ ''یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا'' (الاحزاب:۴۵) ترجمہ: اے نبی ہم نے آپ کو شاہد خلائق اور بشارت دینے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر مبعوث فرمایا نیز قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''ذٰلِكَ یَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ یَوۡمٌ مَّشۡهُوۡدٌ'' (ہود:۱۰۳) ترجمہ: یعنی روز قیامت ایک دن ہے کہ جمع کیے جائیں

Marfat.com

گے اس کے لیے آدمی اور ایک دن حاضر کیا ہوا ہے تو قرآن سے ثابت ہوا کہ شاہد حضور ﷺ ہیں اور مشہود قیامت کا دن ہے تو اس سائل نے تینوں آدمیوں کے بارہ میں دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں تو لوگوں نے بتایا کہ پہلے شخص سے جو تو نے سوال کیا تھا وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ دوسرے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں تیسرے حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

بعض کتب میں روایت ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ غسل کر کے لباس فاخرہ پہن کر اور خوشبو لگا کر ثروت باہرہ و محاسن وافرہ روئے جمیلہ و حسن حمیدہ وصفوت کے ساتھ ہمراہ خادمان سیر فرما رہے تھے۔ راستہ میں ایک یہودی مسکین محتاج ذلیل وخوار ہزاروں مصائب کے ساتھ دوچار اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اے شہزادے ذرا توقف کر اور انصاف کر تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کس چیز میں تو انصاف چاہتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ تیرے نانا جان نے فرمایا ہے "اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ" ترجمہ: دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ تم مومن ہو اور اس ناز ونعمت میں زندگی بسر کر رہے ہو۔ میں کافر ہوں اور اس عذاب میں گرفتار ہوں تو یہ دنیا تمہارے لیے جنت ہے اور میرے لیے دوزخ ہے تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا اے بوڑھے آدمی جو کچھ خدائے تعالیٰ نے ہمارے لیے دار آخرت میں ثواب ونعیم سے مہیا کیا ہے اس کو اگر تو دیکھے تو اس کی نسبت ہم کو اس حالت میں قید میں گمان کرے۔ اور جو کچھ تیرے لیے اور جمیع کافروں کے لیے عذاب آخرت سے وبال ونکال سے تیار کیا ہوا ہے بہ نسبت اس کے اپنے آپ کو اس جہان میں جنت میں شمار کر۔

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ کی عبادت

عبادت شریف آپ کی طاقت بشری سے زائد ہے چنانچہ ابونعیم نے حلیہ میں محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حسن رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھ کو حیا آتی ہے کہ حج کیے بغیر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں بیس مرتبہ مدینہ منورہ سے کعبہ شریف پیادہ تشریف لے گئے۔ حاکم نے عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پیادہ کیے اور سواریاں آپ کے آگے چلتی تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی سخاوت

آپ کی سخاوت کا حال اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ ایک شخص دس ہزار درہم اللہ تعالیٰ سے مانگتا تھا تو امام حسن رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے اور دس ہزار درہم سائل کو بھجوا دیئے فصول المہمہ میں روایت ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی پریشانی اور فقر کا حال بیان کیا آنجناب نے فرمایا کہ تیرا سوال میں بڑا سمجھتا ہوں اور تیری معرفت بھی میرے ساتھ بڑی ہے اور مجھ کو تیرے لائق ادائیگی سوال کا مقدور نہیں ہے مگر تھوڑے کو قبول کر اور مجھ کو معذور جان۔ اس نے عرض کی کہ میں اس قلیل کو کثیر سمجھوں گا اور شکریہ بجالاؤں گا اور آپ کا مرھون منت رہوں گا تو آپ نے اپنے وکیل کو طلب کیا کہ جو کچھ فاضلات تیرے ذمہ ہے لا۔ وکیل پچاس ہزار درہم لایا اور آپ نے فرمایا پھر تیرے پاس پانچ سو درہم تھے وہ کہاں ہیں اس نے عرض کی کہ حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ بھی لے آ۔ تو آپ نے تمام درہم اس سائل کو عطا فرمائے۔

نیز اسی کتاب مذکور میں ابوالحسن مدائینی سے روایت ہے کہ امام حسن وحسین

Marfat.com

وعبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے راستہ میں ان کا زادراہ وراحلہ گم ہوا تشنگی وگرسنگی ان پر غالب ہوئی جب بھی انہوں نے ادھر ادھر نظر کی تو ناگہاں ان کی نظر ایک خیمہ پر پڑی اس طرف روانہ ہوئے جب اس جگہ پہنچے تو ایک بڑھیا عورت پر نظر پڑی اس سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کونسی چیز پینے کے لائق ہے اس نے کہا کونے میں ایک بکری ہے اس کا دودھ پی سکتے ہو تو ان تینوں حضرات نے اس کا دودھ دوہ کر پیا بعدازاں اس بڑھیا سے پوچھا کہ تیرے پاس کوئی چیز کھانے کے لیے بھی ہے۔ اس عورت نے کہا کہ بس یہی بکری ہے اگر تمہارا دل چاہے اس کو ذبح کر کے کھالو میں لکڑیاں بھی پکانے کے لیے دے دیتی ہوں تو ان تینوں حضرات نے اس بکری کے کباب کر کے کھائے اور سیراب ہوئے اور اس بڑھیا سے کہا کہ ہم قوم قریش سے ہیں اور مدینہ میں رہتے ہیں بیت اللہ کے حج کے لیے جارہے ہیں۔ اور ہم زندہ رہے اور صحیح سالم واپس آئے اور اپنے شہر گئے اور تجھ سے ملاقات ہوئی تو اس نعمت کا شکریہ بجالائیں گے۔ جب یہ تینوں حضرات چلے گئے اور اس عورت کا شوہر آیا اس نے کہا کہ میرے پاس تین آدمی قریش سے آئے تھے ان کے سوال کے مطابق میں نے بکری کو ذبح کر کے ان کو کھلا دیا شوہر ناراض ہوا اور اس نے کہا کہ تو ان کو جانتی پہچانتی نہیں ہے ناحق تو نے بکری کو ذبح کیا اور تو نے کہاں سے جان لیا کہ وہ قریش ہیں چنانچہ یہ حضرات حج کر کے واپس مدینہ میں آگئے اور ایک مدت کے بعد اس عورت پر ایک حادثہ آیا اتفاقاً گذر اس کا مدینہ منورہ میں اس کوچہ میں ہوا جس میں امام حسن رضی اللہ عنہ رہتے تھے اور اپنے مکان کی چھت پر رونق افروز تھے آپ کی نظر جب اس عورت پر پڑی آپ نے اس کو پہچان لیا اور فرمایا اے

Marfat.com

بڑھیا تو مجھ کو پہچانتی ہے اس نے کہا بخدا میں نہیں پہچانتی امام حسن رضی اللہ عنہ نے بکری ذبح کرنے کا قصہ مع سال وتاریخ کے اور ملاقات کو یاد دلایا اس نے کہا مجھے یاد نہیں ہے۔ تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یاد ہے اور میں تجھ کو پہچانتا ہوں اور آپ نے اپنے غلام سے فرمایا ہزار بکری۔ ہزار درہم اس بڑھیا کو دے۔ اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اس بڑھیا کو لے گئے تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی ہزار بکری اور ہزار درہم اس بڑھیا کو دیئے اور اس کو پہچان لیا اور اسی طرح عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے بھی بڑھیا کو بکریاں اور درہم عطا فرمائے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ احوال ائمہ اثناعشریہ میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ ایک دن امام حسن رضی اللہ عنہ روٹی تناول فرما رہے تھے کہ ایک سائل آیا آپ نے اس کو دو ہزار درہم عنایت فرمائے اور روٹی کی صلاح نہ کی وہ سائل ان درہموں کو لے کر چل دیا تو لوگوں نے کہا اے ابن رسول اللہ ﷺ آپ نے اس کو دو ہزار درہم تو دے دئے لیکن طعام تک کی صلاح نہ کی تو آپ نے فرمایا بخدا اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ کھانا کھاتے وقت صلاح بھی کرتے ہیں تو میں ضرور اس کی صلاح کرتا۔

ابونعیم نے حلیہ میں شہاب بن ابی عامر سے روایت کی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ اپنا مال راہ خدا میں لٹایا یہاں تک کہ نعلین میں سے ایک نعل راہ خدا میں تصدق کی اور ایک اپنے لیے رکھی نیز ابونعیم اور ابن مسعود نے علی بن جدعان سے روایت کی کے حسن رضی اللہ عنہ دو دفعہ اپنے مال کی مالکیت سے نکلے اور تین دفعہ اپنا مال راہ خدا میں فقراء پر تقسیم کیا یہاں تک کہ ایک نعلین راہ خدا میں دیتے تھے اور ایک

Marfat.com

اپنے لیے رکھتے تھے۔

تاریخ الخلفاء میں ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بوجہ جود و سخا تنگ ہوئے اور جو ایک لاکھ درہم سالانہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقرر فرمایا ہوا تھا اس کے پہنچنے میں دیر ہوگئی تو آپ نے چاہا اس معاملہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھوں۔ آپ چند روز اسی سوچ بچار میں رہے تو ایک رات نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا نبی کریم ﷺ نے حال دریافت فرمایا آپ نے عرض کی کہ خیریت سے ہوں اور وظیفہ نہ پہنچنے کا شکوہ بیان کیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا تو چاہتا ہے کہ اپنی حاجت اپنے جیسے سے کہے تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ فرمائیں میں اور کیا کروں آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَاكَ وَاقْطَعْ رَجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰی لَا اَرْجُوَا اَحَدًا غَیْرَكَ اَللّٰهُمَّ ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِیْ وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَیْهِ رَغْبَتِیْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْئَلَتِیْ وَلَمْ یَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ بِمَا اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخُصَّنِیْ بِهٖ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ پچاس ہزار درہم میرے پاس بھیج دیئے میں نے اللہ تعالٰی کا شکر ادا کیا اس کے بعد آنحضرت ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا تو آپ نے میرا حال

Marfat.com

پوچھا میں نے عرض کی یارسول اللہ خیریت سے ہوں اور اپنا حال ڈیڑھ لاکھ درہموں کے بھیجنے کا بیان کیا تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا اے بیٹا یہ اللہ تعالیٰ سے امیدوار رہنے اور مخلوق سے ناامید ہونے کی وجہ ہے۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہما کو زہر دیا جانا

آپ کے اخلاق کے بارے میں فصول المہمہ وغیرہ میں لکھا ہے آپ کو چھ دفعہ زہر دیا گیا پانچ دفعہ زہر نے کچھ اثر نہ کیا۔ چھٹی دفعہ جب اثر کیا تو جگر کے ٹکڑے کٹ کر دستوں میں ظاہر ہوتے تھے جب آپ کی یہ حالت تھی تو امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے سرہانے بیٹھے اور عرض کرنے لگے اے برادر اگر آپ زہر دینے والوں کو پہنچانتے ہیں تو بتلائیں تاکہ میں انتقام لوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے برادر میرا باپ علی رضی اللہ عنہ چغلخور نہ تھا اور نہ میری والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چغلخور تھی۔ میرے نانا جان محمد مصطفیٰ ﷺ چغلخور نہ تھے۔ میری نانی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چغلخور نہ تھی اور ہم اہل بیت چغلخوری نہیں کرتے اگر قیامت کو خدائے عزوجل مجھ کو بخشے جب تک میں زہر دینے والے کو جنت میں نہ لیجاؤں خود جنت میں قدم نہیں رکھوں گا۔

ابن سعد نے عمر بن اسحاق سے روایت کی کہ مروان جس وقت عامل مدینہ ہوا امیر المؤمنین کو منبر پر ہر جمعہ کو برا کہتا تھا اور امام حسن رضی اللہ عنہ چپ رہتے تھے جواب نہیں دیتے تھے ایک دن کا واقعہ ہے کہ مروان نے ایک شخص کو امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور اس سے کہلوایا کہ اے حسن رضی اللہ عنہ میں تجھ کو خچر کی طرح پاتا

Marfat.com

ہوں اگراس سے پوچھیں تیرا باپ کون ہے تو وہ کہے گی میری ماں گھوڑی ہے اور اپنے باپ کا حال نہیں بتائے گی کہ گدھا ہے مراد اس کی یہ تھی کہ تیری ماں فاطمہ زہرہ ہے اس کی وجہ سے تجھ کو شرافت ہے اور باپ کی طرف سے شرافت نہیں ہے تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے مروان کے بھیجے ہوئے آدمی سے کہا کہ اس سے جا کر کہہ میں تجھ کو برا کہنا نہیں چاہتا اس لیے کہ تجھ کو برا کہنا تیری برائیوں کے مٹنے کا سبب بنے گا اس کا انتقام میں خدا کے لیے چھوڑتا ہوں کہ وہ سخت انتقام لینے والا ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص ملک شام سے مدینہ میں آیا اس نے ایک شخص کو عمدہ گھوڑے پر سوار دیکھ کر دل میں کہا کہ میں نے اس سوار سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا میرا دل اس کی طرف راغب ہے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہے وہ شخص کہتا ہے مجھ کو نام سنتے ہی غضب وحسد پیدا ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا اس طرح تزک واحتشام سے عمدہ گھوڑے پر سوار ہو تو وہ شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے اس سوار سے پوچھا اے سوار تو حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہے حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میں علی کا بیٹا ہوں یہ سنتے ہی اس آدمی نے جو شام سے آیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینی شروع کیں امام حسن رضی اللہ عنہ چپ رہے یہاں تک کہ وہ شخص شرمندہ ہوا تو جس وقت اس شخص نے کلام ختم کیا اور حسن ہنسے اور فرمایا کہ میرا گمان ہے کہ تو ملک شام کا مسافر ہے تو اس شخص نے کہا میں شامی مسافر ہوں تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ساتھ گھر چل تاکہ میں تیری مہمانی کروں اور تجھ کو بقدر ضرورت مال دوں اور تیری حاجتوں کو پورا کروں تو وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور آپ کے بے مثال اخلاق سے تعجب کیا اور آپ

Marfat.com

کا ایسا دوست دار ہوا کہ بجز آپ کے کسی دوسرے کو دوست نہیں رکھتا تھا۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہما کی کرامات

آپ کی بہت سی کرامات ہیں دو تین کا اس جگہ ذکر کیا جاتا ہے۔

مولانا جامی قدس سرہٗ نے شواہد النبوۃ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ایک رات امام حسن رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تھے رسول خدا ﷺ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنی ماں کی خدمت میں جاؤ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دل میں سوچا کہ رسول خدا ﷺ کو ہمراہ لیجاؤں ناگاہ آسمان سے بجلی چمکی اس کی روشنی میں۔ میں اپنی ماں کے گھر پہنچ گیا نیز اسی کتاب میں ہے کہ آپ موسم حج میں پیادہ سفر کر رہے تھے مکہ کے راستے میں آپ کے پاؤں متورم ہو گئے آپ کے غلاموں میں سے ایک نے عرض کی کہ کاش آپ اتنی دیر سوار ہو جاتے کہ پاؤں مبارک کو آرام ہو جاتا آپ نے سوار ہونا قبول نہ کیا اور فرمایا جب تو منزل میں پہنچے گا تو ایک حبشی تیرے پاس آئے گا اس کے پاس روغن ہو گا اس سے روغن خرید لینا آپ کے غلام نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا کس منزل میں۔ میں نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا کہ اس کے پاس دوا ہو اس منزل میں کہاں ایسا شخص ہو گا آپ نے فرمایا اس منزل میں ایسا آدمی ضرور ہو گا جس کے پاس تیل ہو گا جب منزل میں پہنچے تو ایک حبشی آیا آپ نے فرمایا یہ وہ حبشی ہے جس کی بابت میں نے تجھ سے کہا تھا جا اس سے یہ روغن خرید اور قیمت اس کو دے دے جب وہ غلام اس حبشی کے پاس آیا اس سے روغن طلب کیا تو اس حبشی نے پوچھا کہ یہ روغن کس کے واسطے خرید رہا ہے غلام نے کہا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے لیے اس نے کہا مجھ کو اس کے پاس لے چل کہ میں

Marfat.com

اس کے غلاموں میں سے ہوں جب امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو حبشی نے کہا میں آپ کے غلاموں میں سے ہوں قیمت نہیں لیتا ہوں لیکن میری بیوی دردزہ میں مبتلا ہے دعا کریں کے اللہ تعالیٰ مجھے صحیح الاعضاء لڑکا عطا کرے امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے گھر جا تیری خواہش کے موافق اللہ تعالیٰ نے تجھے لڑکا عطا فرمادیا ہے۔

جب وہ حبشی اپنے گھر آیا تو امام حسن کے فرمان کے موافق لڑکا پیدا ہوا موجود تھا۔ روایت ہے کہ آپ کے ہم سفر ابن زبیر تھے کہ خشک نخلستان میں آپ کا گذر ہوا امام حسن رضی اللہ عنہ کا بستر ایک کھجور کے درخت کے نیچے کیا گیا اور زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے لیے ایک دوسرے درخت کے نیچے بستر کیا گیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس کھجور کے درخت کے کھجوریں لگی ہوتیں تو کیا خوب ہوتا میں کھاتا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا کھجوریں کھانا چاہتے ہو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں امام حسن رضی اللہ عنہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور زیر لب کچھ پڑھا فی الحال ایک کھجور کا درخت سرسبز ہوگیا اس کے پتے اور پھل پیدا ہوگئے آپ کے ساتھ شتربان تھا اس نے کہا واللہ آپ نے جادو کردیا ہے آپ نے فرمایا یہ جادو نہیں ہے دعا مستجاب ہوگئی ہے تو سب لوگ اس سرسبز درخت کے پاس پہنچے اس کے پھل توڑے سب نے کھائے۔

فصل آپ کے کلمات قدسیہ اور نصائح کے بیان میں

مفتاح النجا و فصول المہمہ میں منقول ہے۔ لوگوں نے بخل کے بارے میں آپ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا بخل اس کو کہتے ہیں کہ آدمی جو کچھ خرچ کرے اس کو ضائع سمجھے اور جو کچھ جمع کیا ہے اس کو اچھا جانے۔ چپ رہنے کے متعلق آپ

Marfat.com

سے لوگوں نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا بے زبانی وہ ہے کہ عیب کو چھپائیں اور ہنر کو ظاہر کریں اور اس کے دوست امن میں اور اس کے ہمنشین راحت میں ہوں۔ فرمایا علم دوسروں کو سکھاؤ اور اپنے علم سے فائدہ اٹھاؤ جب تو ایسا کرے گا اپنے علم کی حفاظت کرے گا۔ جس چیز کو نہیں جانتا جان جائے گا فرمایا میں نے حسد کنندہ مظلوم سے زیادہ ظالم کسی کو نہ دیکھا اور فرمایا حُسنِ تقریر نصف علم ہے۔ فرمایا جو شخص عقلمند نہیں وہ بے ادب ہے اور جو شخص ہمت نہیں رکھتا ہے بے مروت ہے۔ جو شخص دین نہیں رکھتا وہ بے حیا ہے۔ فرمایا عقل کا فائدہ یہ ہے کہ آدمی آدمی کے کیساتھ اچھے برتاؤ سے زندگی گزارے اور عقل کا یہ بھی فائدہ ہے کہ انسان دینی و دنیوی فوائد حاصل کرے۔ جو شخص عقل سے محروم ہے وہ دونوں جہاں سے محروم ہے فرمایا کہ ہلاکت آدمیوں کو تین چیزوں کی وجہ سے ایک کبر۔ دوم حرص۔ سوم حسد کبر دین کو تباہ کرتا ہے اسی وجہ سے شیطان ملعون ہوا۔ حرص دشمن نفس ہے حرص کی وجہ سے آدم علیہ السلام بہشت سے باہر آئے۔ حسد بدی کا رہنما ہے اس بنا پر قابیل نے ہابیل برادر خورد کو بے گناہ قتل کیا۔

حافظ ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا اے میرے بیٹے جوانمردی کیا ہے تو آپ نے بیان کیا تنگی میں ایثار کرنا اپنی ضرورت کو چھوڑ کر دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دینا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے اوصاف میں فرمایا (وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) (الحشر۔۹) ترجمہ: انصار مہاجرین کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ ان کو سخت حاجت ہو۔ اور آپ سے پوچھا گیا ملامت کیا ہے فرمایا ملامت جمع کرنا مال کا

Marfat.com

ہے۔آپ سے نامردی کے بارے میں پوچھا فرمایا نامردی یہ ہے کہ خیرات کرے اپنے دوست پر اور دشمن سے پرہیز کرے غنا کیا ہے فرمایا غنا یہ ہے خوشنود ہو آدم اس چیز سے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مقسوم کیا اگرچہ وہ مقسوم قلیل ہو۔ذلت کے بارے میں فرمایا ذلت مصیبت میں جزع فزع کرنا ہے۔حلم (بردباری) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا غصہ کو پی جانا اور نفس پر قادر ہونا۔سفاہت کے بارہ میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا اشراف آدمیوں کے ساتھ جھگڑا کرنا۔آپ سے کلفت کے متعلق پوچھا جواب میں فرمایا کلام بے فائدہ اور بے معنی۔شرف کے بارہ میں لوگوں نے آپ سے دریافت کیا فرمایا تنگی میں سخاوت کرنا اور کسی کے گناہ سے تجاوز کرنا۔سیادت کے بارہ میں آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا افعال جمیلہ کا صدور اور افعال قبیحہ کا ترک نیز آپ سے پوچھا گیا کہ کمینہ کون ہے کہا جو شخص کہ پیروی کمینہ کی کرے اور ہمنشینی گمراہوں کی کرے اور اس میں اشعار ہے دنیا و اہل دنیا سے پرہیز کرے کہ یہ اصل میں کمینہ ہیں طالب دنیا لائق دوستی و ہمنشینی کے نہیں ہے۔
نیز اشعار ہے کہ اہل ہوا مثل خارجی و رافضی و دیگر فرقہ باطلہ کی صحبت سے پرہیز کرے کہ ان لوگوں کی صحبت آدمی کو دین سے باز رکھتی ہے۔غفلت کے بارے میں فرمایا غفلت ترک مساجد و اطاعت مفاسد۔معلوم ہونا چاہیے کہ یہ جواب باصواب بلاتامل دلائل ہیں آپ کی کمال فضیلت پر اور یہ کلمات جامع ہیں از قسم جوامع الکلم قلت الفاظ ہیں جو کہ متضمن ہیں فوائد دینی و دنیاوی۔نیز عمر بن اسحاق سے روایت ہے کہ اس نے کہا کوئی شخص میرے نزدیک ایسا نہیں جب کہ وہ کلام کرے اور دل چاہے کہ وہ چپ کرے سوائے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کہ ان کے چپ رہنے کو دل نہیں چاہتا

Marfat.com

کہ وہ اپنے کلام کو ختم کریں اور آپ کی زبان سے کبھی فحش کلمہ سنا نہیں گیا۔

ایک دفعہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور عمر بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے درمیان آپس میں زمین کی بابت جھگڑا ہوا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک بات کہی عمر بن عثمان اس بات پر راضی نہ ہوئے تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس اس کے لیے کچھ نہیں مگر وہ مٹی کہ جو اس کے ناک پر ہے۔

ابن عساکر نے روایت کی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک غنا سے فقیری بہتر ہے اور صحت سے بیماری بہتر ہے تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم کرے کہ وہ اس طرح فرماتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں جو شخص اس چیز کے سوا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے پسند کی ہے اختیار کرے اس نے اللہ تعالیٰ پر توکل وتکیہ نہ کیا۔

فصول المہمہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا آدمی کو چاہیے کہ کسی سے ملاقات نہ کرے مگر چار چیزوں کے لیے۔ اول: یہ کہ اس سے کوئی فائدہ دنیاوی کی توقع ہو۔ دوسرے یہ کہ اس کے ظلم کا خوف ہو اور ملاقات کرنے سے امن میں رہے۔ تیسرے یہ کہ اس کی ملاقات سے برکت حاصل ہو مثل ملاقات علماء وفقراء کے چوتھے یہ کہ صلہ رحمی کے لیے ملاقات کرے جیسے ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں سے ملتے ہیں بغیر ان چار وجہوں کے کسی سے ملاقات نہ کرے اور امام حسن نے فرمایا کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مجروح ہوئے میں آپ کے سرہانے بیٹھا اور میں نے جزع فزع کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے جان پدر کس لیے گھبرا رہے ہو میں نے عرض کی کہ میں کیوں نہ گھبراؤں جبکہ میں آپ کو ایسی حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ جناب امیر

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے فرمایا چار باتیں مجھ سے یاد کرلو کہ موجب فوز عظیم وفتوح ہیں فرمایا دولتمندی عقل سے بہتر نہیں۔ فقر مانند جہل نہیں اور کوئی چیز عجب سے زیادہ بدتر نہیں اور بہترین زندگی خلایق کے ساتھ حسن خلق سے پیش آنا ہے اور جاننا چاہیے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں از روئے زہد وسکینہ ووقار اور دیگر مفاخر کے کہ مناسب اہل بیت میں بہتر و بہتر آدمیوں سے تھے اور دوسروں کو بھی افعال حسنہ پر ترغیب دلاتے تھے اور افعال قبیحہ سے منع کرتے تھے جیسا کہ آپ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا مناہی سے باز ہوتا کہ عابد بنو اور اپنے مقسوم پر راضی رہوتا کہ دولت مند بنو اور ہمسایوں کیساتھ نیکی کروتا کہ مسلمان ہو آدمیوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرو جیسا اپنے ساتھ کرتے ہوتا کہ عادل بنو اور تم سے پہلے کتنے آدمی تھے جنہوں نے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں آخر چل بسے اور سب کچھ چھوڑ گئے اور قبروں میں دفن ہو گئے۔ نیز فرمایا کرتے تھے اے نادان جس وقت سے تو شکم مادر سے پیدا ہوا ہے اپنی عمر کو برباد کر رہا ہے ہر سانس کو غنیمت جان۔

آپ کی ازدواجی زندگی

آپ کے نکاح کے بارہ میں ابن سعد نے روایت کی جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ سے کہ حسن رضی اللہ عنہ عورتوں سے نکاح کرتے تھے اور طلاق دیتے تھے اس وجہ سے ہمیں خوف تھا کہ یہ امر قبائل میں عداوت کا سبب نہ بن جائے اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی عورتوں کو طلاق دے دیتے مگر جو عورت آپ سے جدا ہوئی وہ آپ کو محبوب ہی جانتی نیز اس

Marfat.com

بارہ میں امام جعفر بن محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کثیر الطلاق تھے چنانچہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں سے فرماتے تھے کہ کوئی شخص امام حسن رضی اللہ عنہ سے اپنی لڑکی کا نکاح نہ کرے تو قبیلہ ہمدان سے ایک شخص بولا خدا کی قسم ہم اپنی لڑکیوں کا نکاح اس سے کریں گے اگر اس کی مرضی ہو ان کو رکھے اور اگر چاہے تو ان کو چھوڑ دے۔

تہذیب التہذیب میں ہے کہ واقدی نے حدیث بیان کی ہم سے ابو الموالی نے اس نے کہا میں نے عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ کو کہتا تھا کہ نزدیک امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار منکوحہ عورتوں سے زیادہ نہیں ہوتی تھیں اور لونڈیوں علیحدہ تھیں اس لیے کہ بیک وقت چار آزاد عورتوں سے زیادہ از روئے شریعت نکاح میں رکھنا ممنوع ہے۔ تہذیب التہذیب ہی میں ہشام بن حسان سے اور اس نے ابن سیرین سے روایت کی کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا ایک سو کنیز اور ایک لاکھ درہم اس کو دیا اور تاریخ الخلفاء میں ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ نے نوے بیوہ عورتوں سے شادی کی۔

فصل: خلافت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بروز جمعۃ المبارک ۲۱ ماہ رمضان الکریم ۴۰ھ کو شہید ہوئے اسی دن صبح کو امام حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور فرمایا حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کر آج کی رات ایسا شخص جسکی مثل علم میں سابقین میں اور عمل میں لاحقین میں نہ تھا اور جو رسول خدا ﷺ کے ساتھ جہاد کرتا تھا جو اپنی

Marfat.com

ذات سے رسول خدا ﷺ کی حفاظت کرتا تھا اور جب تک اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح نہ کرے واپس نہیں لوٹتا تھا فوت ہوا اور اس رات یوشع بن نون نے وفات پائی اور اس رات میں عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر تشریف لے گئے تو جس شخص کی اس رات کو وفات ہوئی یعنی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ انہوں نے سوائے سات سو درہم کے کہ گھر کے کام کے لیے لونڈی خرید نے کے لیے رکھے تھے نہیں چھوڑے تو جس شخص نے مجھ کو پہچانا ہے یا نہیں پہچانا ہے میں حسن بن علی ہوں اور ابن البشیر وابن النذیر ہوں اور میں اس خاندان سے ہوں کہ جبریل جن کے گھروں میں اترا کرتے تھے۔ میں اس خاندان سے ہوں کہ ان کے حق میں إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب:۳۳) وارد ہے اور میں اس اہل بیت سے ہوں کہ حق تعالیٰ نے ہماری دوستی خلائق پر فرض کی ہے اللہ تعالیٰ نے کتاب مقدس میں فرمایا ہے قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (الشوریٰ:۲۳) اس کے بعد آپ پر گریہ طاری ہوا اور حاضرین بھی رونے لگے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو یہ حسن تمہارے پیغمبر کا بیٹا اور تمہارے وصی وامام کا بیٹا ہے اس کی بیعت کرو یہ سنتے ہی لوگوں نے آپ سے بیعت خلافت کی اور یہ بیعت ۲۲ رمضان کو واقع ہوئی امام حسن رضی اللہ عنہ نے امراو عمال کو مقرر فرمایا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بصرہ پر عامل مقرر کیا اور بعض کہتے ہیں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت اپنا ولی عہد امام حسن رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا اس بنا پر بموجب وصیت اپنے

Marfat.com

باپ کے آپ نے خلافت کو سنبھالا اور اس کی تائید اس خط سے ہوتی ہے جو آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صلح سے قبل تحریر فرمایا تھا (اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٌّ لَمَّا نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ وَلَّانِیْ هٰذَا الْاَمْرَ) ترجمہ: امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ پر موت طاری ہوئی تو انہوں نے مجھ کو اس امر کا متولی بنایا جب یہ خبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ مطلع ہو گئے فصول المہمہ میں ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو خبر رسانی اور لوگوں کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف میلان طبع کرنے کے لیے بصرہ و کوفہ میں روانہ کیا جب یہ خبر امام حسن رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے ان دو آدمیوں کو گرفتار کروا کر ایک آدمی کو قتل کروا دیا لوگوں کی عبرت کے لیے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھ دیا کہ اگر آپ جنگ کے لیے تیار ہیں تو میں بھی حاضر ہوں یہ خط دیکھتے ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے لشکر لیکر روانہ ہوئے اور امام حسن رضی اللہ عنہ بھی کوفہ سے روانہ ہوئے۔ حجر بن عدی کو مقدمۃ الجیش بنا کر روانہ کیا اور لوگوں نے اس سے کاہلی کی۔

ترجمہ: طبری میں ہے چالیس ہزار آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اتنی سپاہ آپ کے پاس جمع ہوئی کہ اس کا نصف حصہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس نہ تھا۔ جمع شدہ فوج نے کہا ہم جان و مال سے حاضر ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کریں گے تب امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ میں شام کی طرف خیمہ لگائے رکھا ہر چند لوگوں نے جلدی کی مگر آپ نے ایک مہینہ تک توقف کیا۔ تو امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے اور اپنے باپ کے شیعوں کے ساتھ ان کی تعداد

Marfat.com

چالیس ہزار تھی اور بعض ان میں لوٹ کی طمع سے اور بعض متوہم اور بعض اپنی قوم کی اتباع سے آپ کے ہمراہ تھے اس کے بعد آپ (ساماط) تک پہنچے ایک جگہ کا نام ہے۔رات کو وہاں قیام فرمایا اور صبح ہوئی تو آپ نے ان کے امتحان کا ارادہ فرمایا تا کہ دوست کو دشمن سے پہچانے۔اس بنا پر آپ نے حکم فرمایا کہ ندا کریں کہ سب لوگ نماز کے لیے جمع ہوں تو جس وقت آدمی جمع ہو گئے آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کُلَّمَا حَمِدَهٗ حَامِدٌ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ وَ اَئْتَمَنَهٗ علی الوحی) اور حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا اے لوگو خدا کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ صبح کروں خدا کی حمد و احسان کے ساتھ اور نصیحت کروں میں خلق خدا کو اور میں نے نہیں صبح کی کہ کسی سے کینہ رکھوں اور کسی سے بدی کا ارادہ کروں اور کسی کو فریب دوں۔جس چیز کو تم مکروہ سمجھتے ہو وہ اتفاق میں بہتر ہے اس چیز سے کہ دوست رکھتے ہو فراق میں بیشک میں مہربان ہوں تم پر تمہاری ذات سے زیادہ پس میرے حکم کی مخالفت مت کرو اور میری رائے کو رد مت کرو۔خدا تعالیٰ مجھ کو اور تمہیں بخشے اور مجھ کو اور تمہیں راہ راست دکھائے جب آپ نے یہ خطبہ کہ مشتمل اشارات و کنایات پر تھا سنایا آدمی ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور آپس میں کہنے لگے کیا رائے ہے لوگوں نے کہا ہمارا گمان ہے کہ امیر معاویہ سے صلح کا ارادہ رکھتے ہیں اور خلافت اس کے سپرد کریں گے تو لوگوں نے کہا حسن رضی اللہ عنہ نے خدا کے ساتھ کفر کیا اور جو کچھ آپ کے خیمہ میں تھا وہ لوٹ لیا یہاں تک کہ آپ کے نیچے سے مصلا بھی اٹھا لیا تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا منگوایا اور اس پر سوار ہو کر رات کی تاریکی میں ساماط تشریف لے گئے ایک شخص مسمی جراح بن سنان

Marfat.com

نے آپ کے گھوڑے کی باگ کو پکڑا اور اس کے ہاتھ میں بلم تھا اور گفت اللہ اکبر جیسے تیرے باپ نے شرک کیا تھا اور آپ کی ران مبارک پر بلم کو مارا استخوان مبارک تک اس کا زخم پہنچا تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن پکڑی دونوں زمین پر گر پڑے اتنے میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص آ پہنچا اس نے اس کے بلم کے ساتھ اس کے ساتھی کو مار دیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھا کر مدائین میں لائے تو آپ کی خدمت میں وہاں کا عامل علی بن سعد الثقفی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے وہاں کا عامل تھا حاضر ہوا اس نے آپ کے زخم کا علاج کیا اسی اثنا میں ایک خط بامارت قیس بن سعد و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف سے بصرہ کو بھیجا گیا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو اور اس کو عراق آنے سے روکو اور اگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مارا جائے تو امیر لشکر قیس بن سعد کو بناؤ اس کے بعد قیس بن سعد کی طرف سے اس مضمون کا خط آیا کہ لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں تھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک آدمی بھیجا اور اپنی طرف ملنے کی رغبت دلائی اور اس سے اقرار کیا کہ میں تجھ کو ایک لاکھ درہم دونگا لہٰذا آج کی رات (یہ عبداللہ بن عباس حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے نہیں ہیں بلکہ غیر ہے) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف چلے گے اور جو فوج ان کے ہمراہ تھی وہ بھی چلی گئی اور جب صبح ہوئی تو لوگوں نے ان کو غائب پایا پس قیس بن سعد نے لوگوں کو نماز پڑھائی اس بناء پر حسن رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب پر زیادہ مطلع ان کے احوال سے ہوئے متعارف طبری میں لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جانا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کچھ نہ ہو سکے گا

Marfat.com

تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام پہنچایا کہ اگر تم مجھ سے بصرہ کا حساب نہ دریافت کرو تو میں تمہارے پاس آ جاؤں اور تم سے بیعت کر لوں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور اس کے ساتھ بھلائیوں کے وعدے کیے چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے بعض کہتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی قوم کے سرداروں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطوط اپنی فرمانبرداری کے لکھے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے قید کرا دینے کے متعلق خفیہ طور پر لکھا کہ جب تم ہمارے نزدیک آؤ گے تو ہم تمہیں امام حسن کو گرفتار کرا دیں گے اور بعض کہتے ہیں ان باتوں میں سے کوئی بات نہ تھی بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ازراہ چالاکی امام حسن رضی اللہ عنہ کے یاروں کا حال ان کے پاس لکھا کہ تمہارے ساتھی میرے پاس تمہارے خلاف خطوط لکھ رہے ہیں اس بناء پر امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کی طرف رغبت کی نیز علامہ کمال الدین ابوالفتح محمد بن موسیٰ المصری الامیری علیہ الرحمۃ نے حیوۃ الحیوان میں لکھا کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے باپ کی وفات کے بعد اور لوگوں سے اپنی بیعت خلافت لینے کے بعد مدائین کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں ٹھہرے وہاں سے قیس بن سعد کو مقدمۃ الجیش بنا کر بھیجا غیب سے ایک منادی ہوئی کہ قیس بن سعد مارا گیا اس بنا پر امام حسن رضی اللہ عنہ کا لشکر پراگندہ ہو گیا اور جراح بن سنان نے آپ کی ران میں خنجر مارا تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کل تم نے میرے پدر بزرگوار کو قتل کیا اور آج تم نے مجھ پر حملہ کیا اور میرے قتل کا ارادہ کیا اس کے بعد آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سلطنت سپرد کرنے کا خط لکھا اور اسی طرح تہذیب التہذیب میں ہے کہ امام حسن رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کو خارجی نے خنجر مارا اور امام حسن رضی اللہ عنہ سفید محل میں داخل ہوئے۔

نیز اس میں ہے کہ جمیع بن عمر نے مجاہد سے اور اس نے طحرب العجل سے اور اس نے حسن بن علی سے روایت کی کہ میں نے اس وجہ سے لڑائی بند کی کہ میں نے رات کو رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اپنے دست مبارک کو فرش پر رکھا ہوا ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ رسول خدا ﷺ پر رکھا ہوا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رکھا ہوا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر رکھا ہوا ہے اور خون جاری ہوا ہے پوچھا گیا یہ کیا ہے کہا گیا یہ خون عثمان ہے اور خداوند تعالیٰ طلب کر رہا ہے۔

امام بخاری نے حسن بصری سے روایت کی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے ایک لشکر کو روانہ کیا جو صبر و ثبات میں پہاڑوں کی طرح تھا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لشکر اپنے جیسے لشکر کو ختم کیے بغیر واپس نہیں ہوگا مطلب یہ کہ اس لشکر کو شکست ہزاروں آدمیوں کے قتل کے بغیر ممکن نہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اور فرمایا کہ اگر اس لشکر کو ہمارے لشکر نے قتل کیا یا اس نے ہمارے لشکر کو قتل کیا تو ہزار ہا مسلمان مارے جائیں گے تو ان کی عورتوں اور ان کے بچوں اور ان کے اسباب کی کون خبر گیری کرے گا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن کی طرف دو آدمیوں کو بھیجا کہ ایک کا نام عبدالرحمان بن عامر بن کریز اور دوسرے کا نام عبدالرحمٰن بن سمرہ تھا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف جاؤ اور

Marfat.com

ان کو پیغام صلح دو اور صلح پر ان کو آمادہ کرو۔ بموجب فرمان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شخص مذکورین امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اولاد عبدالمطلب ہیں اور اس وقت جاہ دنیا میں گرفتار ہیں بیشک اس میں خون ریزی و فساد واقع ہو گیا یعنی دنیا کے لیے لڑیں گے چنانچہ ان دو شخصوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ معاویہ تمہاری خدمت میں اس طرح عرض پرداز ہے کہ ایک لاکھ درہم سالانہ آپ کو بھیجتا رہوں گا اس امر کا اقرار کرتا ہے اور صلح کرتا ہے امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کون اس امر کا ضامن ہے کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ پورا کرے گا انہوں نے کہا ہم اس امر کے ضامن ہیں۔ حسن بصری نے فرمایا اس طرح صلح امام حسن کی طرف سے واقع ہوئی جیسا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا تھا شاید اللہ تعالیٰ اس لڑکے کے وجود سے مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں صلح کرائے یہ حدیث حجت ہے شیعہ پر کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کو منافق کہتے ہیں اور نبی کریم ﷺ نے دونوں گروہوں کو بلا تفریق مسلمان فرمایا ہے۔ ایک کو منافق اور ایک کو مسلمان نہیں فرمایا الحاصل امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط بدیں مضمون تحریر فرمایا

امام حسن رضی اللہ عنہ کا خط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ صلح کی حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے ان شرائط پر اور سپرد کر دیا خلافت کو کہ عمل کرے وہ کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ پر اور سیرت خلفائے راشدین مہدیین پر اور معاویہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہ اپنے بعد خلافت کسی کے سپرد نہ کریں بلکہ اس امر خلافت کو مسلمانوں کے درمیان چھوڑیں اور آدمی ملک خدا میں جہاں کہیں ہوں خواہ شام میں خواہ عراق میں۔ خواہ حجاز میں اور خواہ یمن میں امن سے رہیں اور یاران علی اور آپ کے شیعہ مال سے۔ اولاد سے۔ نفوس سے اور ازواج سے جس جگہ ہوں محفوظ رہیں اور امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر ان مذکورہ امور سے خدا کا عہد و پیمان ہے نیز مجھ کو اور میرے بھائی کو اہل بیت رسول ﷺ سے علانیہ اور پوشیدہ کسی کو برا نہ کہا جائے اور وہ تکلیف نہ پائیں اور کوئی انہیں نہ ڈرائے۔ اَشْهَدُ بِمَا فِيْهِ فُلَانُ بْنُ فُلَانَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اور ترجمہ: متعارف طبری میں لکھا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر صلح کی کہ ہم کو تمام اہل بیت کے ساتھ مدینہ روانہ کرے اور تمام سال بیت المال کو واگزار کرے اور جو کچھ عراق میں ہے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان اور میری بہنوں کے درمیان تقسیم کرے۔

بہن بھائیوں کی تعداد

کل پانچ بھائی بہنیں ہیں جو حسب ذیل ہیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے دو حقیقی بھائی اور دو بہنیں ہیں جو کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ان کے علاوہ علاتی بھائی بہن اور بھی ہیں جو کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نہیں ہیں۔

(۱) امام حسن (۲) امام حسین (۳) محسن (۴) زینب (۵) ام کلثوم

محسن بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ان کے متعلق شیعوں نے فرض اور

Marfat.com

جھوٹے قصے بنا رکھے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو لات ماری جس کی وجہ سے حمل ضائع ہوگیا اور محسن کا انتقال ہوگیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا میدان کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی اور ام کلثوم بھی میدان کربلا میں ساتھ تھیں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب اہل بیت کی عورتیں اور بچے۔ اور شہدائے کربلا کے سر کوفہ میں ابن زیاد کے پاس پہنچائے گئے ان میں ام کلثوم رضی اللہ عنہ بھی تھیں جنہوں نے کوفہ میں داخلہ کے وقت چند اشعار کوفیوں کے ظلم اور بیوفائی کے متعلق پڑھے جس کا اول شعر یہ ہے

مَاذَا تَقُولُونَ اِذْقَالَ النَّبِیُّ لَکُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ خَیْرُ الْاُمَمِ

ترجمہ: تم نبی علیہ السلام کو کیا جواب دو گے۔ جب کہ وہ تم سے فرمائیں گے تم نے خیر الامم ہو کہ کیا کیا یعنی میرے اہل بیت کو قتل کیا۔

ام کلثوم رضی اللہ عنہا زوجہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

یہ وہی ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں جن کا نکاح حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا شیعوں کی کتاب۔ مجالس المؤمنین میں ذکر ہے کہ اگر رسول خدا ﷺ نے اپنی لڑکی عثمان رضی اللہ عنہ کو دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دی۔

بخاری شریف میں بایں طور مسطور ہے کہ جب مال غنیمت کی چادریں عمر رضی اللہ عنہ غریبوں میں تقسیم کرنے لگے تو لوگوں نے کہا کہ آپ اپنی بیوی ام کلثوم رضی

Marfat.com

اللہ عنہا کو بھی ایک چادر عطا فرمائیں۔ تاریخ محاضرات الاسلام میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیوی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ایک لڑکا زید پیدا ہوا۔

نور العیون مصنفہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا اور ان سے ایک لڑکا مسمی زید پیدا ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد رابعہ ص ۵ پر ہے۔

وَقَالَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ اَسْمَاءَ كَانَ بُسْرُبْنُ اِرْطَاتْ حَضَرَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ مَنْ عَلِيٌّ وَزَيْدُبْنُ عُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ حَاضِرٌ وَاُمُّهٗ كُلْثُوْمُ بِنْتُ عَلِيٍّ فَعَلَاهُ بِالْعَصَاوَشَجَّهٗ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِزَيْدٍ عَمَدْتَّ اِلٰى شَيْخِ قُرَيْشٍ وَ سَيِّدِ اَهْلِ الْاَثَرِفَضَرَبْتَهٗ وَاَقْبَلَ بُسْرٌ فَقَالَ تَشْتِمُ عَلِيًّاوَمُوجَدُّهٗ اِبْنُ الْفَارُوْقِ عَلٰى رُؤُسِ النَّاسِ اَتَرٰى اَنْ يَّصْبِرَ عَلٰى ذٰلِكَ فَارْضَا هُمَا۔ ترجمہ جویریہ بنت اسماء نے کہا کہ بسر بن ارطات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا تو ایک دفعہ اس نے کہا علی رضی اللہ عنہ کون ہیں (یعنی ادب سے نام نہ لیا حقارۃ ایسا کہا) زید بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حاضر تھے جن کی والدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ ہے تو انہوں نے بسر بن ارطات کو لاٹھی مار کر زخمی کر دیا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو نے قریش کے ایک بوڑھے آدمی اور اہل اثر کے سردار پر زیادتی کی اور اس کو مارا پھر بسر بن ارطات کی طرف متوجہ ہو کہ فرمایا کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہو اور وہ ان کے نانا ہیں اور وہ فاروق کے بیٹے ہیں کیا تیری یہ مرضی ہے کہ وہ اس پر صبر کرتا پھر

Marfat.com

دونوں کی آپس میں صلح کرادی ان حوالہ جات سے بھی ثابت ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نکاح ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔

کتاب ریاض الجنان مطبوعہ بمبئی ص ۲۳۳ پر بدیں طور مسطور ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کی تفصیل بتلائی ہے۔

وَاَمَّا فَاطِمَةُ الزَّهْرَا بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الَّتِی نحن بصدد ذِكْرِ مَا زَوَّجَهَا بِاَمْرِ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السلام فَوَلَدَتْ لَهٗ مِنَ الْاَوْلَادِ خَمْسَةً اَلْاِمَامُ الْحَسَنُ السِبْطُ وَالْاِمَامُ الْحُسَيْنُ السِّبْطُ وَمُحْسِنْ وَزَيْنَبُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ فَاَمَّا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَسَنَذْكُرُهُمَا عِنْدَ تَرْجَمَتِهِمَا حَيْثُ اِنْتَهٰى بنا الكلام ونستوفي مايحتاج اليه الحال بحسب الطاقة وامامحسن فسقط حملا اَسْقَطَه تعاور عُمَرَ بْنَ الْخَطّاب بِالصَّدَمَةِ الْعَظِيْمَةِ وَالْفِتْنَةَ الْجِسِيْمَةِ وَنُوْرَ وَبَيَانُ ذَالِكَ عِنْدَ مَحَلِّهٖ وَاَمَّا اُمُّ كُلْثُوْمُ بِنْتُ عَلِيٍّ فَاِنَّهَا وُلِدَتْ فِی حَيَاتِ رَسُوْلِ اللهِ وَنَشَئَتْ حَتّٰی رَغِبَ فِيْهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطابَ

Marfat.com

فَخَطَبَهَا مِنْ اَبِیْهَا عَلِیٌّ عَلَیْهِ السلام فَقَالَ لَهَا
اِنَّهَا صَبِیَّةٌ صَغِیْرَةٌ فَخَوَّفَهُ عُمَرُ بِفَلْتَتِهٖ
فَخَافَهُ عَلِیٌّ علیہ السلام وَزَوَّجَهَا کَرْهًا
هٰکَذَا ذَکَرَهُ الْمُلَّا فِیْ سِیْرَتِهٖ وَذَکَرَ ابْنُ عَبْدِرَبِّهٖ
فِیْ کِتَابِ الْعَقْلِ اَنَّ جَعْفَرَابْنَ مُحَمَّدٍ علیه
السلام سُئِلَ عَنْ اُمِّ کُلْثُوْمٍ فَقَالَ ذَالِكَ فَرْجٌ
غَصَبْنَاهَا وَاَخْرَجَ الْفَقِیْهُ اَبُوالْحَسَنِ الْمَغَازِلِیُّ
فِیْ تَارِیْخِهٖ قَالَ لَمَّا بَعَثَهَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلِیٌّ علیه السلام اِلٰی عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ وَضَعَ
یَدَہٗ سَاقَهَا فَکَشَفَهَا فَقَالَتْ لَهٗ تَفْعَلُ هٰذَا وَاللهِ
لَوْلَا اِنَّكَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکَسَرْتُ اَنْفَكَ ثُمَّ
خَرَجَتْ حَتّٰی جَاءَتْ اَبَاهَا فَاَخْبَرَتْهُ الْخَبَرَ
وَقَالَتْ بَعَثَنِیْ اِلٰی شَیْخٍ سُوْءٍ قَالَ یَا بُنَیَّةُ اِنَّهٗ
زَوْجُكِ فَاعْمَلِیْ عَمَلَكِ وَکَاظِمِیْ غَیْظَكِ

ترجمہ: بہر حال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ جس کے ذکر کے ہم در پے ہیں اللہ عزوجل کے حکم سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ان کا نکاح کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کے پانچ اولاد ہوئیں۔

Marfat.com

امام حسن نواسہ اول۔ امام حسین نواسہ دوم۔ محسن۔ زینب۔ ام کلثوم لیکن حسن وحسین عنقریب ذکر کریں گے ہم ان کا ان کے ترجمہ کے نزدیک جہاں ہمارا ختم ہوگا اور حسب طاقت جس کی حاجت ہوگی پورا بیان کریں گے اور لیکن محسن حمل کی حالت میں ساقط ہوئے عمر بن خطاب نے صدمہ عظیمہ اور فتنہ عظیمہ کے سبب اس کو ساقط کیا اس کی جگہ ہم اس کا بیان کریں گے اور لیکن ام کلثوم بنت علی اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئی اور زندہ رہی یہاں تک کہ رغبت کی اس میں عمر بن خطاب نے نکاح کے لیے اس کے باپ سے اس کو چاہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ابھی چھوٹی لڑکی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی سختی سے اس کو ڈرایا تو علی علیہ السلام ڈرے اور کراہت کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا ایسا ہی ملا نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے ابن عبدربہ نے کتاب العقل میں ذکر کیا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ام کلثوم کے بارہ میں سوال کیے گئے تو انہوں نے فرمایا یہ ایک شرمگاہ ہے جو ہم سے چھینی گئی ہے فقیہ ابوالحسن مغازلی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ جب علی علیہ السلام نے ام کلثوم کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی پنڈلی پر ہاتھ رکھا اور پنڈلی سے کپڑا اٹھایا تو ام کلثوم نے کہا تو ایسا کرتا ہے۔ خدا کی قسم اگر تو امیر المؤمنین نہ ہوتا تو میں تیرا ناک کاٹ دیتی پھر آپ وہاں سے نکل آئیں اور اس واقعہ کی اپنے باپ کو خبر دی اور کہا آپ نے مجھے برے بوڑھے کے پاس بھیجا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بیٹی وہ تیرے زوج ہیں اپنی بردباری کو کام میں لا اور غصہ کو پی۔

اس حوالہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ام کلثوم کا نکاح ہوا جس کے متعلق شیعہ حضرات اب انکار کرتے ہیں یا کہتے ہیں کہ ام کلثوم حضرت فاطمہ کی بیٹی نہ تھیں۔ شیعہ کی معتبر کتاب تنزیہ الانبیاء مطبوعہ مصر ص ۱۴۱ پر ہے:

فَاَمَّا نِكَاحُهُ عَلَيْهِ السلام اِيَّاهُمْ فَقَدْ ذَكَرْ نَافِي كِتَابِنَا الشَّافِيْ الْجَوَابِ عَنْ هٰذَالْبَابِ مَشْرُوْحًا وَبَيَّنَّا انه عليه السلام مَا اَجَابَ عُمَرَاِلٰى اِنْكَاحِ بِنْتِهٖ عَلَيْهَا السلام اِلَّابَعْدَ تَوَعُّدٍ وَتَهَدُّدٍوَ مُرَاجَعَةٍ وَمُنَازَعَةٍ وَكَلَامٍ طَوِيْلٍ مَاثُوْرٍ اَشْفَقَ مَعَهُ مِنْ شُرُوْفِ الْحَالِ وَظُهُوْرِ مَالَايَزَالُ يُخْفِيْهِ مِنْهَا وَاَنَّ الْعَبَّاسَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ لَمَّارَاٰى اَنَّ الْاَمْرَ يُفْضِيْ اِلَى الْوَحْشَةِ وَوَقُوْعِ الْفُرْقَةِ فَسَئَلَهُ (ع) رَدَّاَمْرِهَا اِلَيْهِ فَفَعَلَ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ وَمَايَجْرِي عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ مَعْلُوْمٌ اَنَّهُ لَا عَلَى الْاِخْتِيَارِ وَلَا الْاِيْثَارِ وَبَيَّنَّافِي الْكِتَابِ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ اَنَّهُ لَايَمْتَنِعُ اَنْ يُّبِيْحَ الشَّرْعُ اَنْ يُّنَاكِحَ بِالْاِكْرَاهِ مَنْ لَا يَجُوْزُ مُنَاكَحَتُهُ مَعَ الْاِخْتِيَارِ لَاسِيَّمَا اِذَا كَانَ الْمُنْكِحُ مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ

Marfat.com

وَالْمُتَمَسِّكَ بِسَائِرِ الشَّرِيْعَةِ وَبَيَّنَّا اَنَّ الْعَقْلَ لَايَمْنَعُ مِنْ مُنَاكَحَتِهِ الْكُفَّارِ عَلَى سَائِرِ اَنْوَاعِ كُفْرِهِمْ وَاِنَّمَا الْمَرْجِعُ فِيْمَا يَحِلُّ مِنْ ذٰلِكَ اَوْيُحَرِّمُ اِلَى الشَّرِيْعَةِ وَفِعْلُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السلام اَقْوٰى حُجَّةٌ فِيْ اَحْكَامِ الشَّرْعِ وَ بَيَّنَّا الْجَوَابَ عَنْ اَنْوَاعِهِمْ لَنَا فلواُكْرِهَا عَلٰى اِنْكَاحِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى لَكَانَ يَجُوْزُ ذَالِكَ وَفَوَّقْنَا بَيْنَ الْاَمْرَيْنِ بِاَنْ قُلْنَا اِنْ كَانَ السُّوَالُ عَمَّافِى الْعَقْلِ فَلَا فَرْقَ بَيْنَ الْاَمْرَيْنِ وَاِنْ كَانَ عَمَّافِي الشَّرْعِ فَالْاِجْمَاعُ يَمْظُرُاَنْ تُنْكَحَ الْيَهُوْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَمَا اَجْمَعُوْا عَلٰى خطرِ لَكَانَ مَنْ ظَاهِرَةِ الاسلام وَهُوَعَلٰى نَوْعٍ مِنْ الْقَبِيْحِ لَكُفْرِبِهِ اِذَا اِضْطَرَرْنَا اِلٰى ذٰلِكَ واكرمنا عليه فاذا قَالُوا فَمَا الْفَرْقُ بَيْنَ كُفْرِ الْيَهُوْدِى وَبَيْنَ كُفْرِ مَنْ ذَكَرْ تُمْ قُلْنَا لَهُمْ وَاَیُّ فَرْقٍ بَيْنَ كُفْرِ الْيَهُوْدِيَّةِ فِى جَوَازِ اِنْكَاحِهَا عِنْدَ كُمْ وَ كُفْرِ الْوَثْنِيَّةِ

ترجمہ: لیکن نکاح کرنا علی علیہ السلام کا ان سے (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ

Marfat.com

عنہم) تحقیق ذکر کیا ہم نے اپنی کتاب شافی میں جواب اس باب سے شروع ہوا اور بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا عمر رضی اللہ عنہ سے مگر ڈرانے اور دھمکانے کے بعد اور مراجعت اور جھگڑے اور طویل کلام اور اثر کیے ہوئے کلام کہ ڈرایا اس کے ساتھ بڑے برے حال سے اور بعد ظاہر ہونے اس امر کے کہ ہمیشہ اس کو لڑکی سے چھپاتے تھے (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنے کو اور جب عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بیشک امر وحشت اور فرقت کی طرف پہنچائے گا تو حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ لڑکی کا امر عباس کی طرف رد کیا تو عباس نے لڑکی کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور جو اس پر اعتراض ہوگا معلوم ہے (یہ کہ جب کہ حضرت عمرؓ معاذ اللہ منافق تھے تو منافق سے مسلمان لڑکی کا نکاح کیوں کیا۔ تو جواب یہ ہے، اختیار سے نہیں کیا اور نہ ایثار سے کیا (یعنی جبراً کیا) اور بیان کیا ہم نے اس کتاب میں کہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے کہ ممتنع نہیں ہے۔ کہ شریعت اکراہ کی حالت میں ان لوگوں سے نکاح کرنے کو جائز ٹھہرائے کہ جن سے اختیار سے نکاح کرنا منع ہے خصوصاً جبکہ نکاح کرنے والا اسلام کو ظاہر کرنے والا ہو اور تمام شریعت سے تمسک کرنے والا ہو اور ہم نے بیان کیا ہے کہ عقل سب قسم کے کافروں سے لڑکی کا نکاح کرنے سے نہیں منع کرتی اور سوائے اس کے نہیں اس کے حلال اور حرام ہونے کے بارہ میں جائے رجوع شریعت کی طرف ہے اور علی علیہ السلام کا فعل شریعت کی اقوی حجت ہے (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی لڑکی کا نکاح جو بظاہر شیعہ کے نزدیک مسلمان تھے اور نہ مومن تھے) اور بیان کیا ہے ہم نے جواب ان کے الزام کا (یعنی اہلسنت و جماعت کا الزام کہ حضرت علی رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی لڑکی کا نکاح کیوں کیا) ہماری یہ دلیل ہے اگر یہود و نصاری اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی لڑکی کے بارہ میں جبر کئے جاتے یہ ضرور جائز ہوتا اور تفریق کی ہے ہم نے دو امروں کے درمیان بایں طور کہ ہم کہتے ہیں اگر ہے سوال اس چیز سے کہ عقل میں ہے، تو نہیں فرق درمیان دو امروں کے اور اگر سوال ہے اس چیز سے کہ شرع میں ہے تو اجماع منع کرتا ہے۔ یہود سے نکاح کرنے میں کل حال میں اور نہیں اجماع کیا اس شخص سے نکاح کرنے میں کہ ظاہر اس کا اسلام ہے یعنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) گو وہ بھی ایک قسم کا قبیح کفر ہے جبکہ ہم مضطر کئے جائیں اس کی طرف اور اکراہ کیے جائیں اس پر اگر کہیں کیا فرق ہے یہودی کے کفر کے درمیان اور اس کے درمیان جس کا تم نے ذکر کیا ہے ہم ان کو کہیں گے کونسا فرق ہے یہودیہ کے کفر کے درمیان اور بت پرست عورت کے درمیان یہودیہ سے نکاح جائز ہونے میں (یعنی مصنف ایک اعتراض کا جواب دے رہا ہے۔ جو اہل سنت کی طرف سے ان پر ہوتا ہے کہ تم یہودی مرد سے تو مسلمان لڑکی کا نکاح جائز نہیں کہتے اور جو منافق ہے ظاہر میں مسلمان ہو جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیعوں کے نزدیک ہیں (معاذ اللہ) اس سے مسلمان لڑکی کا نکاح جائز قرار دیتے ہو حالانکہ دونوں قسم کے شخص حقیقت میں کافر ہیں تو اس کا الزامی جواب یوں دیا کہ ہم اہلسنت سے کہیں گے کہ تم یہودی عورت سے مسلمان مرد کا نکاح جائز ہونے کے قائل ہو اور مشرکہ عورت سے مسلمان مرد کا نکاح جائز ہونے کے قائل نہیں ہو حالانکہ دونوں قسم کی عورتیں کافر ہیں اور جو حدیث بخاری کی سابقہ متعلقہ ام کلثوم گزری وہ یہ ہے

Marfat.com

اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّاب قَسَمَ مُرُوْطًا بَيْنَ نِسَآءٍ

مِنْ نِّسَآءِ الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ مَرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهٗ

بَعْضُ مَنْ عِنْدَهَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنِ اَعْطِ

هٰذَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الَّتِیْ عِنْدَكَ يُرِيْدُوْنَ

اُمَّ كُلْثُوْمِ ابْنَتَ عَلِیٍّ فَقَالَ عُمَرُ اُمُّ سَلِيْطٍ اَحَقُّ

وَاُمُّ سَلِيْطٌ مِنْ نِسَآءِ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ

اللهِ ﷺ قَالَ عُمَرَ فَاِنَّهَا كَانَتْ تُزَفِرُ لَنَا الْقِرَب

يَوْمَ اُحُدٍ۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۴۱۲)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں چادروں کو تقسیم کیا تو ایک چادر عمدہ تھی تو جو لوگ آپ کے پاس موجود تھے انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین یہ چادر اپنی زوجہ کو عطا فرمائیں جو بنت رسول اللہ ﷺ ہے (یعنی ام کلثوم حضور علیہ السلام کی نواسی) بنت رسول اللہ ﷺ سے ام کلثوم بنت علی کا ارادہ کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ام سلیط زیادہ حقدار ہے اور ام سلیط انصار کی عورتوں سے ہے کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جنگ احد میں ہمارے لیے مشکیزہ اٹھاتی تھی واضح ہو کہ اس حدیث میں رسول خدا ﷺ کی نواسی کو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کہا گیا ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو آپ کے نواسہ ہیں اپنا بیٹا فرمایا ہے اور قرآن مجید میں بھی حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا بیٹا فرمایا ہے:

Marfat.com

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَاوَ اَبْنَآءَ كُمْ (آلِ عمران:٦١)

ترجمہ: تم فرمادو ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تو اپنے بیٹوں کو بلاؤ

اب ہم صلح کے سابقہ مضمون پر آ گئے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کی شرائط کے متعلق فرمایا تھا کہ کچھ عراق میں ہے وہ میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان اور بہنوں کے درمیان تقسیم کردے اس بنا پر ہر ایک کا پانچ پانچ ہزار مقرر تھا تو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن عباس اور عبدالرحمٰن بن سمرہ کو بھیجا ان تمام شرائط کو قبول کیا جب صلح قطعی ہوگئی تو حضرت معاویہ بن ابوسفیان امام حسن رضی اللہ عنہما کی ملاقات کے لیے کوفہ میں آئے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہیں کہ خطبہ فرمائیں اور لوگوں کو صلح سے خبردار کریں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسبات کی ضرورت نہیں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اسبات کو برا جانا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں تم سے اس لیے کہہ رہا ہوں تاکہ لوگوں پر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاموشی ظاہر ہو جائے اور تم نہیں جانتے کہ اس میں کیا خوبی ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس کوشش میں تھے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں صلح کے متعلق خطبہ دیں یہاں تک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی اے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ اٹھیں

Marfat.com

اور خطبہ فرمائیں اور لوگوں کو صلح سے خبردار کیجئے تو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا اے لوگوں! جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت کی ہمارے اول کے ساتھ اور تمہارے خون کو محفوظ رکھا ہمارے آخر کے ساتھ اور میں جنگ سے دست بردار ہو گیا ہوں اور بیشک اس خلافت کی ایک میعاد تھی کہ وہ پوری ہو گئی اور دنیا دست بدست نوبت بہ نوبت ہر کسی کو ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرما دیجئے اے محمد ﷺ میں نہیں جانتا ہوں شاید یہ آزمائش ہے تمہارے لیے یا فائدہ ہے تمہارے لیے یا قریب ہے وہ چیز کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے یا دور اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری گفتار کو جانتا ہے اور اس چیز کو بھی جانتا ہے جس کو چھپاتے ہو ایک مدت معین تک بعض کتابوں میں خطبہ اس طرح مذکور ہے اور اکثر کتابوں میں اس طرح خطبہ ہے کہ آپ نے حمد وصلوۃ کے بعد فرمایا اے لوگوں! جان لو میرے سوا جابلتا اور جابلصا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کا نانا رسول ﷺ ہو یا میرے بھائی کے سوا کسی کا نانا رسول اللہ ﷺ نہیں ہے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت تم کو میرے نانا جان ﷺ کے ذریعہ اور گمراہی سے تم کو چھٹکارا دلایا اور جہالت کو تم سے دور کیا اور ذلت کے بعد تم کو عزیز کیا اور قلت کے بعد تم کو زیادہ کیا یعنی تمہارے مسلمان بھائی اب بھی زیادہ میں اور جان لو کہ معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے خلافت کے بارہ میں جو میرا حق تھا نہ اس کا جھگڑا کیا تو میں نے امت محمد ﷺ کی اصلاح کے لیے اور جھگڑے کو قطع کرنے کے لیے نظر کی اور تم نے مجھ سے بیعت کی تھی اس معنی پر کہ جس سے میں صلح کروں تم صلح کرو اور جس سے میں جنگ کروں تم اس سے جنگ کرو تو اس وقت میں نے مصلحت دیکھی کہ خلافت کو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کے سپرد کروں اور جنگ کو ختم کردوں اور میں نے اس سے بیعت کرلی اور خونریزی کو موقوف کردیا کہ خون کی حفاظت اس کے گرانے سے بہتر ہے اور میں نے اس صلح سے سوائے تمہاری اصلاح اور بقا کے اور کوئی ارادہ نہیں کیا اور شیعہ کی معتبر کتاب تنزیہ الانبیآء ص ۱۷۱ پر امام حسن رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنا صاف طور پر مذکور ہے عبدالرحمٰن بن عبید سے روایت ہے:

قَالَ لَمَّا بَايَعَ الْحَسَنُ عَلَيهِ السلام مُعَاوِيَةَ اَقْبَلَتِ الشِّيْعَةُ تَتَلَا قِیْ بِاِظْهَارِ الْاَسِيْفِ وَالْحَسْرَةِ عَلٰى تَرْكِ الْقِتَالِ فَلَقُوْا اِلَيْهِ بَعْدَ سَنَتَيْنِ مِنْ يَوْمِ بَايَعَ مُعَاوِيَةَ

ترجمہ: جبکہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو شیعہ نے بیعت کے دو سال بعد جنگ ترک کرنے پر افسوس وحسرۃ کا اظہار کرتے ہوئے آپ سے ملاقات کی اس روایت سے ثابت ہوگیا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان سمجھتے تھے ورنہ خلافت پیغمبر کو ایک منافق (بزعم شیعہ) کو سپرد کرنا کیا معنی رکھتا ہے جبکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ (التحریم:۹)

اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نبی علیہ السلام کی خلافت سنبھالے ہوئے تھے بجائے اس کے کہ منافقوں سے جہاد کریں وہ خلافت کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتے ہیں اور ان سے بیعت کر لیتے ہیں کیا کسی کافر و منافق سے بیعت کرنے کی نظیر اسلام میں کہیں ملتی ہے اور اسی

Marfat.com

بیعت کے لیے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ پیش نہیں کیا بلکہ سردے دیا اس لیے کہ یزید پلید فاسق وفاجر تھا اگر وہ صالح ومتقی ہوتا تو امام حسین رضی اللہ عنہ بھی بیعت کر لیتے جیسا کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر معاویہ سے بیعت کی تھی جیسا کہ ابھی ہم مخالفین کی کتاب سے ثابت کر چکے ہیں اور بعض کتب میں آپ کا یہ خطبہ صلح مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا دانا ترین دانائی پرہیز گاری ہے اور نادان ترین نادانی بیوقوفی ہے اور اس سر خلافت میں کہ میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ جھگڑتے تھے اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق تھا تو حق حقدار کو پہنچا اور اگر میرا حق تھا تو میں نے دیدہ دانستہ اس کو امت کی اصلاح کے لیے چھوڑا اور اس کے محافظت کے لیے اور میں نہیں جانتا کہ یہ خوبی ہے یا فتنہ ہے تنبیہ خلافت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق تھا اور یہ شک کا کلمہ جو آپ نے اس خطبہ میں فرمایا کہ میرا حق تھا یا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس کا منشا خود ان کو تردد نہ تھا بلکہ مخالف کی خاموشی کے لیے آپ نے فرمایا تھا جیسا کہ اسی طرح کلام مجید میں واقع ہوا ہے۔

وَاِنَّآ اَوۡ اِيَّاكُمۡ لَعَلٰى هُدًى اَوۡ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ٥ (سبا:۲۴)

یعنی پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ میں یا تم ہدایت پر ہو یا ظاہر گمراہی میں تو رسول خدا ﷺ یقیناً ہدایت پر تھے یہ تردد آپ کا مخالفین کے لیے واقع ہوا۔ القصہ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ سے فراغت فرمائی معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا کہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ میں حق پر نہیں ہوں اور ناحق جھگڑا کرتا ہوں اور روایت کی گئی ہے کہ امام حسن رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شرط بھی کی تھی کہ جو چیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمانے میں ہوئی ہواس کے بارے میں اہل مدینہ اور اہل عراق سے کوئی مطالبہ نہ کیا جاوے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرض کو ادا کرے اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام باتوں کو قبول کیا اور اس صلح کا وقوع ۴۱ھ میں ہوا اور ماہ ربیع الاول میں یا ماہ جمادی الاولی میں اور بعض کے نزدیک ماہ جمادی الآخر میں صلح ہوئی اور اول قول صحیح ہے جب صلح واقع ہوئی تو شیعان حسن رضی اللہ عنہ بہت ناراض ہوئے اور کہنے لگے:

يَا عَارَ الْمُؤْمِنِيْنَ سَوَّدْتَ وُجُوْهَ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: اے مومنین کی عار تو نے مومنین کے منہ کالے کر دیئے۔

(ص ۱۷ انتزیہ الانبیاء)

تو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نار سے عار بہتر ہے اور ابی العریف سے روایت ہے کہ وہ کہتا تھا کہ آپ نے بارہ ہزار آدمی لشکر قلب معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجے تھے اور ہم مرنے کے لیے تیار تھے اور ہماری تلواریں اہل شام کے قتل کے لیے بہت تیز تھیں جس وقت ہم کو صلح کی خبر پہنچی ہماری کمر بوجہ غضب اور غصہ کے ٹوٹ گئی اور جس وقت امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ میں تشریف لائے ایک بوڑھا آدمی آیا جس کی کنیت ابوعمرو تھی اور اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے خطاب کیا يَا عَارَ الْمُسْلِمِيْنَ يَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِيْنَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوعمر یہ بات مت کہہ میں نے مسلمانوں کو ذلیل نہیں کیا بلکہ میں نے امارت و ملک کے لیے تمہارے خون گرانے کو مکروہ جانا اور شیخ عبدالحق

Marfat.com

محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوف کیا کہ میں بادشاہوں میں داخل ہوں اس بنا پر آپ نے خلافت کو ترک کیا اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خلافت میرے بعد ۳۰ سال رہے گی اور اس کے بعد سلطنت ہے اس حدیث کو احمد وترمذی وابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی تصحیح ابن حبان نے بھی کی اور تیس سال ربیع الاول شریف میں پورے ہو چکے تھے اور ترجمہ طبری میں ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ دمشق میں ایک ماہ رہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو وعدے کیے تھے ان کو پورا کیا القصہ، امام حسن رضی اللہ عنہ معہ اہل و عیال ولشکر مدینہ کی طرف رونق افروز ہوئے اور حاکم نے جبیر بن نفیر سے روایت کی کہ میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ خلافت کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ عرب کی کھوپڑیاں میرے قبضہ میں تھیں اگر میں لڑائی کرتا تو وہ میرے ساتھ لڑائی کرتیں اور جس سے میں صلح کرتا اس سے وہ صلح کرتیں لیکن میں نے خدا کے لیے اور خونوں کی حفاظت کے لیے خلافت کو ترک کیا اور ترجمہ طبری میں ہے کہ صلح کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد کے پاس کسی شخص کو بھیجا اور اس نے جا کر کہا کہ تیرے آقا حسن رضی اللہ عنہ نے مجھ سے صلح کر لی اور بیعت کر لی تو بھی بیعت خلافت کرلے تو اس نے جواب میں کہا کہ میں تیرے سے لڑنے کو اچھا سمجھتا ہوں کہ خاموش بیٹھوں تو معاویہ قیس رضی اللہ عنہ سے ڈرتے تھے کہ وہ مرد جرار تھا اور ۵۰ ہزار سپاہی رکھتا تھا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خط لکھا کہ جو تو چاہے گا میں تجھ کو دوں گا اس نے بہت ساری ولایت مانگی معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبول کیا اور قیس معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ تمام دشمنوں سے بے خوف ہو

Marfat.com

گئے پس بشر بن ارطاہ کو بصرہ پر مقرر کیا اور عبداللہ بن عامر کو مصر پر اور ۳ سال کے بعد مکہ کی امارت مروان کو دی۔

(فصل) امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت

غسل اور تکفین وتدفین اور نماز جنازہ کے بارہ میں اہل اخبار متفق ہیں کہ آنجناب کو جعدہ بنت اشعث بن قیس نے جو آپ کی بیوی تھی زہر دی اور سبب اس کا یہ تھا کہ یزید پلید نے اسماء بنت قیس جعدہ کی پھوپھی کو اس کے پاس بھیجا اور پیغام دیا اگر تو آنجناب کو زہر دے دے تو میں تجھ کو اپنے نکاح میں لے آؤں گا اور نقد روپے بھی دوں گا تو جعدہ نے اس بنا پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دی آپ ۴۰ روز بیمار رہے اور ایام مرض کے آخری دور میں آپ نے فرمایا میری چارپائی صحن میں لے چلو تو آپ کی چارپائی کو صحن میں لے آئے آپ نے کہا خدایا میں اپنے نفس کی تکلیف کا اجر تجھ سے طلب کرتا ہوں اس لیے کہ مجھ کو ایسی زحمت کبھی نہیں پہنچی اور ابونعیم نے حلیہ میں عمیر بن اسحاق سے روایت کی کہ میں اور ایک دوسرا شخص امام حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے تو آپ نے فرمایا اے فلاں مجھ سے کچھ پوچھ لو ہم نے کہا اس حالت میں ہم کچھ نہیں پوچھتے جس وقت آپ کو صحت ہوگی اس وقت پوچھیں گے راوی کہتا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ گھر میں تشریف لے گئے اور پھر واپس آئے اور فرمایا سوال کر مجھ سے اس سے پہلے کہ سوال نہ کر سکے گا یعنی میری وفات کے زمانہ میں سوال نہ کر سکے گا اور نہ مجھ کو جواب کی طاقت ہوگی میں نے کہا عافیت کے بعد میں تم سے سوال کر لوں گا تو آپ نے فرمایا کئی مرتبہ مجھ کو زہر دیا گیا مگر اس مرتبہ کی طرح زہر نہیں

Marfat.com

دیا گیا کہ میرے جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر نکل رہے ہیں راوی کہتے ہیں میں دوسرے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا آپ پر حالت نزع طاری ہے اور حسین رضی اللہ عنہ آپ کے سرہانے بیٹھے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے میرے بھائی آپ کا کس پر گمان ہے آپ نے فرمایا اس کے قتل کے لیے مجھ سے پوچھتے ہو حسین رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہاں تو آپ نے فرمایا جس پر میرا گمان ہے اگر اس نے مجھے زہر دیا ہے تو خداوند تعالیٰ منتقم حقیقی ہے خود بدلہ لے لے گا اور اگر وہ نہیں ہے تو میں جائز نہیں سمجھتا کہ کوئی بے گناہ مارا جائے بعد اس کے آپ کی وفات ہوگئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (البقرہ:۱۵۶) اور تہذیب میں اسی طرح سے اسی راوی سے حدیث روایت کی راوی نے کہا کہ میں اور ایک دوسرا شخص امام حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے تو امام حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلاء میں گئے اور واپس آئے اور فرمایا میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور میں نے ان ٹکڑوں کو لکڑی سے الٹ پلٹ کیا تو معلوم ہوا جگر کے ٹکڑے ہیں اور میں چند بار زہر دیا گیا لیکن مثل اس زہر کے میں نے نہیں لی اور ابن سعد نے عمران بن عبداللہ سے روایت کی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کی پیشانی پر قُلْ ھُوَ اللّٰہُ لکھی ہوئی ہے اس خواب کو آپ نے اپنے گھر کے لوگوں میں بیان کیا وہ بہت خوش ہوئے اور اس خواب کو سعید بن المسیب سے بیان کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ تعبیر اس کی یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی اجل نزدیک ہے تو اس خواب کے بعد چند روز آپ زندہ رہے اور پھر فوت ہو گئے۔

Marfat.com

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی وصیت

حافظ ابوعمرو یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر النمیری القرطبی نے چند وجوہ سے روایت کی کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی اے میرے بھائی جس وقت رسول خدا ﷺ اعلی علیین کو تشریف لے گئے تو میرے باپ کی توقع تھی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد وہ خلیفہ ہوں گے مگر خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوئے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اس وقت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے امیدوار تھے لیکن خلیفہ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوئے اور جس وقت عمر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو آپ نے خلافت کو چھ آدمیوں کے درمیان چھوڑا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ اب میں خلیفہ بنایا جاؤں گا لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا اس کے بعد خلافت کے لیے مسلمانوں کے درمیان جھگڑا ہوا اور خلافت کے لیے تلواریں نیام سے نکلیں تو میں جانتا ہوں خدا تعالیٰ اہل بیت کے درمیان نبوت و خلافت جمع نہیں کرے گا اور میں جانتا ہوں کہ تجھ کو بے عقل اور سفیہان کوفہ خلافت کے لیے ابھاریں گے اور مدینہ سے نکالیں گے اور تجھ پر لازم ہے خلافت کو اختیار نہ کرنا اور نیز وصیت کی میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے اذن لے لیا ہے کہ جب میں مر جاؤں مجھ کو اپنے حجرہ میں دفن کرنا اور مجھ سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وعدہ کر لیا ہے یا تو از روئے حیا کے یا فی الحقیقت تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

سے میرے دفن کے لیے اجازت طلب کرنا اگر اجازت دے دیں تو بہتر اور میرا گمان ہے کہ مرد مان بنی امیہ کہ والی اس عہد کے ہیں کہ منع کریں گے مگر تم جھگڑا نہ کرنا اور فصول المہمہ میں اس روایت کے بعد اتنا اور ذکر کیا ہے کہ مجھ کو میرے نانا جان کے روضہ کے روبرو لے جانا اور تھوری دیر میرے جنازہ کو اس مبارک جگہ رکھنا تا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے نیا عہد کروں بعدازاں مجھ کو جنت البقیع میں دفن کرنا اس لیے کہ آدمی وہاں آرام فرما ہیں اور مجھے ان کی پیروی کرنا ہے اور جب حسن رضی اللہ عنہ کو رسول خدا ﷺ کے پاس دفن کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دی کہ بہتر ہے حسن رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہوں پس یہ خبر مروان کو پہنچی اس نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حسن رضی اللہ عنہ جھوٹ کہتے ہیں خدا کی قسم میں حسن رضی اللہ عنہ کو اس جگہ دفن ہونے نہیں دوں گا اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں دفن ہونے نہیں دیا جب یہ خبر امام حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ چند شخصوں کے ساتھ مسلح ہوئے اوپر مروان بھی مسلح ہوا تو یہ خبر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی فرمایا کیسے ظالم ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے بیٹے کو آپ کے پاس دفن کرنے سے منع کرتے ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قسم دلا کر پوچھا کہ کیا تمہارے بھائی نے تم سے وصیت نہیں کی تھی کہ اس معاملہ میں جھگڑا نہ کرنا اگر نوبت لڑائی تک پہنچے تو مجھ کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کر دینا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنازہ کو بقیع میں لے گئے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر بنی اُمیہ میں سے کوئی نہیں آیا مگر سعید بن العاص کہ اس وقت وہ مدینہ منورہ کا امیر تھا تو حسین رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص کو نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا اور فرمایا یہ

Marfat.com

سنت ہے کہ بادشاہ یا اس کا نائب نماز جنازہ پڑھائے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بنو امیہ سے کہا تھا کہ سعید بن العاص نماز جنازہ کے لیے چھوڑو تا کہ جنازہ پر حاضر ہو تو وہ حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حسین ومحمد وعباس ابی طالب کے بیٹوں نے آپ کو غسل دیا اور سعید بن العاص نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی کہ مدینہ کا امیر تھا اور جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا کہ جب حسن رضی اللہ عنہ ریاض رضوان میں تشریف لے گئے تو جعدہ بنت اشعث نے یزید پلید کو کہلا بھیجا کہ جو کچھ تو نے وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر یزید نے جواباً کہا میں حسن رضی اللہ عنہ کے پاس تیرا رہنا پسند نہیں کرتا تھا تو اپنے پاس تجھ کو رکھنے کو کب پسند کرسکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مظہر ہوئی۔

خَسِرَ الدُّنيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ۝ (حج:11)

ترجمہ: ٹوٹا پایا دنیا اور آخرۃ میں یہی ہے وہ ظاہر خسارہ۔

فصول المہمہ میں روایت ہے جس وقت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ بہت گھبرائے اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بھائی آپ کس لیے گھبرا رہے ہیں آپ رسول خدا ﷺ کے پاس اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہے ہیں جو کہ آپ کے باپ ہیں اور آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا رہے ہیں جو آپ کی مائیں ہیں اور ماموں طاہر اور قاسم کے پاس جا رہے ہیں اور اپنے چچا جعفر وحمزہ رضی اللہ عنہما کے پاس جا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اے بھائی آج کے دن مجھ کو ایک ایسا امر پیش آیا جس کو میں نے دیکھا نہیں تھا یعنی موت یا الم زہر اور میں مخلوقات خدا کو دیکھ رہا ہوں کہ مثل

Marfat.com

اس کے میری موت نزدیک آ گئی ہے اب میں خدا کے پاس جا رہا ہوں اس لیے کہ زہر نے میرے جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور کر رہی ہے اور میں نہیں جانتا کہ کس نے مجھے زہر دیا ہے لیکن اس کا حکم میں خدا پر چھوڑتا ہوں اور تجھ کو قسم ہے اس معاملہ میں دم نہ مارنا اور میرا تابوت روضہ رسول خدا میں لے جانا اس کے بعد بقیع میں میری دادی کی قبر کے پاس دفن کرنا اور میرے لیے خونریزی نہ کرنا نیز آپ نے اپنے فرزندوں کے بارہ میں وصیت فرمائی اور ربیع الاول کی پانچویں تاریخ ۵۵ھ میں آپ رحمت حق پیوستہ ہوئے اور شیعہ کے نزدیک آخر مہینہ صفر میں رحلت فرمائی۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک

آپ کی عمر شریف کے بارہ میں بہت اقوال ہیں لیکن صحیح یہ ہے ۳ھ بتاریخ ۱۵ ماہ رمضان میں آپ پیدا ہوئے اور ۴۹ھ میں ریاض رضوان میں تشریف لے گئے اور آپ کی عمر شریف چھیالیس سال تھی اور آپ سات سال رسول مقبول ﷺ کے ساتھ رہے اور تیس سال آپ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ رہے اس کے بعد آپ نو سال زندہ رہے اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وآلہٖ اور تہذیب التہذیب میں روایت ہے حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کے وقت حاضر تھا اس میں اتنے آدمی جمع تھے اگر سوئی ڈالتے تو آدمیوں کے سروں پر پڑتی اور اس وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگوں نبی کے بیٹے کو دفن کرتے ہو اور اس پر خاک ڈالتے ہو اور میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے جو شخص حسن کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ کو دوست رکھتا ہے۔

Marfat.com

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد

فصل: آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارہ میں اختلاف ہے لیکن چار پر متفق ہیں زید، حسن، عمر، عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سوائے ان کے اختلاف ہے دولابی نے کہا ہے کہ پانچ ہیں چار مذکورہ اور پانچویں ابراہیم اور ابن الخشاب نے کہا کہ آپ کے گیارہ فرزند ہیں سوائے ابراہیم کے چار مذکورہ اور سات ان کے علاوہ جن کے یہ نام ہیں، (۱) قاسم و (۲) حسین و (۳) عبدالرحمٰن و (۴) عبداللہ ثانی و (۵) احمد و (۶) اسماعیل و (۷) عقیل اور ابن الاحضرت کہا ہے کہ بارہ (۱۲) ہیں ان گیارہ مذکور کے علاوہ بارہویں۔ محمد ہیں لیکن اسمعیل و عقیل واحمد کا انکار کرتے ہیں بجائے ان کے ابوبکر و طلحہ و محمد ثانی کا اضافہ کرتا ہے تو اس روایت کی بنا پر بارہ بیٹوں کے یہ نام ہیں (۱) زید (۲) حسن (۳) عمر (۴) عبداللہ (۵) قاسم (۶) حسین (۷) محمد (۸) ابوبکر (۹) حمزہ (۱۰) جعفر (۱۱) طلحہ (۱۲) اسماعیل (۱۳) یعقوب (۱۴) عبدالرحمٰن (۱۵) عبداللہ ثانی اور ابوعبداللہ محمد بن النعمان المعروف شیخ مفید شیعہ کے امام و مقتدا نے کہا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ کے آٹھ فرزند ہیں جن کے نام یہ ہیں (۱) زید (۲) حسن (۳) عبداللہ (۴) عمر (۵) قاسم (۶) حسین (۷) طلحہ (۸) عبدالرحمٰن اور بعض نے ان کو تطبیق دینے کے لیے کہا ہے۔ بیس فرزند ہیں (واللہ اعلم بالصواب) اب اولاد امام حسن رضی اللہ عنہ کی باتفاق زید و حسن سے ہے اور عمرو حسین سے اولاد موجود نہیں اور آنجناب کی لڑکیوں کے متعلق بھی اختلاف ہے بعض نفی کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں ایک لڑکی ہے جس کا نام فاطمہ رضی اللہ عنہا جو کہ امام

Marfat.com

محمد باقر کی والدہ ہے اور ابن الاخضر نے کہا ہے پانچ لڑکیاں ہیں (۱) ام الحسن (۲) ام عبداللہ (۳) ام سلمہ (۴) ام الخیر (۵) ام تماضر رضی اللہ عنہن اجمعین شیخ مفید شیعی نے کہا کہ بنات امام حسین رضی اللہ عنہ سات ہیں (۱) فاطمہ (۲) ام سلمہ (۳) ام الحسنؓ (۴) ام الحسینؓ (۵) ام عبداللہ (۶) رقیہ (۷) فاطمہ ثانیہ اور صاحب کتاب مفتاح النجا نے کہا امام حسنؓ کی تین لڑکیاں ہیں (۱) فاطمہ (۲) رقیہ (۳) تماضر ام الحسن وام عبداللہ فاطمہ کی کنیت ہے اور ام الخیر ام الحسین کی تصحیف ہے زید وام الحسن یعنی فاطمہ کبریٰ اور ام الحسین کی والدہ ام بشر بنت ابی مسعود بن عقبہ بن عمر اور حسن بن حسن کی والدہ خولہ بنت منظور الفزاریہ ہے، اور حسین وطلحہ وفاطمہ صغریٰ کی ماں ام اسحاق بن طلحہ بن عبیداللہ تیمی سے عمر اور قاسم اور عبداللہ کی ماں ایک کنیز ہے اور بقیہ اولاد چند دیگر بطن سے ہے اور زید بن حسن بن علی مرد محسن اور جلیل القدر و کریم الطبع وکثیر الاحسان تھے مردمان عالم ان کی زیارت کے لیے آتے تھے اور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ان کی تعظیم کرتے تھے نوے سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور وہ حدیث کی روایت اپنے باپ سے اور دیگر صحابہ کرام سے کرتے تھے اور اکثر تابعین نے ان سے روایت کی ہے اور آپ سے ایک لڑکا رہا جس کا نام حسن اور کنیت ابو محمد ہے اپنے وقت کا مرد فاضل ہے اور شاعران زمانہ اس کی مدح کرتے تھے اور اس نے حدیث کی روایت تابعین کی ایک جماعت سے کی اور خلقت نے ان سے روایت کی ۱۶۸ھ میں پچاسی برس کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے سات لڑکے پیدا ہوئے ان میں سب سے بڑا لڑکا زید بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حسن بن زید کی ایک لڑکی مسماۃ نفیسہ تھی جو فاضلہ وفقیہہ تھی اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی شاگردی کی ہے اور قبر آپ

Marfat.com

کی مصر میں زیارت گاہ خلائق ہے جسے کوئی حاجت ہو تو ان کو ثواب پہنچانے کے لیے ان کی نذر مان لے چاہے ایک روپیہ ہی کی مان لے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کام ہو جاتا ہے اور حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کہ ان کو حسن مثنیٰ کہتے ہیں مرد فاضل و زاہد جلیل القدر اور عظیم المنقبت تھے اور آپ دختر امام حسین کے شوہر تھے روایت کی گئی کہ آپ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو پیغام دیا کہ اپنی لڑکی سے ان کی نسبت کریں تو آپ کے چچا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا دو لڑکیوں میں سے جس کو چاہے اختیار کر تو حسن بن حسن حیا کی وجہ سے خاموش رہے تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ سے اپنی لڑکی فاطمہ کا نکاح کر دیا اور حضرت فاطمہ مذکورہ صورت و جمال میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ اپنی دادی کے مشابہ تھیں اور حسن مثنیٰ معرکہ کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمرکاب تھے اور زخمی ہو گئے تھے اور پھر اہل بیت کے قیدیوں میں تھے اور آپ کو اسماء بنت الحکم نے قید سے چھڑایا کہ اس کو میرے ہمشیرہ زادے ابی جیان کی خاطر رہا کرو شاید ان کے درمیان قرابت ہو اور کہا خدا کی قسم یہ ابن خولہ کی طرف جانے نہ دیا جائے گا تو عمرو بن سعد نے اس کو چھوڑ دیا اور حسن مثنیٰ روایت حدیث اپنے باپ اور دیگر صحابہ سے کرتے ہیں اور اکثر تابعین وغیرہ نیز ان سے روایت کرتے ہیں اور حسن بن الحسن ۹۷ھ میں پینسٹھ برس کی عمر میں اس جہاں سے رخصت ہوئے اور شیخ مفید شیعی نے کہا پچاسی برس کی عمر میں ان کی وفات ہوئی واللہ اعلم امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کی کہ جب حسن مثنیٰ فوت ہوئے تو ان کی زوجہ بنت حسین رضی اللہ عنہ نے سال بھر تک قبر پر خیمہ لگایا اور معتکف ہوئیں ایک سال کے بعد اس قبہ کو دور کیا اور چلی ہاتف نے کہا کیا جس شخص کو تلاش کیا وہ ملا دوسرے نے جواب دیا بلکہ ناامید ہوئے

Marfat.com

اور چل دیئے اور حسن مثنیٰ کے پانچ لڑکے تھے (۱) عبداللہ (۲) حسن (۳) ابراہیم فاطمہ بنت الحسین کے بطن سے تھے اور (۴) جعفر (۵) داؤد ام ولد سے تھے اور عبداللہ بن حسن مثنیٰ کو شیخ القراء کہتے ہیں ثقہ و بزرگ آدمی تھے اور زیادہ تر روایت حدیث اپنے باپ سے اور تابعین سے کرتے ہیں اور بہت لوگ ان سے روایت کرتے ہیں اور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز آپ کی تعظیم کرتے تھے ۱۴۵ھ میں خلیفہ منصور کی قید میں پچھتر سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کے چھ لڑکے تھے (۱) محمد (۲) ابراہیم (۳) یحییٰ لیکن محمد کنیت ان کی ابوعبداللہ اور لقب آپ کا نفس ذکیہ تھا مرد ثقہ و بزرگ و شجاع و جواد تھے اور ۱۴۵ھ میں خلیفہ منصور پر خروج کیا اور مدینہ پر متصرف ہوئے اور ملک حجاز پر قابض ہوئے تو منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو آپ کے ساتھ لڑنے کے لیے بھیجا مدینہ کے اردگرد جنگ واقع ہوئی بتاریخ چہارم ماہ رمضان مذکور میں پچاس برس کی عمر میں اس جہان سے کوچ فرمایا اور روایت ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی مدد کرنے اور آپ کے بھائی ابراہیم کی مدد کرنے کا لوگوں کو فتویٰ دیتے تھے اور محمد تابعین کی جماعت سے روایت کرتے ہیں اور بہت لوگ آپ سے روایت کرتے ہیں ابوداؤد میں اور ترمذی میں اور نسائی میں آپ سے روائتیں ہیں اور آپ کے بھائی ابراہیم نیز شجاع و کریم تھے اور بصرہ میں منصور پر خروج کیا جبکہ ۱۴۵ھ تھا اور ماہ رمضان کا مہینہ تھا خلق کثیر آپ کے ساتھ جمع ہوئی منصور کی طرف سے سفیان بن معاویہ رضی اللہ عنہ بصرہ کا عامل تھا اس کا محاصرہ کیا ناگہاں محمد کی خبر شہادت پہنچی جو لوگ آپ کے ساتھ تھے منتشر ہوگئے اس کے بعد منصور نے ایک لشکر کو ابراہیم کے مقابلہ کے لیے نامزد کیا اس لشکر نے آپ کو شہید کیا اور اس

Marfat.com

وقت آپ کی عمر مبارک ۴۸ سال کی تھی اور یحییٰ نے بھی ۱۷۶ھ میں شہر ویلم میں ہارون رشید پر خروج کیا ہارون رشید نے فضل بن یحییٰ برمکی کو ان کے مقابلہ کے لیے متعین کیا فضل نے آپ کو امن دیا اور آپ کو بغداد لے گیا وہاں پر آپ کی وفات ہوئی اور حسن بن حسن بن حسن بن علی کہ ان کو حسن مثلث بھی کہتے ہیں مرد ثقہ تھے اور ایک جماعت سے حدیث روایت کرتے ہیں اور جماعت ان سے روایت کرتی ہے اور ابن ماجہ ان سے روایت کرتے ہیں اور آپ کی وفات ارسٹھ سال میں ۱۴۵ھ میں ہوئی اور اس سال اہل بیت کی ایک جماعت فوت ہوئی جیسے شیخ القراء عبداللہ بن الحسن بن الحسن اور آپ کے بیٹے محمد و ابراہیم اور آپ کے بھائی حسن مثلث و اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور حسن مثلث کی اولاد کثیر ہے لیکن عمرو بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے اور محمد بن عمر رضی اللہ عنہ بزرگان دین سے اور ان کے ثقات میں سے تھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی اور ان سے روایت کی ہے ایک جماعت نے مثل امام بخاری و مسلم و ابوداؤد نسائی کے اور امام قاسم و عبداللہ دو بیٹے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے میدان کربلا میں شہید ہوئے اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آئے تھے حج کرنے کے ارادہ سے مگر مقام ابواء میں فوت ہو گئے اور مہینہ محرم کا تھا اور حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب اکابر آدمیوں میں سے مرد فاضل تھے اور لوگوں میں اثرم مشہور تھے اور اثرم لغت میں اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے آگے کے دانت ٹوٹے ہوئے ہوں اور طلحہ بن حسن بن علی سخی و کریم آدمی تھے لیکن امام حسن رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند جو آپ کی پشت سے

Marfat.com

تھے صاحب کتاب نے کہاان کے حالات کا پتہ نہ چلا لیکن اس قدر دریافت ہوا ہے کہ اولاد حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی زید بن حسن اور حسن بن حسن سے باقی ہے جیسا کہ شیخ عامل و عالم و عارف و کامل محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی اجلہ سادات حسینیہ سے ہیں اور کنیت آپ کی ابو محمد ہے اور نسب آپ کا اس طرح ہے شیخ عبدلقادر بن ابو صالح موسیٰ بن ابو عبداللہ یحییٰ بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی بن ابی طالب اور ماں آپ کی فاطمہ ثانی بنت ابو عبداللہ الصومعی الجیلی ہے اور ولادت آپ کی ۴۷۱ھ میں واقع ہوئی اور ۵۶۱ھ میں ریاض رضوان میں تشریف لے گئے اور قبر شریف آپ کی زیارت گاہ عالم ہے اور جملہ عارفین متفق ہیں کہ جتنی کرامتیں اور خرق عادات متواترہ و متوالیہ آپ سے ظاہر ہوئیں کسی شیوخ آفاق و مشائخ عالم سے ظاہر نہیں ہوئیں رحمۃ اللہ علیہ ناظرین پر پوشیدہ نہ رہے جو کچھ اہل اخبار نے اپنی کتابوں میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کے فضل و رشاد اور صلاح و سداد اور علم و فضل و بلاغت و فصاحت و شعر و سخن کے متعلق لکھا ہے اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں لہٰذا اسی پر اختصار کیا گیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اجمعین

☆☆☆

Marfat.com

باب: سوم

فصل اول: ولادت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

جاننا چاہیے امام حسن رضی اللہ عنہ ۴ھ ماہ شعبان کی پانچ تاریخ کو پیدا ہوئے امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت سے پچاس روز بعد آپ شکم مادر میں جلوہ گر ہوئے اور دس مہینے چند دن مادر خجستہ اختر کے شکم میں رہے اسقدر بزرگی وخوردی امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے درمیان تھی اور تہذیب میں ہے کہ ایک سال دس مہینہ کے بعد پیدا ہوئے اور جس وقت آپ پیدا ہوئے تو رسول خدا ﷺ نے آپ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور تمام قصہ نام رکھنے اور ختنہ کرنے کا جیسا کہ سبط بزرگ کے احوال میں گزرا ویسا ہی معاملہ آپ کیساتھ ہوا نام آپ کا حسین رضی اللہ عنہ اور کنیت آپ کی ابوعبداللہ ہے لیکن القاب آپ کے بہت ہیں چنانچہ سید و طیب وزکی ومبارک وتابع لمرضات اللہ وسبط رسول ﷺ و سید شباب اهل الجنة اور سینہ سے پاؤں مبارک تک رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور آپ کے زمانہ کا شاعر یحییٰ بن حکم اور ایک دوسری جماعت تھی اور دربان آپ کا اسعدی الجری تھا اور نقش آپ کی انگوٹھی کا لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ تھا اور آپ عالم باعمل عابد وزاہد وجواد و شجاع فصیح وبلیغ تھے اور اپنے پدر بزرگوار اور برادر کلاں کی طرح جامع صفات کمالیہ تھے اس فصل میں تھوڑا سا حال ان صفات کا ذکر کیا جائے گا فصول المہمہ میں ہے کہ آپ مہمان نوازی اور غریب پروری اور اعانت مظلوم اور صلہ رحمی اور انعام فقرآء ومساکین میں مشہور آفاق تھے اس پر اہل اخبار کا اتفاق ہے ضعیفوں اور مسکینوں اور

Marfat.com

حاجتمندوں اور جن کو کپڑا میسر نہ تھا ان کی نقد پارچہ سے مدد کرتے تھے چنانچہ آپ کی سخاوت کی نقل امام حسن رضی اللہ عنہ کے احوال میں گذری کہ بڑھیا عورت کو ہزار درہم اور ہزار بکریاں دی تھیں، نیز روایت ہے کہ ایک شخص نے اونٹ کو بٹھا کر یہ اشعار آپ کی خدمت میں روانہ کیے

لَمْ یَبْقَ لِیْ بِمَا یُبَاعُ بِحَبَّةٍ

فَکَفَاكَ مُظْهِرُ حَالَتِیْ مِنْ مُخْبِرِیْ

اِلَّا بَقِیَّتُ مَاؤجه حَفِظْتُهَا

مِنْ اَنْ تُبَاعَ فَقَدْ وَجَدتُّ الْمُشْتَرِیْ

ان ابیات کا ترجمہ یہ ہے سائل کہتا ہے میرے پاس کوئی چیز نہیں رہی جس کو ایک جو کی قیمت میں فروخت کیا جائے مگر میری آبرو ہے جس کو میں نے حفاظت سے رکھا ہے اب چونکہ خریدار مل گیا ہے تو چاہتا ہوں کہ اس کو بھی بیچ دوں ان ابیات کو بھیجنے کے بعد سائل نے تھوڑی دیر توقف کیا اور جانا کہ حرم سرائے سے جواب نہیں آیا پھر یہ اشعار لکھ کر بھیجے

مَاذَا اَقُوْلُ اِذَا رَجَعْتُ وَقِیْلَ لِیْ

مَاذَا اَجَبْتَ مِنَ الْجَوَادِ الْمَفْضَل

اِنْ قُلْتُ اَعْطَانِیْ کَذَبْتُ

وَاِنْ اَقُلْ بَخِلَ الْجَوَادُ بِمَالِهٖ لَمْ یُحْسِنَ

ترجمہ: یعنی جس وقت میں آپ کے دروازے سے نامید واپس جاؤں گا اور لوگ مجھ سے سوال کریں گے کہ حسین سخی و کریم نے تجھ کو کیا دیا اس لیے میرا آنا

Marfat.com

آپ کے آستانہ عالیہ پر دلیل ہے کہ میں محروم نہ گیا ہوں گا تو اگر میں لوگوں کے سوال کے جواب میں کہوں کہ حسین علیہ السلام نے مجھے اپنی بخشش سے نوازا ہے یہ میرا کہنا جھوٹ ہوگا اور اگر میں یہ کہوں کہ حسین سخی نے اپنے مال سے بخل کیا ہے اس بات کا اظہار اچھا نہیں ہے، تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے دس ہزار درہم اس کو عطا کیے اور یہ رباعی اس سائل کے جواب میں لکھی اور عذر کیا کہ جو کچھ میں نے تجھ کو دیا ہے قلیل ہے۔

رباعی

عاجلتنا فاتك باقل بدنا

قل وان امهلتنا لم تقلل

بهذا القليل كن كانك لم تسئل

ونكون نحن كاننا لم نفعل

ترجمہ: اے سائل تو نے جلدی کی اس جلدی کی بنا پر ہمارے احسان نے تجھ کو تھوڑا انعام دیا اگر تو فرصت دیتا تو اسقدر قلیل انعام نہ ہوتا تو اس قلیل کو لے اور سمجھ لے کہ تو نے سوال ہی نہیں کیا اور میں جان لوں گا کہ میں نے کچھ دیا ہی نہیں اور طبرانی سلیمان بن الھیثم سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ بیت اللہ شریف کا طواف کرر ہے تھے اور آپ نے چاہا کہ حجر اسود کا بوسہ لیں تو آدمیوں نے آپ کی لیے جگہ چھوڑ دی۔ فرزدق بن غالب شاعر آپ کی طرف دیکھ رہا تھا ایک شخص نے فرزدق سے پوچھا یہ کون ہے، تو فرزدق نے کہا

هٰذَا الَّذِيْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْاَتَهٗ

Marfat.com

وَالْبَیْتُ یَعْرِفُہٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

ترجمہ: یہ وہ شخص ہے جس کو مکہ اور مدینہ پہچانتے ہیں اور زمین حل اور حرم پہچانتی ہے اور روایت ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شعراء کو انعام دینے کی وجہ سے ملامت فرمارہے تھے تو امام حسین نے عرض کی کہ آپ اس بات کو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں کہ بہترین مال وہ ہے جو آبرو کو محفوظ رکھے اور یہ جواب بادب ہے اور شعراء کو انعام دینے پر مشعر ہے تاکہ وہ ہجو نہ کریں فصول المہمہ میں ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ رنجیدگی ہو گئی تھی تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے التماس کی کہ میں تمہاری خوشنودی کے لیے سبقت کرتا لیکن میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص رنجید خاطر کو خوشنود کرے وہ اول بہشت میں جائے گا اس لیے میں نہیں چاہتا کہ بہشت میں داخل ہونے میں میں آپ سے سبقت لے جاؤں اس لیے کہ آپ بڑے بھائی ہیں تو مناسب یہ ہے کہ آپ میری خوشنودی کے لیے قدم رنجہ فرمائیں تو امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لونڈی آپ کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ لائی اور آپ نے اس کو سونگھا تو آپ نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ آپ نے پھولوں کے گلدستہ کے عوض لونڈی کو آزاد کر دیا تو حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے انس کیا تو نے نہیں سنا کہ حق سبحانہ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا (النساء:۸۶) ترجمہ: جب تم کو کوئی تحفہ یا دعا دے تو تم اس کو اس سے بہتر

Marfat.com

تحفہ یا دعاء دو اور تحفہ بزرگ با حسن یہی تھا کہ میں اس کو آزاد کر دوں اور اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے احوال شریف میں اپنے رسالہ ائمہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ ایک دن آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ لونڈی پانی سے بھرا ہوا پیالہ آپ کے سر پر لیے ہوئے کھڑی تھی کہ اچانک پیالہ اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے لونڈی نے کہا وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ یعنی غصہ کو پی جانے والے امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا كَظَمْتُ غَيْظِيْ یعنی میں نے غصہ کو پی لیا لونڈی نے کہا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ یعنی لوگوں کے گناہ معاف کرنے والے حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا عَفَوْتُ عَنْكِ میں نے تیرا گناہ معاف کیا اس کے بعد لونڈی نے کہا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران: ۱۳۴) یعنی اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تجھ کو اللہ کے لیے آزاد کر دیا اور آپ کی عبادت کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ نے تلبیہ کہتے ہوئے پچیس حج پیادہ کیے ہیں فصول المہمہ میں روایت ہے کہ لوگوں نے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ تمہارے والد کو کیا ہوا کہ ان سے اولاد کمتر پیدا ہوئی تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ اسقدر بھی جو اولاد ہوئی یہ بھی تعجب کی بات ہے۔

ورنہ آپ کو اتنی فرصت کہاں تھی جو عورتوں سے صحبت رکھتے رات دن میں ہزار رکعت پڑھتے تھے لیکن ہمت آپ کی یہ تھی کہ جس وقت حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما حج کے لیے مکہ تشریف لائے بہت سا مال اور نفیس چیزیں

Marfat.com

اور لباس فاخرہ وغیرہ آپ کی خدمت میں پیش کیا لیکن آپ نے ان تمام چیزوں کو قبول نہ کیا اور آپ کا کلام اس درجہ فصیح و بلیغ تھا کہ کسی کو آپ کے روبرو دم مارنے کی طاقت نہ تھی اور آپ فرماتے تھے کہ حصول بزرگی غنائم کے حصول کا موجب ہے اس کے حاصل کرنے میں جلدی کرو اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ حاجتمندوں کا تمہارے پاس آنا اللہ تعالیٰ کے انعامات سے ہے اس کو غنیمت جانو اور ان کی حاجتوں کو پورا کرو اور فرماتے تھے جس نے سخاوت کو اختیار کیا سردار ہوا اور جس نے بخل اختیار کیا کمینہ ہوا اور آپ نے رسول خدا ﷺ اور اپنے پدر بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسروں سے حدیث روایت کی اور آپ سے آپ کے لڑکے علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اور تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے اور شواہد النبوۃ میں ہے کہ آپ اس قدر جمیل تھے کہ لوگ اندھیروں میں آپ کے رخساروں کی چمک سے راستہ چلتے تھے۔

فصل خاص:۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

(ان احادیث کے بیان میں جو آپ کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں)

شواہد النبوۃ میں روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا ﷺ امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی داہنے ران پر بٹھائے ہوئے تھے اور اپنے بیٹے ابراہیم کو بائیں ران پر بٹھائے ہوئے تھے اتنے میں جبرائیل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے پاس جمع نہیں کرے گا ایک کو آپ کے پاس سے لے جائے گا تو ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کریں تو آنحضرت ﷺ نے خیال کیا کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو اس کا صدمہ میری جان پر اور علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جان پر ہوگا اور

Marfat.com

اگر ابراہیم فوت ہوئے تو اس کا رنج والم زیادہ سے زیادہ میری جان پر ہوگا تو اپنے الم کو اختیار کرتا ہوں علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کے الم پر چنانچہ اس کے تین روز بعد حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا لہٰذا جس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ کے پاس آتے تو آپ ان کے منہ کو چومتے اور مرحبا کہتے اور فرماتے کہ اس پر میں نے اپنے فرزند کو قربان کیا ہے ترمذی نے بسند خود یعلی ابن مرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں جو شخص حسین رضی اللہ عنہ کو دوست رکھتا ہے خدائے تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے اور حسین اسباط میں سے ایک سبط ہے مخفی نہ رہے سبط لڑکی کے لڑکے کو کہتے ہیں اور گروہ کو بھی کہتے ہیں اول معنی ظاہر ہیں معنی ثانی پر اور اگر معنی ثانی لیے جائیں تو یہ معنی ہو گا کہ نیکوئی وحسنات میں مثل گروہ کے ہیں کہ اعمال خیر اس سے ایک جماعت کے برابر سرزد ہوتے ہیں اور بزرگ نفس اس کا انفاس کثیرہ متبرکہ کے مانند ہے نیز اشعار ہے اس امر پر کہ نسل آپ کی ان کی سے اولاد بہت باقی رہے گی لطائف الظرائف میں ایسا ہی ہے اور جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول خدا ﷺ کے روبرو کشتی لڑتے تھے آنحضرت ﷺ حسین رضی اللہ عنہ کو فرماتے حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑو (یعنی داؤ سکھاتے) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور؟ چھوٹے کو بڑے پر حملہ کرنا سکھاتے ہو تو آپ نے فرمایا میں نہیں کہتا مگر جبرائیل اسی طرح کہہ رہے ہیں تاویل اس کے یہ ہے کہ اس معنی کا وقوع بر سبیل عادت وعرف ہو کہ چھوٹے کی خاطرداری بڑے سے زیادہ کرتے ہیں اور جبریل نے اسی بنا پر فرمایا ہو کہ ابن الاخضر یزید بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

Marfat.com

رسول خدا ﷺ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو آپ نے حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تجھ کو خبر نہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ کے رونے سے مجھے ایذا پہنچتی ہے براابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول خدا ﷺ کو دیکھا آپ نے حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے دوش مبارک پر بٹھایا ہوا تھا اور فرماتے تھے بار خدایا میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ اے محبان صادق جبکہ حسین رضی اللہ عنہ کے رونے سے رسول خدا ﷺ کو اذیت پہنچتی تھی تو جن لوگوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا بعد میں ظالموں کے حوالہ کر دیا اور ظالموں نے آپ کو اور آپ کے متبعین کو ظلم کی تلوار سے شہید کیا تو آنحضرت ﷺ کو کسقدر اذیت پہنچی ہوگی وَاِلَی اللّٰہِ مُشْتَکٰی چنانچہ اہل عراق کے حماقت پر ترمذی بخاری میں روایت ہے کہ کسی نے احرام کی حالت میں مچھر کے مارنے کے متعلق دریافت کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے سائل تو کسی جگہ کا رہنے والا ہے اس نے کہا میں اہل عراق سے ہوں تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عراقی مچھر کے مارنے کے متعلق تو فتویٰ پوچھتا ہے اور تمہاری قوم نے رسول خدا ﷺ کے نواسہ کو ذبح کر دیا اور میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے رسول خدا ﷺ فرماتے تھے حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ باغ دنیا سے میرے پھول ہیں نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل عراق سے ایک شخص نے احرام کی حالت میں مکھی کے مارنے کے متعلق سوال کیا کہ گناہ ہے یا کہ نہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اہل عراق تم نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور میں نے رسول خدا ﷺ سے اس کے بارہ میں سنا

Marfat.com

ہے کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہر دو میرے پھول ہیں باغ دنیا سے اور اہل بہشت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور تہذیب التہذیب میں عبداللہ بن عثمان بن حیثم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دعوت میں تشریف لے گئے تو آنحضرت ﷺ تمام آدمیوں سے ایک سو ہو گئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل میں مشغول تھے تو رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑیں مگر حسین رضی اللہ عنہ لڑکپن کیوجہ سے ایک طرف سے دوسری طرف چلے جاتے تو آنحضرت ﷺ نے آپ کو پکڑا تو آنحضرت ﷺ نے ایک ہاتھ ان کی گردن کے نیچے اور ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور ان کا بوسہ لیا اور فرمایا حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں اور خدائے تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے نیز اسی میں ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جب میں خورد سالہ تھا اور عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے تو میں منبر پر بیٹھا اور میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ میرے باپ کے منبر سے نیچے اتر جا اور اپنے باپ کے منبر پر جا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے باپ کا منبر نہیں ہے، یہ کہا اور مجھ کو اپنے پاس برابر بٹھا لیا تو جس وقت عمر رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے اترے تو مجھ کو اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گئے اور مجھ سے پوچھا کہ تجھ کو یہ بات کس نے سکھائی تھی میں نے کہا قسم بخدا یہ بات مجھے کسی نے نہیں سکھائی تو عمر رضی اللہ نے فرمایا تو اے شہزادے مجھ پر کیوں ناراض ہوئے تھے امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں امیر المؤمنین کی خدمت میں گیا آپ کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلوت گزیں تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دروازے پر تھے تو عبداللہ بن عمر رضی

Marfat.com

اللہ عنہ دروازے سے واپس چلے گئے تو میں بھی واپس چلا گیا تو چند روز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا میں نے چند روز سے تم کو نہیں دیکھا میں نے کہا اے امیر المؤمنین میں فلاں دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلوت گزیں تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دروازہ پر تھے وہ لوٹ گئے تو میں بھی واپس لوٹ گیا تو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے حسین رضی اللہ عنہ تمہارا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عالی مرتبہ ہے، تم کو اجازت لینے کی ضرورت نہیں اور تم کو میں نبی ﷺ کے بعد مرتبہ میں سمجھتا ہوں یہ واقعہ ثابت کر رہا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کسقدر اہل بیت سے محبت تھی مگر شیعہ حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ صحابہ کرام اہلبیت کے دشمن تھے اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ سُوْءِ الْعَقِیْدَۃِ۔

فصل: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر مخصوص احادیث

ابن سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ حسین رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارہ پر شہید ہوگا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا میرا لڑکا حسین رضی اللہ عنہ میری وفات کے بعد زمین طف میں شہید کیا جائے گا اور مجھ کو اس جگہ کی خاک دے دی گئی ہے اور وہ زمین اس کا مدفن ہوگی۔ جاننا چاہیے طف دریا کے کنارہ اور جنگل کی جانب کو کہتے ہیں اور کربلا اس لیے کہتے ہیں کہ وہ دریائے فرات اور جنگل کے کنارہ واقع ہے ابن سعد نے طبقات میں اور طبرانی نے معجم

Marfat.com

کبیر میں ام فضل بنت الحارث زوجہ حضرت عباس عم رسول اللہ ﷺ سے روایت کی میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک پریشان خواب دیکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بیان کرو میں نے عرض کی کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جگر کا ٹکڑا جدا ہو کر میری گود میں آ پڑا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لڑکا پیدا ہوگا اور تیری بغل میں وہ پرورش پائے گا تو امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور میری گود میں رہے جیسا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا تو ایک دن میں نے حسین رضی اللہ عنہ کو رسول خدا کی گود میں دیا جب میں نے رسول خدا ﷺ کی طرف دیکھا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ رسول خدا ﷺ رو رہے ہیں تو میں نے عرض کی اے نبی اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں رونیکا کیا سبب ہے تو آپ نے فرمایا جبرائیل آیا اور اس نے خبر دی کہ میری امت اس لڑکے کو شہید کرے گی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ایسا ہی ہوگا تو آپ نے فرمایا ہاں۔ اس زمین کی سرخ مٹی مجھ کو دے دی ہے اور ابن سعد نے حضرت علی اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے اور امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلی نے حضرت علی اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابو امامہ باھلی سے اور انس رضی اللہ عنہم سے اور ابن عساکر نے ام سلمہ وام الفضل بنت الحارث سے روایت کی کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اس سے پہلے جبرئیل میرے پاس کھڑے تھے اور مجھ سے بیان کر رہے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے اگر آپ فرمائیں تو آپ کو اس جگہ کی خاک سونگھاؤں تو میں نے کہا ہاں سنگھاؤ تو جبرئیل نے اپنے ہاتھ کو لمبا کیا اور اس جگہ کی مٹی کی ایک مٹھی

Marfat.com

مجھ کو دی اور اس وقت سے میں بے اختیار رو رہا ہوں اور ایک روایت میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو جبرئیل نے خبر دی کہ میرا بیٹا حسین رضی اللہ عنہ زمین عراق میں شہید کیا جائے گا تو میں نے جبرائیل سے کہا مجھے اس زمین کی مٹی دکھلا کہ جس میں حسین رضی اللہ عنہ شہید کیا جائے گا تو جبرئیل اس جگہ کی مٹی لایا اور وہ یہ ہے اور طبرانی میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بایں طور پر روایت ہے کہ جبرئیل میرے گھر میں تھے تو انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کو دوست رکھتے ہیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں؟ دنیا میں دوست رکھتا ہوں تو جبرئیل نے کہا قریب ہے کہ آپ کی امت اس کو اس زمین میں قتل کرے گی کہ جس کو کربلا کہتے ہیں تو جبرائیل اس زمین کی خاک لائے اور مجھ کو دکھلائی اور ابن عساکر ایک اور روایت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے لائے ہیں کہ جبرائیل نے وہ خاک کہ جس پر حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے جائیں گے رسول خدا ﷺ کو دکھائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا سخت غضب حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل پر ہوگا اور طبرانی معجم کبیر میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا میں تجھے ایک ایسی بات سناتا ہوں جس کو سن کر تجھے تعجب ہوگا کہ مجھ پر ایک فرشتہ نازل ہوا جو اس سے قبل کبھی نازل نہیں ہوا تھا اور اس نے کہا کہ آپ کا لڑکا حسین رضی اللہ عنہ شہید کیا جائے گا اور کہا اگر آپ چاہیں تو میں اس کے مقتل کی خاک لا کر آپ کو دکھاؤں تو وہ فرشتہ وہاں کی خاک لایا اور مجھ کو وہ خاک سرخ دکھائی اور محدث خلیل نے اپنی کتاب ارشاد میں عائشہ صدیقہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما سے اس لفظ سے روایت کی کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میرا

Marfat.com

لڑکا حسین رضی اللہ عنہ شہید کیا جائے گا اور یہ مٹی اس کے قتل کی جگہ کی ہے اور دیلمی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قتل حسین کی مجھے خبر مل گئی ہے اور اس جگہ کی خاک مجھے دے دی گئی اور قاتل اس کا معلوم گیا اور بغوی نے اور ابن السکن نے اور ابن مندہ و ابن عساکر نے انس بن حارث بن منبہ سے روایت کی اور انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا یقیناً میرا بیٹا حسین قتل کیا جائے گا زمین عراق میں کہ اس کو کربلا کہتے ہیں تو تم میں سے جو اس وقت حاضر ہو اس کی مدد کرنا اور حاکم نے امالیہ میں سند ضعیف سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے اہل نجران سے ایک غار کو کھودا تو اس میں سے ایک سونے کی تختی نکلی کہ اس پر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس شعر کو لکھا ہوا تھا

اَتَرْجُو اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا شفاعةَ جَدِّهٖ يومَ الْحِسَاب

ترجمہ: کیا وہ گروہ جو حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا اس کے نانا جان کی شفاعت کی امید رکھتا ہے یعنی اس کی شفاعت نہیں ہوگی یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن معنا صحیح ہے کہ دوسری حدیث میں قاتلین کے حق میں عدم شفاعت وارد ہے۔

تو اس تختی کو رسول خدا ﷺ کی خدمت میں لائے آپ نے اس کو پڑھا اور روئے اور فرمایا جو مجھے ایذا دے گا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور خطیب بغدادی نے ابن عباس اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میری ہجرت کے ساٹھ سال گزرنے کے بعد حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوگا اور ابن عساکر حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں ابلق کتا میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈال رہا ہے اور طبرانی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یزید کو برکت نہ دے حسین کے قتل کی خبر دی گئی اور اس کے مقتل کی خاک میرے پاس لائی گئی اور اس کے قاتل سے مجھے خبر دی گئی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حسین رضی اللہ عنہ اس قوم کے درمیان قتل کیا جائے گا کہ وہ اس کے قتل سے منع نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے سینوں اور دلوں میں خلاف کو پیدا کرے گا اور ان پر ان میں سے بدترین مسلط کرے گا جاننا چاہیے کہ ابلق کتے سے مراد شمر پلید ہے کہ اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور اصرار کیا جیسا کہ آئندہ ظاہر ہوگا اور ان میں سے بدترین کے مسلط ہونے سے شاید مروان ہو کہ بعد یزید کے بادشاہ ہو گیا تھا یا مختار مراد ہو کہ ان پر غالب ہو گیا تھا اور نبوۃ کا مدعی ہو گیا تھا جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا اور ابن عساکر نے بھی ایک حدیث روایت کی ہے اس میں یزید کا نام مذکور ہے اور اس پر لعن وطعن کا ذکر اور ابویعلی نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہمیشہ اس دین کی بنا پر ایک انداز پر رہے گی یہاں تک کہ اس میں بنی امیہ سے ایک شخص رخنہ اندازی کرے گا اور اس کو یزید کہتے ہیں اور یزید کا لفظ ایک دوسری روایت میں بھی آیا ہے کہ ابویعلی اور حافظ ابوعبداللہ نعیم سے مروی ہے انہی الفاظ کے ساتھ اور ابن ابی شیبہ اور ابویعلی اور روحانی اور حافظ ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سلمی نیشاپوری اور بیہقی اور ابن عساکر اور ضیاء نے ابوذر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اول جو شخص میرے طریقہ میں تغیر پیدا کرے گا وہ بنی امیہ سے ایک شخص ہوگا اس کو یزید کہتے ہیں

Marfat.com

اور ما ثبت بالسنہ اور مفتاح النبی وصواعقہ محرقہ میں روایت ہے کہ بارش کا فرشتہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آیا اور اس نے رسول خدا ﷺ کی زیارت کرنا چاہی تو حضور ﷺ نے اس کو بلایا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم باہر چلی جاؤ اور دروازہ کی نگہبانی کرو حصرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا دروازہ پر چلی گئیں کہ ناگہاں حسین رضی اللہ عنہ آئے اور کود کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے آنحضرت ﷺ حسین رضی اللہ عنہ کے منہ کو چومتے تھے کہ اس فرشتہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کو آپ دوست رکھتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہاں فرشتہ نے کہا قریب ہے کہ آپ کی امت اس کو قتل کرے گی اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کو وہ زمین دکھلاؤں تو اس فرشتہ نے وہ زمین دکھلائی اور سرخ مٹی آنحضرت ﷺ کو دی اور نبی کریم ﷺ نے وہ مٹی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دی اور دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے مگر اس میں فرشتہ کا نام جبرائیل ہے اور امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ خاک رسول خدا ﷺ نے مجھے دی اور فرمایا یہ خاک حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل کی ہے۔

جس وقت یہ خاک خون ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس خاک کو میں نے ایک شیشی میں محفوظ رکھا ہوا تھا میں کہا کرتی تھی کہ جس دن یہ خاک خون ہو جائے گی وہ دن از روئے حادثہ کے بہت بڑا ہوگا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اس خاک کو دیکھا کہ وہ سرخ ہو گئی تھی جس دن کہ حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تھا اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرشتہ کربلا سے سنگریزے اٹھا کر لایا تھا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیئے تھے وہ خون ہو گئے تھے نیز صواعق محرقہ وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس وقت

Marfat.com

آپ جنگ صفین میں تشریف لے گئے تو جب آپ ایک جگہ پر پہنچے جو دریا فرات کے کنارہ پر ہے اور اس کو نینویٰ کہتے ہیں تو آپ نے اس جگہ کا نام دریافت فرمایا کہا گیا اس جگہ کا نام کربلا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ رونے لگے اتنا روئے کہ زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا تھا میں نے دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ رو رہے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں رونے کا کیا سبب ہے۔

تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرا لڑکا حسین فرات کے کنارے کہ اس کو دشت کربلا کہتے ہیں شہید کیا جائے گا اور جبرئیل نے ایک مٹھی خاک کی مجھے سونگھائی اس وقت سے میں رو رہا ہوں روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ایک مقام تھا ملاقات کے وقت جبرائیل علیہ السلام اس بالا خانہ میں تشریف لایا کرتے تھے ایک دن رسول خدا ﷺ بالا خانہ پر تشریف لے گئے عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کوئی شخص مطلع ہو کہ میرے پاس نہ آئے تو امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کے بغیر اوپر چلے گئے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ کون ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ میرا بیٹا ہے اور ان کو اپنی ران پر بٹھا لیا جبرئیل نے فرمایا عنقریب آپ کی امت ان کو قتل کرے گی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا میری امت ان کو قتل کرے گی کہا ہاں میں خبر دوں آپ کو اس زمین سے پھر عراق کی طرف اشارہ کیا اور جبرئیل اس زمین سے سرخ مٹی اٹھائی اور رسول خدا ﷺ کو دکھائی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ اس کا مقتل ہے۔

Marfat.com

ابن الاخضر اصبغ ابن ینانہ نے روایت کی انہوں نے کہا: جس جگہ اب حسین رضی اللہ عنہ کی قبر انور ہے وہاں پر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ پہنچا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا یہ جگہ اہلبیت کے اونٹوں کے بیٹھنے کی ہے اور یہ محل اہلبیت کے اسباب رکھنے کا ہے اور اسی جگہ آل محمد ﷺ کے جوان شہید کیے جائیں گے اور ان پر زمین و آسمان روئیں گے اور تہذیب التہذیب میں عبداللہ بن یحیٰ سے روایت ہے کہ ان کا باپ یحیٰ کہتا تھا جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین کی طرف تشریف لے گئے میں ان کے ہمراہ تھا اور آپ کے وضو کا سامان میرے پاس تھا تو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ موضع نینویٰ میں پہنچے فرمایا اے ابوعبداللہ کنارہ فرات پر صبر کرنا میں نے عرض کی حضور کون سے ابوعبداللہ کو آپ فرمارہے ہیں تو آپ نے فرمایا میں ایک روز نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ رو رہے تھے میں نے عرض کی حضور کیوں رو رہے ہو فرمایا تمہارے آنے سے پہلے میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے کہا حسین رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے قتل کیے جائیں گے نیز تہذیب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا ﷺ سو رہے تھے پھر بیدار ہوئے تو آپ کا سانس تند و تیز تھا اس کے بعد پھر سو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے تو آپ کا تنفس پہلے کی نسبت کم تھا پھر آپ سو گئے اور پھر بیدار ہوئے تو آپ کے دست مبارک میں سرخ مٹی تھی اور اس کو الٹ پلٹ کر رہے تھے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے فرمایا جبرائیل نے مجھے خبر دی کہ حسین رضی اللہ عنہ زمین عراق میں شہید کیے جائیں گے اور یہ خاک

Marfat.com

اس جگہ کی ہے اسی طرح کی بہت سی نقول واحادیث ہیں اختصار کی بنا پر چھوڑ دیں گئی شَـواھِدُ الـنّبُـوۃ میں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی رات دیکھا کہ رسول خدا ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے ایک زمانہ کے بعد دروازہ سے واپس آئے تو آپ کے بال مبارک الجھے ہوئے اور گرد آلود تھے اور ایک چیز ہاتھ مبارک میں پکڑی ہوئی تھی میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ یہ کیا حالت ہے کہ میں دیکھ رہی ہوں فرمایا آج رات مجھ کو موضع عراق میں لے گئے کہ اس کو کربلا کہتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ اور میرے فرزندوں کی قتل کی جگہ مجھے دکھائی ان کا خون میں نے اٹھایا اور یہ میرے ہاتھ میں ہے۔ آپ نے ہاتھ کھولا اور فرمایا اس کو لے اور حفاظت سے رکھ۔

غنیۃ الطالبین میں ہے

کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے لکھا ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ میرے حجرے میں تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے دیکھا رسول خدا ﷺ کو کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما آنحضرت ﷺ کے سینہ مبارک پر کھیل رہے تھے اور رسول خدا ﷺ کے دست مبارک میں تھوڑی سی مٹی تھی اور اشک مبارک جاری تھے تو میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا حالت ہے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں یہ کونسی مٹی ہے اور آپ کس لیے رو رہے ہیں تو آپ نے فرمایا میں جس وقت خوش تھا کہ حسین میرے سینہ پر کھیل رہے تھے جبرئیل آیا اور اس نے مجھ کو مٹی دی اور کہا اس مٹی پر امام

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا جائے گا اس وجہ سے میں رو رہا ہوں۔

فصل : سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے درمیان عداوت۔

جاننا چاہیے جب ۴۱ھ میں امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح ہوئی اس سال کو سال اتفاق کہتے ہیں اس لیے کہ اس سال میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ کا ایک خلیفہ پر اتفاق ہوا اور اس سال میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور ۴۳ھ میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے ملک رے وغیرہ از بلاد سیستان وکوران اور سوڈان کو ولایت حبش سے فتح کیا اور ۵۰ھ میں بعد وفات امام حسنؓ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام سے اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی یہ پہلا امر ہے کہ اسلام میں اس کا وقوع ہوا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا کہ اہل مدینہ سے یزید کے لیے بیعت لو چنانچہ مروان نے خطبہ دیا اور کہا کہ امیر المومنین نے اس بات میں مصلحت دیکھی ہے۔

کہ تم پر اپنے بیٹے یزید کو طریقہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر خلیفہ مقرر کرے یہ بات سن کر عبدالرحمٰن بن ابی بکر اٹھے اور بولے نہیں نہیں بلکہ قیصر وکسریٰ کے طریقہ پر اپنے بیٹے کو خلیفہ بنایا کیونکہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کو خلیفہ نہیں بنایا اور نہ ہی اپنے گھر والوں میں سے کسی کو خلیفہ بنایا تھا اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۵۱ھ میں حج کے ارادے اور اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لینے کے ارادے سے حجاز میں آئے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آئے تو

Marfat.com

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ تم کہا کرتے تھے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں رات کو آرام کروں اور مجھ پر کوئی امیر نہ ہو یعنی کہا کرتا تھا اگر بادشاہ نہ ہوتا تو رات کو سونا پسند نہ کرتا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور میں ڈرتا ہوں کہ تو مسلمانوں کی نافرمانی کرے اور ان کے درمیان فساد برپا کرے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تم سے پہلے کئی خلیفہ گذرے ان کے لڑکے تھے جو تمہارے لڑکے سے بہتر تھے تو انہوں نے اپنے لڑکے کو خلیفہ نہیں بنایا اور انہوں نے خلافت کو مسلمانوں پر چھوڑا کہ مسلمان جس کسی کو خلافت کے لائق سمجھیں اس کو اپنا خلیفہ مقرر کرلیں اور تم مجھ کو ڈراتے ہو کہ میں مسلمانوں کی نافرمانی کروں گا اور ان کو مشقت میں ڈالوں گا تو میں ایسا نہیں کروں گا میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں تو جب مسلمان کسی ایک امر پر قرار پکڑیں گے تو میں بھی انہی میں سے ہوں تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ تعالیٰ تجھے خیر و برکت دے۔

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو طلب کیا اور اس امر کے بارہ میں کلام شروع کیا تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کلام قطع کر کے کہا اے معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو خلیفہ مت بناؤ اور اس امر کو مسلمانوں پر چھوڑ دو یہ کہہ کر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے کہا ٹھہرو ایسا نہ ہو کہ اہل شام تجھ کو قتل کریں یہاں تک کہ میں وہاں آؤں اور ان سے کہوں کہ انہوں نے بیعت کرلی ہے بعد ازاں عبداللہ بن زبیر کو بلایا اور کہا اے ابن زبیر تو مثل لومڑی کے ہے ایک سوراخ سے نکلتا

Marfat.com

ہے اور دوسرے میں داخل ہوتا ہے اور تو نے ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ورغلایا ہے اور ان کو ان کی عقل کے خلاف صلاح دی ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اے معاویہ رضی اللہ عنہ اگر تو یزید کو خلیفہ مقرر کرتا ہے تو آپ الگ ہو جا اور اپنے بیٹے کو لا تا کہ ہم اس سے بیعت کریں اگر ہم نے تمہاری بیعت کی ہے تو تمہارے لڑکے کی بیعت کرنے کو بھی تیار ہیں اور کسی شخص کے لیے تمہاری اطاعت نہ کریں خدا کی قسم تم دونوں کی بیعت قیامت تک درست نہ ہو گی اس کے بعد ابن زبیر چلے گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور نعت مصطفیٰ ﷺ کے بعد کہا میں نے لوگوں کی باتوں کو جھوٹ پایا میرا گمان تھا کہ ابن عمر وابن ابی بکر اور ابن زبیر یزید کی بیعت نہ کریں گے لیکن وہ اس کے مطیع ومنقاد ہیں اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی ہے تو اہل شام نے کہا ہم راضی نہیں تاوقتیکہ وہ علانیہ بیعت نہ کریں ورنہ ہم ان کو قتل کریں گے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم کیسے لوگ ہو کہ قریش کے ساتھ شر وفساد کرنے پر آمادہ ہو قسم بخدا اس قسم کی گفتگو میں دوبارہ نہ سنوں گا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے اترے لوگوں نے ابن عمر اور ابن ابی بکر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے پوچھا انہوں نے کہا ہم نے بیعت نہیں کی نیز حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دو شخصوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کام خراب کیا ہے ایک عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ قرآن شریف کو نیزوں پر باندھیں دوسرے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ عامل کوفہ تھے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خط لکھا کہ اس خط کے پہنچتے ہی اپنے

Marfat.com

آپ کو معزول سمجھ اور جلد میرے پاس پہنچ انہوں نے آنے میں توقف کیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے توقف کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا میں ایک کام کا بندوبست کر رہا تھا اس لیے مجھے دیر لگی معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کیا کام تھا کہا آپ کے مرنے کے بعد میں لوگوں سے یزید کی بیعت لے رہا تھا قیصر وکسریٰ کے طریقہ پر جب وہ کوفہ واپس گئے لوگوں نے پوچھا امیر معاویہ کو کس طرح چھوڑا کہا کہ اس کا پاؤں میں نے گمراہی میں ڈال دیا ہے قیامت تک وہ اسی میں رہے گا۔ چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل شام سے مشورہ کیا اہل شام نے قبول کیا اور یزید سے انہوں نے بیعت کر لی اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوسرے شہروں کی طرف خطوط لکھے اور لوگوں سے اپنے لڑکے کی بیعت چاہی اور مروان کو لکھا کہ لوگوں سے یزید کی بیعت لے مروان نے خطبہ پڑھا لوگوں کو جمع کیا لوگوں سے طریقہ ابوبکر وعمر پر بیعت کی استدعا کی تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جیسا کہ گزرا اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۵۱ھ میں حج کے لیے آئے اہل حجاز اور اہل حرمین سے اپنے بیٹے کے لیے بجبر واکراہ بیعت لی مگر مدینہ والوں میں سے حسین بن علی وعبدالرحمٰن بن ابی بکر وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے بیعت نہیں کی اور اہل مکہ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی۔

الحاصل: ان پانچ شخصوں نے بیعت نہیں کی معاویہ رضی اللہ عنہ نے بہت انعام واکرام دیئے سختی ونرمی کی مگر انہوں نے یزید کی بیعت نہیں کی جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے جانا کہ یہ لوگ بزرگ صحابہ کرام میں سے ہیں اور اولاد صحابہ کرام جس طرح سے ہو سکے ان سے بیعت لینی چاہیے تاکہ کوئی شخص میرے بعد کسی اور کو خلیفہ نہ بنائے۔

Marfat.com

لہٰذا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور بہت مال ان کو دیا اور کہا تم بیعت کرو انہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا اور کہا اے معاویہ تم رسول خدا ﷺ کا طریقہ اور ان کے خلفاء کا طریقہ اختیار کرو اس لیے کہ آنحضرت ﷺ نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی کسی کو اپنے رشتہ داروں میں سے خلیفہ مقرر نہ کیا اس کام کو لوگوں کے مشورہ پر چھوڑا۔

تو مسلمانوں نے اپنے اتفاق سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس جہاں فانی سے کوچ کیا اپنے کسی رشتہ دار کو خلیفہ مقرر نہ کیا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہ اپنے زمانہ کے افضل تھے خلافت کے لیے ان کو مقرر کیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ نے چھ شخصوں کے بارہ میں فرمایا ان میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کر لینا اپنے کسی رشتہ دار کو خلیفہ بنانے کے لیے نہیں فرمایا تو لوگوں نے ان چھ شخصوں میں سے ایک کو خلیفہ منتخب کر لیا معلوم ہونا چاہیے کہ اس حدیث میں علی وعثمان رضی اللہ عنہما کا اسم مبارک نہیں لیا اس لیے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف تھا اس لیے ان کا اسم شریف عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ زبان پر نہیں لائے اور کہا لوگوں نے ان میں سے ایک شخص کو خلافت کے لیے اختیار کیا اور مختار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سکوت فرمایا اور کہا میں کل خطبہ دوں گا کوئی شخص قطع کلام نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ بھی اس مجمع میں تھے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے فضائل اور اس کی شجاعت و بہادری کا ذکر کیا اور اہل شام کے بیعت کرنیکا ذکر کیا اور اہل شام سے کہا انہوں نے بیعت کر لی ہے لوگوں کو اہل شام کے خوف سے

Marfat.com

جواب دینے کی طاقت نہ تھی ناگاہ یہ بزرگوار اٹھے اور انہوں نے کہا ہم نے یزید کی بیعت نہیں کی اور بعض آدمی اسبات کی تصدیق نہیں کرتے تھے اور ترجمہ طبری میں ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ بن زیاد کو اطراف ممالک میں لوگوں سے یزید کی بیعت کے لیے بھیجا تھا مگر پانچ اشخاص مذکورہ نے بیعت نہ کی جیسا کہ ابھی مذکور ہوا ہے جب معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے آئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کو بہت مال و متاع دیا اور کہا۔ یزید کی بیعت کرلو انہوں نے کہا اگر عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بیعت کرلیں گے تو میں بھی کرلوں گا یہ بات یزید کے لیے ان تمام حضرات کی طرف سے باعث رنج و عداوت تھی اور سوائے اس کے بھی ایک وجہ یزید کے رنج کی یہ تھی جس کا ذکر مختصر طبری میں ہے اور وہ یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو طلاق دی ہوئی تھی تو یزید نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اس عورت کے پاس اپنا پیغام نکاح دینے کے لیے بھیجا راستے میں قثم بن عباس رضی اللہ عنہ ان سے ملے انہوں نے دریافت کیا اے ابو موسیٰ کہاں جاتے ہو انہوں نے کہا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بیوی کو یزید کی خواست گاری کا پیغام دینے جارہا ہوں قثم بن عباس نے کہا اگر ہو سکے تو میری طرف سے بھی نکاح کا پیغام دے دینا اتفاق سے حسین رضی اللہ عنہ نے بھی کسی کو بھیج کر اس عورت کو نکاح کا پیغام دیا جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس آئے تو انہوں نے یزید اور قثم کا پیغام دیا اور نکاح کرنے کی بابت سنایا اس عورت نے کہا مجھے حسین بن علی رضی اللہ عنہ بھی چاہتے ہیں تو آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر دنیا چاہتی ہے تو یزید

Marfat.com

کو اختیار کر اگر خوبصورتی چاہتی ہے تو قثم کو قبول کر اور اگر آخرت چاہتی ہے اور نسب بھی تو حسین رضی اللہ عنہ کو اختیار کر تو اس عورت نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو پسند کیا یزید پلید اس بات سے بہت ناراض ہوا اور اس نے قسم کھائی اگر حسین رضی اللہ عنہ پر میں نے قدرت پائی تو ضرور اس کو قتل کروں گا نیز ایک دوسری وجہ۔

تہذیب التھذیب سے معلوم ہوتی ہے امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خروج پر تحضیض و ترغیب دلائی تھی تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تھا اور جب کوفیوں سے استدعا کی خبر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی اے ابو عبداللہ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کے شیعہ آپ کو خراج کے لیے ابھار رہے ہیں تو آپ ہرگز معاویہ رضی اللہ عنہ پر خروج نہ کرنا اس لیے کہ میں نے آپ کے باپ سے سنا ہے کہ وہ کوفہ میں فرماتے کہ میں کوفہ کا حاکم ہوا ہوں لیکن وہ مجھے دشمن سمجھتے ہیں اور ہرگز میں نے ان سے وفا نہیں دیکھی اور ان سے مجھے سوائے نیزہ مارنے کے اور زخم پہچانے کے کوئی فائدہ نظر نہ آیا خدا کی قسم نہ ان کو ثبات ہے اور نہ ہی ان کا عزم درست ہے اور ان کو نیزہ کھانے کی طاقت نہیں ہے اور اسی میں ہے کہ بعد وفات امام حسن رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی جامع مسجد میں طلب کیا اور کہا ہم کو حسن کی رائے اور آپ کی رائے معلوم ہوئی یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کو ترک کر دیا لیکن تم دوبارہ خروج نہ کرو امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خدا سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے خروج سے باز رہنے کی محبت عطا فرمائے یا ظالموں سے جہاد کرنے کی قوت عطا فرماوے جب مروان کو اس معاملہ کی خبر ہوئی اس نے امیر معاویہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کو لکھا میں امام حسین رضی اللہ عنہ سے ڈرتا ہوں کہ وہ تم پر خروج کرے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس کا مضمون یہ ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ عہد و پیمان کی دوستی عطا فرماتا ہے اس کو لائق ہے کہ وہ وفائے عہد کرے اور مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تمہاری قوم تم کو خروج کی دعوت دیتی ہے اور تم خوب جانتے ہو کہ اہل عراق نے تمہارے باپ اور بھائی کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے لہٰذا تم خدا سے ڈرو اور عہد کی حفاظت کرو تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس خط کے جواب میں تحریر کیا کہ خط آپ کا پہنچا میرے خروج کا ارادہ کسی نے آپ سے غلط کہا ہے اور اس کا یہ کام اچھا نہیں ہے اور میرا ارادہ آپ سے جنگ کرنے کا نہیں ہے، اور آپ کو میری مخالفت نہیں کرنی چاہیے اور نہ مجھ کو آپ کی مخالفت کرنی چاہیے جب یہ خط امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملا کہا میں نے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بہتر پایا۔

تاریخ الخلفآء وغیرہ میں ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ملک شام میں گئے عتبہ بن قیس کہتا ہے کہ ایک روز انہوں نے خطبہ پڑھا جس کا یہ مضمون ہے بار خدایا میں نے یزید کو اپنا ولی عہد بنایا ہے اس جہت سے میں نے اس کو بزرگ پایا ہے تو تو اس کو اس فضلیت پر پہنچا جس کا میں نے اس کے بارہ میں خیال کیا ہے اور اگر میں نے اس کو حب وشفقت پدری کی وجہ سے والی امر بنایا ہے تو اس کو اس مرتبہ پر پہنچنے سے پہلے ہمارے درمیان سے اٹھالے آخر کار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنا جانشین بنایا اور تہذیب التہذیب اور ترجمہ طبری میں ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو وصیت کی کہ مرتبہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو نگاہ میں رکھنا اس لیے کہ تمام لوگ بوجہ قرابت رسول اللہ ﷺ دوست رکھتے ہیں اس لیے تو ان کے ساتھ سلوک رکھو اور ان

Marfat.com

کی خاطر وتواضع میں کمی میں نہ کرو اور ترجمہ طبری میں ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید سے کہا اے میرے لڑکے جو کچھ چاہیئے تھا وہ میں نے کر دیا جہاں کے جنگجوؤں اور شجاعان عرب کو میں نے شکست دے دی اور تیرے لیے اپنی زندگی میں بیعت لے لی مگر پانچ شخصوں نے بیعت نہیں کی میں ان کے بارہ میں جو کہوں تجھ سے وہ کرنا اول عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ایک آرام طلب آدمی ہے اس کو جو چیز چاہیے وہ دے دینا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عبادت میں مشغول ہے وہ سلطنت نہیں چاہے گا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے غافل نہ رہنا یہاں تک کہ وہ بیعت کرے ورنہ اس کو قتل کر دینا اور اگر حسین بن علی رضی اللہ عنہما تجھ سے بیعت کرے تو بہتر ورنہ اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا اور اہل مکہ ومدینہ کو اچھا سمجھنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ہمسایہ ہیں اور جلوۃ السعداء میں بھی اسی طرح مرقوم ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہم ۶۰ھ میں ماہ رجب کی بائیسویں تاریخ دمشق میں فوت ہوئے اور آپ کی نماز جنازہ ابن قیس نے پڑھائی اور بعض کہتے ہیں اس کے لڑکے یزید نے پڑھائی اندرون دمشق دروازہ صغیر پر متصل دارالامارۃ علیحدہ مدفون ہوئے اھل تشیع اعتراض کرتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو کیوں اپنا ولی عہد بنایا اگر وہ اس کو اپنا ولی عہد نہ بناتے اپنی زندگی میں تو امام حسین رضی اللہ عنہ کو وہ شہید نہ کرسکتا یہ جو کچھ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا لہٰذا وہ بھی اس جرم کے ذمہ دار ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہر شخص اپنی اولاد کے لیے بہتری چاہتا ہے چنانچہ لوگ اپنی اولاد کے لیے جائداد بنا جاتے ہیں بینکوں میں روپیہ جمع کرا دیتے ہیں اور ہر طرح سے اپنی اولاد کی فلاح و بہبود چاہتے ہیں اندریں صورت اگر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو ولی عہد اپنی

Marfat.com

زندگی میں بنا دیا تو کیا گناہ کیا جبکہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے نیک سلوک کرنے کے بارہ میں اس کو انہوں نے ہدایت بھی کر دی تھی اور واقعہ شہادت رونما ہونے سے قبل وہ نیک بھی تھا اسی لیے معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگی ہے یا اللہ میں نے اس کو اس لیے اپنا ولیعہد بنایا ہے کہ میرے خیال میں بزرگ ہے تو اس کو فضیلت پر پہنچا کہ جس کا مجھے گمان ہے ان کو ہرگز یہ پتہ نہ تھا کہ یزید پلید اہلبیت پر ایسا ظلم وستم برپا کرے گا اور پہلے یہ نیک بھی تھا چنانچہ یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ اس نے صدی ہجری کے وسط میں حج بھی اور فتح قسطنطنیہ میں بھی وہ کافروں سے جہاد کرنے میں شریک تھا کہ جس لشکر کے بارہ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا جو لشکر قسطنطنیہ کو فتح کرے گا وہ مغفور ہے اور بخاری شریف کی شرح میں مذکور ہے کہ یزید اس لشکر میں تھا اسی بناء پر بعض لوگ اپنی غلط فہمی میں مبتلا ہیں اس کو جنتی سمجھتے ہیں نیز کہتے ہیں اس نے قتل کا حکم نہیں دیا تھا لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں مغفور کا ذکر آیا ہے نہ کہ اہل جنت کا کہ جس سے اس کو جنتی سمجھا جائے بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس لشکر والوں کے سابقہ گناہ بخشے گئے اس کے بعد اگر کوئی کفر وشرک کرے اور گناہ وظلم اور تعدی اور کسی کا حق تلف کرے گا تو مؤاخذہ ہوگا جیسا کہ حضور ﷺ نے ماہ رمضان میں روزہ رکھنے والوں اور تراویح پڑھنے والوں کے حق میں فرمایا ہے:

مَنْ صَامَ فِیْہِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ مَنْ قَامَ فِیْہِ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

ترجمہ: جس نے ماہ رمضان میں ایمان سے اور ثواب کی امید پر روزہ رکھا

Marfat.com

اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے اور جس نے ماہ رمضان میں ایمان سے اور نماز تراویح کو پڑھا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے یا جیسا آپ نے حج کرنے والوے کے متعلق کے فرمایا ہے کہ اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن اگر کوئی حج کرنے اور ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد کسی کو ناحق قتل کر دے یا معاذ اللہ کفر و شرک کر بیٹھے تو کیا اس سے پھر مؤاخذہ نہ ہوگا یقیناً ضرور ہوگا تو اسی طرح اگر یزید کے فتح قسطنطنیہ میں شامل ہونے کی وجہ سے اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو گئے لیکن اس کے بعد جو اس نے اہل بیت پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور ناحق ان کو قتل کیا تو ضرور وہ مجرم ہے اگر اس فعل کو مباح سمجھ کر کیا ہے تب تو کافر ہے اور اس کے ظالم و فاسق و فاجر ہونے میں تو ذرہ بھر بھی شک وشبہ نہیں دوسرے جن حدیثوں میں گناہوں کی بخشش کا ذکر ہوتا ہے علماء ان حدیثوں کو صغیرہ کے بخشے جانے پر محمول کرتے ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ بخشا نہیں جاتا جیسا کہ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا (الفرقان: ۷۰)

ترجمہ: مگر جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کیا اس نے اچھا۔

اس لیے شارحین حدیث جب اس قسم کی حدیثوں کی شرح کرتے ہیں تو فرماتے صغیرہ گناہ بخش دیے جائیں اور کبیرہ گناہوں کے بخشنے کی امید ہے قطعی طور پر نہیں فرماتے کہ صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف ہو جاتا ہے تو فتح قسطنطنیہ والی حدیث سے یزید جیسے ظالم و فاسق کو جنتی سمجھ لینا نہایت ہی بیوقوفی ہے اور انصاف کا خون کرنا ہے بلکہ تاریخ سے یہ بات بھی ثابت کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی بیعت نہ کرنے کا

Marfat.com

سبب صرف یہی ہے کہ وہ فاسق و فاجر تھا اس لیے اس کے زمانہ حکومت میں لوگ اپنی سوتیلی ماؤں اور بہنوں سے نکاح کرتے تھے اور اس کا ایک شعر بھی اس مضمون کا کتب تاریخ میں ملتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بنی ہاشم نے ایک کھیل کھیلا ہے نہ وحی آئی اور نہ ہی کوئی فرشتہ اترا جس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے مثل مشہور ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوا کرتے ہیں چونکہ وہ خود فاسق و فاجر تھا اس لیے لوگ اس کے زمانہ میں خلاف شرع امور کا ارتکاب کرتے تھے اسی لیے بعض اکابر اہلسنت والجماعت اس کے کافر ہونے پر اور اس پر لعن کرنے کے قائل ہیں اس کے متعلق ہم آئندہ صفحات میں وضاحت کریں گے نیز ایک۔

اعتراض: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے کو اپنی زندگی میں کیوں ولی عہد بنایا جبکہ کسی خلیفہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے کو یا رشتہ دار کو اپنا جانشین نہیں بنایا) ہم کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے فرمان کے موجب خلافت علی منہاج النبوۃ ختم ہو چکی تھی کہ مسلمان کسی کو کثرت رائے سے منتخب کریں اب امارۃ اور ملوکیت ہو گئی تھی اسی لیے معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور معاویہ رضی اللہ عنہ اول بادشاہ اسلام ہیں جب کہ یہ سلطنت ملوکیت میں تبدیل ہو چکی

Marfat.com

تھی لہٰذا اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنانا درست ہوا۔

چنانچہ وہ حدیث یہ ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْخِلَافَۃُ مِنْ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ مُلُوْکًا عَضُوْضًا

ترجمہ: خلافت راشدہ میرے بعد تیس برس تک ہوگی بعد میں کاٹنے والے بادشاہ ہوں گے چنانچہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کو جب چھ مہینے گزرے تو وہ تیس برس خلافت علی منہاج النبوۃ کے ختم ہو گئے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اسی لیے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تھی تا کہ انکا شمار بادشاہوں میں نہ ہو اور یہ بھی واضح رہے کہ اگر معاویہ رضی اللہ عنہ منافق ہوتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ ان کو نبی علیہ السلام کی خلافت کیوں سپرد کرتے منافق سے لڑنے کا حکم ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بنا بر خطا اجتہادی کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نزاع واقع ہوا چونکہ بوجہ اجتہادی غلطی کے تھا اس لیے گناہ نہیں کیونکہ اَلْمُجْتَهِدُ قَدْ یُخْطِیءُ وَیُصِیْبُ مجتہد کبھی خطا کرتا ہے کبھی صواب کو پہنچتا ہے رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا اے معاویہ رضی اللہ عنہ جب تم حاکم ہو گئے تو نرمی اختیار کرنا اس بنا پر آپ سمجھتے تھے کہ خلافت کا مستحق میں ہوں چونکہ خلیفہ کا قریشی ہونا شرط خلافت ہے اور آپ بھی قریشی تھے اور اس حدیث مذکورہ کی بنا پر آپ یہ سمجھتے تھے کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں میری حکومت کا وقت کب آئے گا اسی بنا پر آپ امام حسن رضی اللہ عنہ سے لڑنے لگے تھے تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت ان کے سپرد کر دی

Marfat.com

تھی اور یہ امر کہ آپ مجتہد تھے صحیح بخاری سے ثابت ہے کسی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا ان کو چھوڑو وہ مجتہد ہیں نیز کتب حدیث میں آپ سے روایت ہیں اور آپ کی شان میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا اے اللہ اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت کیا ہوا بنا اور کاتب وحی ہونا بھی آپ کا پایہ ثبوت کو پہنچا ہے اور کاتب وحی اس کو بنایا جاتا ہے جو معتبر آدمی ہو اور کامل الایمان ہو تو آپ کا ایمان لانا رسول خدا ﷺ پر امر یقینی ہے اور جو واقعات آپ کی مذمت و برائی میں کتب تاریخ سے ملتے ہیں وہ ظنی ہیں اور ظنی یقینی کا مقابل نہیں ہو سکتا اس لیے آپ کو برائی اور طعن تشنیع سے یاد نہیں کرنا چاہیے اور آپ صحابی بھی ہیں اور صحابہ کرام کے بارے میں سید دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ میرے صحابہ کرام کو برا نہ کہنا اگر بالفرض آپ غلط ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ و جدل کرنے کو گناہ بھی سمجھیں تب بھی باتفاق شیعہ وسنی مرتکب کبیرہ مومن ہے اس پر لعنت نہیں کر سکتے جیسا کہ آجکل سینکڑوں مسلمان نماز کے تارک ہیں داڑھیاں منڈواتے شراب پیتے ہیں مگر کوئی مسلمان ان کو کافر نہیں کہتا بلکہ فاسق و فاجر ہیں نیز امام برحق کے باغی کو کافر نہیں کہہ سکتے نہ اس پر لعنت بھیج سکتے ہیں۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بغاوت بھی خطائے اجتہادی کی بنا پر تھی اس لیے گنہگار بھی نہیں اور خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اعوان انصار کے حق میں فرمایا:

فَاِنَّهُمْ اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا

Marfat.com

ترجمہ: بلاشبہ وہ ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم پر بغاوت کی ہے اور **عِلَاوَہ اَزِیْں** آپ خود نادم وشرمندہ ہوئے ہیں کہ میں نے ناحق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی چنانچہ **مَدَارِجُ النُّبُوَّۃ** میں شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کاش میں ایک معمولی غریب مسلمان ہوتا حاکم اور امیر نہ ہوتا گویا اپنی غلطی کا اعتراف کرتے تھے اور غلطی کا اعتراف کرنے والوں کے حق میں پروردگار عالم نے فرمایا: **وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ** (**التوبہ: ۱۰۲**) اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور ملا دیا اچھے عمل کو برے عملوں سے یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے علاوہ ازیں حدیث میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل میں گزرا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بسبب اس فرزند کے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا تو معاویہ رضی اللہ عنہ فرقہ ثانی کے امیر تھے اور فرقہ ثانی بموجب حدیث شریف مسلمان تھے تو معاویہ رضی اللہ عنہ امیر گروہ ثانی تھے اور مسلمان تھے اگر وہ مسلمان نہ ہوتے تو نبی کریم ﷺ یہ نہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس فرزند کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا بالجملہ جو شخص مشائخ اہلسنت و جماعت کی پیروی کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ زبان طعن ولعن کو معاویہ ومغیرہ وعمرو بن العاص وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم سے باز رکھے چنانچہ قدوۃ العلماء وزبدۃ الفضلا مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ **اثنا عشریہ** میں فرمایا ہے کہ نزدیک اہل سنت و

Marfat.com

جماعت کے کسی مرتکب کبیرہ پر لعن جائز نہیں ہے تو جو شخص بوجوہ اجتہادی غلطی کے خلیفہ برحق سے بغاوت کرے اس پر بھلا کس طرح لعن کر سکتے ہیں اور متمسک اہل سنت و جماعت کے نزدیک کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ ہے قرآن شریف میں ہے

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (محمد: ١٩)

ترجمہ: اے نبی آپ بخشش طلب کریں اپنی امت کے گناہوں کی اور مومنوں کے گناہوں کی خواہ وہ مرد یا عورت بر موقف جمہور اہل سنت حَسَنَاتُ الابرار سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِين: نیکوں کی نیکیاں مقربین بارگاہ الٰہی کے گناہ ہیں یہ آیت صریح نص قرآن دلالت اس امر پر کرتی ہے کہ جو شخص ایماندار ہے اس کے حق میں مطلوب استغفار ہے اور کسی شیء کے کرنے کا حکم فرمانا اس کے خلاف سے منع کرنا ہے تو موافق قاعدہ اصولیہ امامیہ بھی استغفار کا امر فرمانا لعن سے نہی فرمانا اور ہر مرتکب کبیرہ باجماع شیعہ وسنی مومن ہے بوجہ اللہ تعالیٰ فرمان کے وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا (الحجرات: ٩) ترجمہ: اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو اس کے درمیان صلح کرا دو ہاں لعن بالوصف اہل کبائر کے حق میں وارد ہوا ہے اَلَا لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ خبردار ظالموں پر لعنت ہے۔ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ ترجمہ: پس ڈالیں ہم لعنت اللہ کی جھوٹوں پر۔

حقیقت میں یہ لعن صفت کی ہے یعنی کذب وظلم پر لعن ہے نہ کہ صاحب صفت پر لعن ہے (یعنی ظالم یا کاذب پر) اگر بالفرض صاحب صفت پر ہی لعن ہو تو

Marfat.com

وجود ایمان لعن کرنے سے مانع ہے اور وجود ایمان اور لعن کو جائز سمجھنا اس کے لیے شیعہ امامیہ کا اصول ہے کہ جب مبیح ومحرم ہر دو جمع ہو جائیں تو محرم غالب رہتا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَآءُ وْامِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(الحشر:۱۰)

ترجمہ: اور جو مومن ایماندار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد آئیں گے وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو ہمیں بخش دے اور جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں ان کو بھی بخش دے اور ہمارے دلوں میں مومنوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ بلاشبہ تو مہربان رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں رب تعالیٰ نے طلب مغفرت اور ترک عداوت کو محض ایمان پر بلاقید عمل صالح کے مرتب فرمایا ہے تو یہ دونوں معاملے ترک عداوت وبغض اور لعن سے احتراز کہ طلب مغفرت کو لازم ہے ہر شخص ایمان دار کے لئے ضروری ہے یعنی جو شخص مومن ہے دوسرا مومن نہ اس سے بغض وعداوت رکھے اور نہ ہی اس پر لعنت کرے نیز اہلسنت و جماعت کا مسلک کہ جس کا کفر یقین اور قطعی نہیں اس کا نام لیکر لعنت کرنا روا نہیں بلکہ مطلقا کہہ دیا جائے جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہوا ہے کافروں پر

Marfat.com

لعنت ظالموں پر لعنت جھوٹوں پر لعنت اسی طرح سے لعنت کرے اور کسی کا کفر قطعی و یقینی جب ہوتا ہے کہ اللہ و رسول ﷺ اس کے کفر کے متعلق فرمائیں جیسا فرعون، نمرود اور شیطان کا کفر اللہ تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہے یا جیسا کہ دجال کا کافر ہونا نبی ﷺ کے فرمان سے ثابت ہے جو قیامت کے نزدیک نکلے گا اور خدائی دعویٰ کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے صیغہ امر سے مومنوں کو حکم بھی نہیں دیا کہ تم لعنت کیا کرو اور زیادہ سے زیادہ مجوزین لعن کے لیے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ لعن کرنا مباح ہے اور مباح کام میں ثواب نہیں ہے بلکہ اتنی دیر نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل پر درود شریف بھیجے کیونکہ درود شریف پڑھنے میں ثواب ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے علاوہ ازیں حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے اگر وہ شخص لعنت کے قابل ہے نہیں تو وہ لعنت زمین و آسمان اور سب جگہ گھومتی پھرتی ہے جب کوئی جگہ اپنے اترنے کی نہیں پاتی تب لعنت کرنے والے پر آتی ہے اس لیے احتیاط اسی میں ہے تاوقتیکہ کسی کا کفر اللہ جل جلالہ اور رسول خدا ﷺ کے فرمان سے ثابت نہ ہو اس پر لعنت نہ کی جائے۔

فصل: سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوفہ روانگی اور شہادت

جاننا چاہیے جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے یزید بادشاہ ہوا تمام اہل شام نے یزید کی بیعت کی اور یزید نے اپنی بیعت لینے کے متعلق شہروں کے امراء واعیان کو خطوط لکھے چنانچہ ایک خط حاکم مدینہ ولید بن عتبہ کی طرف بھیجا کہ اہل مدینہ

Marfat.com

سے بیعت لے ولید بن عتبہ نے حسین رضی اللہ عنہ وعبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یزید کا خط دکھایا تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ:

مضمون یزید کے خط کا یہ تھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندۂ تھے سو وہ گزر گئے اور میں اپنی بیعت اور فرمانبرداری جلدی چاہتا ہوں لوگوں کو چاہیے کہ وہ میری بیعت میں جلدی کریں تاخیر کی اجازت نہیں ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان چار شخصوں کی بیعت کا بہت فکر تھا اس لیے تم ان سب سے بیعت لو جب یزید کا خط ولید بن عتبہ کو ملا اس نے مروان کو بلایا اور اس سے مشورہ لیا مروان نے کہا تو حکم امیر المومنین یزید کا جلد ان لوگوں سے منوا ان چار شخصوں کو بلا اور ان سے یزید کی بیعت لے اگر وہ بیعت کرنے میں دیر کریں تو ان کو قتل کر ولید نے کہا سبحان اللہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے حق میں ایسا مت کہہ ان کو قتل نہیں کرنا چاہیے تو ولید نے حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا حسین رضی اللہ عنہ نے جان لیا کہ ولید ان کو کس کام کے لیے بلاتا ہے تو آپ نے پچاس آدمی مسلح اپنے ہمراہ لیے اور ان سے کہا کہ تم دروازہ پر بیٹھو اور میری باتوں کو سنتے رہو اگر میں تم کو بلانے کے لیے آواز دوں تو فوراً میرے پاس چلے آؤ چنانچہ حسین رضی اللہ عنہ ولید کے پاس گئے ولید آپ کی تعظیم بجالایا اور آپ کو یزید کا خط دکھلایا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ چار شخصوں کے نام پر آیا ہے اس لیے تمام کو بلا تاکہ سب ایک جگہ اکٹھے ہو کر بیعت کریں ولید نے کہا بہتر حسین رضی اللہ عنہ اُٹھے مروان نے کہا اے ولید ان کو یہیں قتل کر دو ورنہ پھر تو ان پر قابو نہ پا سکے گا حسین رضی اللہ عنہ نے سنا اور فرمایا اے مروان تو مجھ کو قتل نہیں کر سکتا اس جگہ

Marfat.com

آپ رات کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ شریف تشریف لے گئے جاننا چاہیے اس روایت میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بلانے کا ذکر نہیں ہے، قرطبی اور ابو حاکم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب ولید نے حسین وعبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بلایا انہوں نے کہا یہ شام کا وقت ہے کل سب لوگوں کے روبرو بیعت کریں گے تا کہ سب لوگوں کو معلوم ہو جائے اس کے بعد حسین رضی اللہ عنہ اپنے دولت کدہ میں تشریف لائے اور آپ نے اپنے دوستوں کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا انہوں نے عرض کی آپ کے بھائی حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپی تھی اب چونکہ معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے ہیں تو ہم آپ کی بیعت کریں گے تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی اور اسی رات کہ اٹھائیسویں رات ماہ رجب کی تھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ شریف روانہ ہوئے جب آپ مکہ شریف پہنچے تو شیعان کوفہ نے آپ کو بلانے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے پر مبارک باد کے خطوط روانہ کیے اور اپنے جان و مال سے حاضر ہونے کے بارہ میں ڈیڑھ صد خطوط قبیلوں کے سرداروں کے آپ کے پاس پہنچے اور سب سے پچھلا خط یہ تھا کہ اہل کوفہ نے معتبر قاصدوں کے ذریعہ سے آنجناب کو بھیجا تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لِلْحُسَیْنِ بِنْ عَلِیْ
مِنْ شِیْعَۃِ وَشِیْعَۃ اَبِیْہِ عَلِیِّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
سَلَامٌ عَلَیْکَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ یَنْتَظِرُوْنَکَ وَلَا
رَأْیَ لَھُمْ فِیْ غَیْرِہٖ اَلْعَجَلَ یَاابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلْعَجَلَ

Marfat.com

تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس خط کا جواب لکھا اور مسلم بن عقیل کو
قاصدوں کے ہمراہ روانہ کیا تہذیب التہذیب میں ہے کہ حسین علیہ السلام نے امام
مسلم کو فرمایا تم کوفہ جاؤ اگر کوفہ والے تمہاری اطاعت کرلیں تو اس وقت مجھ کو خبر دے
اور ترجمہ طبری میں ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ نے کوفیوں کے خطوط عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ کو دکھلائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا اول کسی شخص کو اپنی
طرف سے بھیج دو اور تم یہیں رہو تا کہ وہ شخص معلوم کرے کہ کوفیوں کا کیا حال ہے وہ
کس ارادے پر ہیں اس لیے کہ کوفی لا یوفی یعنی بے وفا لوگ ہیں کیا آپ کو یہ پتہ نہیں
کہ آپ کے والد کے ساتھ کیا کیا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا بارہ ہزار شیعہ مردوں
نے ہم سے بیعت کی ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے حسین رضی اللہ عنہ
بن علی آپ ان کی بیعت کرنے کی وجہ سے دھوکہ نہ کھائیں بلکہ آپ کسی اپنے آدمی کو
بھیج کر آزمائیں اگر آپ کے بھیجے ہوئے آدمی کی اطاعت کریں اس وقت آپ کوفہ
جانے کا ارادہ کریں حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کی یہ بات بالکل درست ہے
لیکن کسی دوسری کتاب میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مشورہ دینا دیکھا نہیں گیا
بہر حال امام حسین رضی اللہ عنہ نے امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیج دیا۔ آپ
کوفہ جا کر پوشیدہ بیٹھ گئے مگر کوفہ میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ
آگئے اور حسین رضی اللہ عنہ کے لیے لوگوں سے بیعت چاہتے ہیں اور حسین رضی اللہ
عنہ بھی کوفہ کی طرف آرہے ہیں خلق امام مسلم رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئی اور بارہ
ہزار آدمیوں نے بیعت کی امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنا خط اور سرداران کوفہ کا خط مثل
سلیمان بن شرط ومسیتب بن رفاعیہ ورفاعہ بن شداد وحبیب ابن مظاہر وہانی بن عروہ

Marfat.com

امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا حسین رضی للہ عنہ خوش ہوئے اور خطوں کا جواب لکھا کہ میں جلدی آ رہا ہوں آپ نے دوسرے روز قاصدوں کو رخصت کیا اور جو شیعہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے بصرہ میں تھے آپ نے ان کے پاس اپنے آزاد کردہ غلام کو بھیجا اور بصرہ کے سرداروں کو پیغام بھجوایا جو ہمارا شیعہ ہے وہ کوفہ میں چلا آئے اسمائے سرداران بصرہ یہ ہیں احنف بن قیس و مالک بن شریح وسعید بن عمر اور حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تہذیب التہذیب اور ترجمہ طبری میں ہے کہ ایک شخص یزید کے دوستوں سے کہ نام اس کا عبداللہ بن مسلم تھا امیر کوفہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا دس روز ہو گئے ہیں کہ امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے ہوئے ہیں اور وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں اور وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو مکہ سے بلوائیں گے تو آپ مسلم رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے یزید کے پاس بھیج دیں یہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے دوستوں میں سے تھے انہوں نے عبداللہ کو جواب دیا اگر امام مسلم حسین علیہ السلام کی بیعت کو پوشیدہ رکھ رہے ہیں تو میں اس کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا اور اگر وہ میرے ساتھ لڑنا بھی چاہیں تو میں ان کے ساتھ نہ لڑوں گا چنانچہ عبداللہ بن مسلم نے یزید کو خط لکھا اور اس کو امام مسلم رضی اللہ عنہ کے آنے سے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی سے مطلع کیا اور جو سوال و جواب اس کے درمیان اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوئے تھے اس کی خبر دی اور لکھا کہ کوفہ کا امیر کوئی اور مقرر کر دو اور تاریخ ابی حاتم میں ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سفر کا سامان درست کرنے میں مصروف ہوئے اور امام مسلم رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی طرف روانہ کیا امام

Marfat.com

مسلم رضی اللہ عنہ منزلیں طے کرنے کے بعد مختار ابن عبیدہ کے گھر میں اُترے اس کے بعد ہانی بن عروہ کے گھر میں تشریف لے گئے ہانی بن عروہ کے گھر میں ایک روایت میں اٹھارہ ہزار اور ایک روایت میں تیس ہزار اور ایک روایت میں چالیس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی جب یزید کے پاس ان کی اطلاع پہنچی وہ بہت حیران ہوا اور ترجمہ طبری میں ہے کہ جب یزید نے خط پڑھا جو امام مسلم کے کوفہ میں آنے کا تھا یزید نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سے جس نے یزید کو پرورش کیا تھا کہا حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے کوفہ آرہا ہے اگر وہ کوفہ میں آگیا تو عراق ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا میں کس کو بھیجوں جو اس کے اعوان وانصار کو قتل کرے اور اس فساد کو دفع کرے اس نے کہا یہ کام عبیداللہ بن زیاد کے سوا کوئی دوسرا نہیں کرسکتا یزید نے امارت کوفہ اور عراق کی عبیداللہ بن زیاد کے سپرد کردی اور کہا اپنے بھائی کو بصرہ میں اپنا نائب مقرر کرکے خود کوفہ میں پہنچ جا اور مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو اور جن لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے سب کو قتل کر اگر حسین رضی اللہ عنہ کو پائے اگر وہ بیعت کرے تو بہتر ورنہ اس کو بھی قتل کر اور اس کا سر میرے پاس بھیج فصول المہمہ وغیرہ میں کہ یزید ان دنوں عبیداللہ بن زیاد سے ناخوش تھا قریب تھا کہ اس کو بصرہ سے معزول کردے عبیداللہ کو لکھا تجھ کو میں نے کوفہ کی حکومت بھی عطا کی اور بصرہ کا بھی بدستور تو حاکم ہے ترجمہ طبری وغیرہ میں لکھا ہے کہ عبیداللہ بن زیاد اس بات سے خوش ہوا اور اپنے بھائی عثمان کو بصرہ میں اپنا نائب مقرر کرکے خود کوفہ جانے کا ارادہ کیا اس رات مسلم بن جار عبیداللہ بن زیاد کے پاس آیا اور کہا کہ حسین رضی اللہ عنہ کا قاصد آیا ہے۔ شیعان علی اور سرداران بصرہ نے اس کو چھپایا ہوا ہے جب تو کوفہ جائے گا تو اس

Marfat.com

کوظاہر کریں گے ابن زیاد نے اس رات کوحسین رضی اللہ عنہ کے غلام کوطلب کیا اور مار پیٹ کراس سے اقرار کرایا کہ یہ خط حسین رضی اللہ عنہ کا فلاں شخص کے پاس آیا ہے ابن زیاد نے دوسرے دن بصرہ کے آدمیوں کو جمع کیا اور کہا مجھ کو معلوم ہو گیا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کا قاصد تمہارے پاس آیا ہوا ہے اور خط لایا ہے میں نے اس کے قاصد کو پکڑ لیا ہے اور اس سے منوالیا ہے اور تم مجھ کو جانتے ہو کہ میں کس قدر سفاک ہوں اور اب میں کوفہ جارہا ہوں مسلم بن عقیل اور اس کے تابعین کوقتل کروں گا اب تم ہوشیار ہو جاؤ چنانچہ حسین رضی اللہ عنہ کے قاصد کو کہ سلیمان نام تھا قتل کرادیا اور کہا جس کی طرف حسین رضی اللہ عنہ کا خط آیا ہے اس کو بھی قتل کراؤں گا اس کے بعد ابن زیاد بن بدنہاد بہت سی فوج کے ہمراہ کوفہ کو روانہ ہوا جب قادسیہ میں پہنچا فوج کو وہی چھوڑا اور خود اونٹ پر سوار ہو کر عمامہ باندھ کر مغرب وعشاء کے درمیان دس سواروں کے ہمراہ کوفہ پہنچ گیا۔ نیز اسی کتاب میں اور دیگر کتب میں مذکور ہے کہ کوفی شب وروز امام حسین رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے چنانچہ ابن زیاد اس راستہ سے کہ جس سے حجاز کے قافلے آتے ہیں آیا لوگوں نے سمجھا حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں سب آدمیوں نے اس کو سلام کیا اور مرحبا کہا اور کہا اے ابن رسول اللہ ﷺ خیر سے تشریف لائے اور روبرو جا کر عرض کرنے لگے ہمارے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائیں لیکن وہ چلتا جاتا تھا جواب کچھ نہیں دیتا تھا اور اپنے دل میں سمجھتا تھا کہ ان لوگوں نے مجھے حسین سمجھا ہے اس لیے وہ خوش ہیں چنانچہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دارالامارت میں چلا گیا اور ترجمہ طبری میں ہے کہ جب ابن زیاد دارالامارت میں پہنچا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے دارالامارت کے دروازہ کو بند کر دیا اور چھت پر چڑھ کر کہا اے

Marfat.com

ابن رسول اللہ ﷺ اس جگہ سے چلے جاؤ تمہارا یہاں آنا مناسب نہیں تو ابن زیاد کے ہمراہیوں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینی شروع کیں اور چاہا کہ دروازہ کو توڑ ڈالیں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں دروازہ نہیں کھولوں گا میں نہیں چاہتا کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ میرے کوٹھے کی چھت پر شہید ہوں عبید اللہ بن زیاد نے کہا تجھ پر خدا کی لعنت ہو دروازہ کھول یہ بات سن کر لوگوں نے اس کو پہچان لیا اور بھاگ گئے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا اور ابن زیاد اندر داخل ہوا تو جس وقت صبح ہوئی۔ عبید اللہ بن زیاد نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اپنی سرداری کا حکم نامہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور لوگوں کو یزید کی مخالفت اور امام مسلم رضی اللہ عنہ کی موافقت سے ڈرایا اور بعض لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور لوگوں کو یزید کی مخالفت اور امام مسلم رضی اللہ عنہ کی موافقت سے ڈرایا اور بعض لوگوں کو باوجود قلت سپاہ کے امام مسلم رضی اللہ عنہ کے بیعت کرنے والوں سے قتل کیا اس کے بعد ہانی بن عروہ کے گھر میں امام مسلم رضی اللہ عنہ کے قیام سے خبردار ہوا ہانی بن عروہ کو بلا کر امام مسلم رضی اللہ عنہ کی بابت دریافت کیا اس نے اقرار کیا کہ امام مسلم رضی اللہ عنہ میرے گھر میں تشریف فرما ہیں تو ہانی بن عروہ کو قتل کیا لیکن ترجمہ طبری میں ہے کہ عبید اللہ بن زیاد نے ہانی بن عروہ کو بلایا اور دریافت کیا کہ امام مسلم رضی اللہ عنہ تیرے گھر میں ہیں اس نے کہا میرے گھر میں نہیں ابن زیاد نے کہا قسم کھا اس نے قسم کھائی ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کو اپنے پاس ہی رکھا اور کسی شخص کو اس کے گھر میں بھیج کر دریافت کیا تو ابن زیاد کو امام مسلم رضی اللہ عنہ کے قیام کا پتہ چل گیا امام مسلم رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے بلا لیا گیا ابن زیاد نے امام مسلم رضی اللہ عنہ کو ہانی بن عروہ کے ساتھ حراست میں لے لیا لوگوں کو جب اس کا علم ہوا تو

Marfat.com

پچاس ہزار سے زیادہ لوگ جمع ہوئے تو ابن زیاد نے امام مسلم رضی اللہ عنہ اور ہانی بن عروہ کے متعلق سرکاری آدمیوں کو کہا کہ ان دونوں کو کمرے کی چھت پر لیجا کر قتل کردو اور ان کی گردنوں کو لوگوں کے روبرو پھینک دو۔

تاریخ ابی حاتم وغیرہ میں ہانی بن عروہ کا امام مسلم رضی اللہ عنہ سے پہلے قتل کرنا مذکور ہے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے اور اس واقعہ کا تتمہ یہ ہے کہ جب امام مسلم رضی اللہ عنہ کو ہانی بن عروہ کے قتل کی خبر ہوئی تو مسلم رضی اللہ عنہ اسی ہزار آدمیوں کو لیکر ابن زیاد سے جنگ کرنے کے لیے پہنچے ابن زیاد لوگوں کے ہجوم کو دیکھ کر بہت متفکر ہوا کہ کیا تدبیر کرے کہ باوجود قلت سپاہ کے وہ محفوظ رہے تو ابن زیاد قلعہ بند ہو گیا جب امام مسلم رضی اللہ عنہ ابن زیاد ملعون کے محل کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ تمام آدمی بھاگ گئے مگر صرف تین سو آدمی باقی رہے امام مسلم رضی اللہ عنہ یہ حال دیکھ کر بڑے حیران ہوئے آپ دائیں بائیں دیکھ رہے تھے کہ ان کے شیعہ بھاگے جا رہے ہیں یہاں تک کہ صرف دس بارہ آدمی باقی رہ گئے تو آپ نے فرمایا اے لوگوں تم نے متواتر خطوط بھیج کر ہم کو بلوایا اور اب ہمیں دشمنوں کے حوالے کر کے خود بھاگ گئے جب آپ دو قدم اور آگے چلے دیکھا کہ آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہیں ہے اور ابن زیاد معلون اپنی کھڑکی سے جو اس کے محل میں تھی یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا اسی اثناء میں رات کی تاریکی نے اپنی صفیں بچھانی شروع کر دیں اور امام مسلم رضی اللہ عنہ ابن زیاد معلون کے محل کے دروازہ پر تنہا کھڑے تھے اور ایک عورت اپنے مکان کے دروازہ پر کھڑی تھی اس کو دیکھ کر امام مسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلا دو اور اگر اجازت ہو تو میں اس جگہ رات گزار لوں اس عورت نے اس بات کو قبول کر لیا امام مسلم رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کواپنے گھر میں لے گئی اور پانی پلایا اور امام مسلم رضی اللہ عنہ کواپنے گھر میں محفوظ رک
صبح ہوتے ہی اس عورت کے لڑکے نے ابن زیاد معلون کے پاس جا کر امام مسلم رض
اللہ عنہ کا حال بیان کر دیا کہ وہ گھر میں محفوظ ہے ابن زیاد ملعون نے موجود محمد بن
اشعث کو ساٹھ آدمی دے کر امام مسلم رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا انہوں نے
آ کر اس عورت کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو امام مسلم رضی اللہ عنہ نے تن تنہا ان سے لڑ
شروع کر دیا تو محمد بن اشعث اور اس کے ساتھیوں نے جب دیکھا کہ ہم ان کا مقابل
نہیں کر سکتے ان سے امان کی درخواست کی آپ نے ان کی درخواست کو قبول فرمایا او
ان کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس روانہ ہو گئے امام مسلم رضی اللہ عنہ ابن زیاد معلون کے
روبرو گئے تسبیح اور تہلیل میں مشغول ہو گئے اور آپ پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ احْکُمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا دَعَوْنَا وَکَذَّبُوْنَا
حَتّٰی وَقَعْنَا اِلٰی مَا وَقَعْنَا ثُمَّ خَرَبُوْنَا

ترجمہ: اے اللہ تو حکم فرما ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان انہوں
نے ہمیں بلایا ہے اور ہمیں جھٹلایا ہے یہاں تک کہ پڑے ہم جس تکلیف میں پڑے
پھر انہوں نے ہمیں خراب کیا پھر دیوار کے کنارہ امام مسلم رضی اللہ عنہ کے سر کو تن
اقدس سے جدا کیا اور ہانی بن عروہ کو بھی قتل کیا اور دونوں کے سروں کو ہانی بن صیہ اور
زبیر بن ارواح کی معیت میں یزید پلید کے پاس روانہ کیا اور دونوں حضرات کے
سروں کو کوفہ کے گلی کوچوں میں مثل باغیوں کے سروں کے پھرایا گیا جس کی وجہ سے
کوفیان نابکار کے دلوں میں ہیبت اور دہشت پیدا ہو گئی اور امام مسلم رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

ہمراہ ان کے دونوں بیٹوں محمد اور ابراہیم کو بھی شہید کر دیا گیا اور یہ واقعہ سوم ذی الحجہ ۶۱ھ کو پیش آیا اور بعض کتب تواریخ میں یہی تاریخ امام حسین رضی اللہ عنہ کے مکہ سے خروج کی ہے۔

فصل: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عراق روانگی اور کربلا میں پہنچنا

جاننا چاہیے جب اہل کوفہ کے اکثر لوگوں نے امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو امام مسلم رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا تو امام حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانے کی تیاری کا آغاز کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ جانے سے منع کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ کوفہ نہ جائیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دنیا اور آخرت کے لیے مخیّر کیا تھا لیکن آپ نے دنیا کو اختیار نہ فرمایا تو چونکہ آپ بھی رسول خدا ﷺ کے جگر گوشہ ہیں۔ لہٰذا آپ بھی دنیا کو اختیار نہ کریں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگا کر روتے ہوئے وداع کیا اور اسی طرح حضرت جابر وابوسعید خدری وابوواقد لیثی رضی اللہ عنہم نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی لیکن آپ نے کسی کی بات کو قبول نہ کیا ترجمہ طبری میں مذکور ہے کہ جس وقت حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے باہر تشریف فرما ہوئے جس کسی نے آپ کو دیکھا اس نے کہا آپ کا مکہ سے جانا مصلحت نہیں ہے اور کوفہ کے آدمیوں پر اعتماد کرنا درست نہیں اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی حرم مکہ سے کہ خانہ کعبہ ہے آپ نہ جائیں نیز التجاء کرتے ہوئے

Marfat.com

عرض کی اے حسین رضی اللہ عنہ آپ کوفیوں کی باتوں سے دھوکہ میں نہ آئیں کیا آپ کو خبر نہیں کہ انہوں نے آپ کے باپ اور بھائی سے کیا کیا اور آپ کا جانا ناگزیر ہے تو آپ ان عورتوں اور بچوں کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں کیونکہ آپ امر سے نہیں جان سکتے کہ انجام کار کیا ہے اور اگر کوفی آپ کے واقعی دوستدار ہوتے تو یزید کے عامل کو کوفہ سے نکال دیتے اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہ آپ شہید کر دیئے جائیں گے اور آپ کے بچے آپ کی حالت کو دیکھیں کے لیکن حسین رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت کو قبول نہ کیا اور نیز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جس وقت حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کا مصمم ارادہ کر لیا خدا کی قسم میرا گمان ہے کہ آپ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح اپنی عورتوں اور لڑکیوں میں قتل کیئے جاؤ گے لیکن حسین رضی اللہ عنہ نے قبول نہ کیا جس کی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ جانے کا مشورہ دیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں بددعا کی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہ جب کبھی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ان سے کہتے کہ تیری مراد پوری ہوگئی یعنی حسین رضی اللہ عنہ چلے گئے اور ملک حجاز تیرے لیے خالی رہ گیا اور ترجمہ طبری میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں امیر تھے اور کھلم کھلا لوگوں سے بیعت لیتے تھے اس بنا پر وہ چاہتے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ مکہ شریف سے چلے جائیں اور شہر مکہ ان کے لیے بلا شرکت غیرے رہ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی منع کیا تو حسین رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا کہ میرے باپ نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی ہے کہ مکہ شریف میں ایک مینڈھا ذبح

Marfat.com

کیا جاوے گا اس کی وجہ سے مکہ شریف کی بے حرمتی ہوگئی اس لیے میں پسند نہیں کرتا کہ وہ مینڈھا میں بنوں یعنی حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص کو مکہ میں قتل کیا جائے گا غرض کہ جو شخص مکہ میں تھا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جانے کی بنا پر غمناک ہوا صواعق محرقہ میں روایت ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ کے کوفہ جانے کی خبر آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کو جو مدینہ میں تھے پہنچی تو وہ اتنا روئے کہ ان کے وضو کرنے کا طشت آنسوؤں سے بھر گیا ترجمہ طبری میں ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے کوفہ جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے شہر میں پہنچاؤں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے حسین رضی اللہ عنہ تمہاری شہادت کا وقت قریب آ گیا ہے اس لیے کہ ایک دن رسول خدا ﷺ تم سے خوش تھے جبکہ تم صغیر یعنی چھوٹے تھے اور تم رسول خدا ﷺ کی گود میں تھے کہ اچانک جبرئیل حاضر ہوئے اور کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کی امت اس کو مثل قصاب کے ذبح کرے گی یہ خبر سن کر آنحضرت ﷺ غمگین ہوئے اور جبرئیل نے دشت کربلا کی خاک آنحضرت ﷺ کو دی اور کہا جس وقت یہ خاک سرخ ہو جائے گی شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا وقت نزدیک ہوگا آنحضرت ﷺ نے وہ خاک مجھے دی اور فرمایا اس خاک کو شیشی میں محفوظ رکھوا ے حسین رضی اللہ عنہ میں نے اس خاک کو محفوظ رکھا ہوا اب میں نے دیکھا ہے کہ وہ خاک سرخ ہوتی جا رہی ہے حسین رضی اللہ عنہ نے کہا رضینا بقضا اللہ تعالیٰ۔ ہم اللہ کی تقدیر پر راضی ہوئے اور ترجمہ صواعق محرق میں بھی ہے

Marfat.com

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسین رضی اللہ عنہ بھی روئے اور کہا: اُفَوِّضُ اِلَی اللّٰہ ۔میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی روئے اور حسین رضی اللہ عنہ کے منہ کو بوسہ دیا اور کہا میں آپ کو خدا کے حوالے کرتا ہوں اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے مکہ آئے ہوئے تھے کہ آپ کو معلوم ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف چلے گئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دو منزل سفر کر کے حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور جانے سے روکا نیز تہذیب التہذیب میں روایت کیا کہ بزرگان مذکورین نے حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانے سے روکا جیسا کہ مفصلاً مذکور ہوا اور بعد میں کتاب مذکور میں بیان کیا کہ جب حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حسین رضی اللہ عنہ نے ہمارا منع کرنا قبول نہ کیا زبردستی خروج کیا حالانکہ وہ جانتے تھے جو سلوک کوفیوں نے ان کے باپ اور بھائی کے ساتھ کیے تھے ان کو مناسب نہ تھا کہ مکہ شریف سے جاتے ان کو لازم تھا کہ مسلمانوں کی جماعت میں رہتے نیز اسی میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوچ کرنے کے وقت فرمایا تھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں میں تمہارے جانے سے ناخوش ہوں آپ اس جماعت میں جا رہے ہیں جنہوں نے آپ کے والد کو شہید کیا ہے اور آپ کے بھائی کو زخمی کیا آپ کو خدا کی قسم ہے، آپ یہیں رہیں اور اسی میں ہے کہ مسورہ بن مخرمہ نے حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا جس کا یہ مضمون تھا کہ آپ ہرگز اہل کوفہ کے فریب میں نہ آئیں اور عراق نہ جائیں اسی طرح بہت سے آپ کے چاہنے والوں نے آپ کو

Marfat.com

خطوط لکھے جو کہ کوفہ نہ جانے کی مخالفت پر مشتمل تھے نیز اسی کتاب میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جب آپ کو کوفہ جانے سے روکا تو حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس رضی اللہ عنہ تم بوڑھے ہو گئے۔ جو اس قسم کی باتیں کرتے ہو مجھے دوسری جگہ قتل ہونا بہتر ہے کہ میں مکہ میں قتل کیا جاؤں اور میری وجہ سے مکہ کی بے حرمتی ہو غرضیکہ مکہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس نے آپ کو کوفہ جانے سے نہ روکا ہو چونکہ تقدیر الٰہی اسی طرح تھی اس لیے آپ نے کسی کی بات نہ مانی اور آپ بروز منگل بتاریخ ۸ ذی الحجہ اور بعضوں کے نزدیک اسی مہینہ کی تیسری تاریخ آپ نے بیاسی (۸۲) اہل بیت وشیعہ اور محبین کے ساتھ جانب کوفہ روانہ ہوئے اور ترجمہ متعارف طبری میں ہے کہ آپ اپنے تمام اہلبیت کے ساتھ کہ چالیس (۴۰) سوار اور نو (۹) پیادہ تھے راہی کوفہ ہوئے راستہ میں ایک گروہ شتر سواروں کا کہ یمن سے خراج لا رہا تھا ملا حسین رضی اللہ عنہ نے اس گروہ سے وہ خراج لے لیا اور کہا امام میں ہوں اور یزید سے زیادہ لائق اس امر کا ہوں اور جو کچھ حق مسلمانوں کا تھا وہ واپس دیا اور جو بیت المال کا حق تھا وہ لے لیا جب آپ جانب کوفہ نصف منزل پر پہنچے تو راستہ میں فرزدق شاعر اور ہمان بن غالب کی ملاقات ہوئی کہ وہ کوفہ سے آ رہے تھے اور کوفہ میں عبید اللہ بن زیاد کے تقرر سے لاعلم تھے حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کوفہ میں میری بابت کیا حالات ہیں انہوں نے کہا اہل کوفہ کے دل تمہارے ساتھ ہیں لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ قضا ایزدی کیا ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا قضاء الٰہی کو کوئی واپس نہیں کر سکتا لیکن دراصل کتاب یعنی تاریخ طبری عربی میں اور فصول المہمہ وغیرہ میں یوں ہے کہ جب راستے میں فرزدق شاعر نے حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور سلام کہا اور حسین رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کے دست مبارک چومے تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا اے
ابا فراس کہاں سے آ رہے ہو کہا میں کوفہ سے آ رہا ہوں تو آپ نے فرمایا اہل کوفہ کو کس
حال میں چھوڑ کر آ رہے ہو اس نے کہا دل ان کے آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں ان
کی بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور قضا و قدر آسمان سے نازل ہو رہی ہے اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ
مَا یَشَآءُ (الحج ۱۸) اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے کرتا ہے اور ایک روایت میں
یوں ہے کہ دل ان کے تمہارے ساتھ ہیں اور تلواریں ان کی آپ کے لیے ہیں خلاصہ
ہر دو کلام کا یہ ہے کہ اہل کوفہ باطن سے تمہارے ساتھ ہیں اور ظاہر میں بنی امیہ کے
ساتھ ہیں اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے مکہ سے باہر جبہ
پوشوں کی ایک جماعت کے ہمراہ فرزدق سے ملاقات کی اور کوفہ کے احوال پوچھے
فرزدق نے کہا میری مرضی نہ تھی کہ اسبارہ میں کلام کروں لہٰذا میں اشارۃً کہتا ہوں
آپ کوفہ نہ جائیں بلکہ مکہ واپس چلے جائیں۔ اور صواعق محرقہ میں ہے کہ راستے میں
حسین رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور ان
کی جماعت متفرق کر دی گئی تو آپ نے مکہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو امام مسلم رضی
اللہ عنہ کے بھائیوں میں سے ایک نے کہا خدا کی قسم ہم واپس نہ جائیں گے جب تک
اپنے بھائی کے خون کا عوض نہ لے لیں یا ہم بھی قتل کر دیئے جائیں تو امام حسین رضی
اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بعد زندگی میں مزہ نہیں یہاں تک کہ آپ میدان کربلا میں
پہنچے اور بعض روایتوں میں ہے کہ مسلم رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بیٹوں کے قتل کا
پتہ آپ کو مکہ میں چل گیا تھا جب آپ نے مکہ سے کوفہ کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا تو

Marfat.com

جب کوفہ سے دو منزل چلے کہ حر بن یزید الرباحی نے ابن زیاد کے ایک ہزار مسلح سپاہیوں کے ساتھ ملاقات کی اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا مجھ کو میرے سردار ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ آپ کو حراست میں رکھوں تا کہ آپ کو اس کے روبرو پیش کروں اور قسم خدا کی میں اس امر سے کراہت کرتا ہوں لیکن چونکہ میں نے یزید کی بیعت کی ہوئی ہے اس لیے میں آپ کو چھوڑ بھی نہیں سکتا امام حسین رضی اللہ نے فرمایا میں اپنی مرضی سے اس طرف نہیں آیا بلکہ اہل کوفہ کے خط بھیجنے اور قاصدوں کے آنے پر اس طرف آیا ہوں اور تم بھی اہل کوفہ سے ہو اگر تم اپنے بیعت پر اور ان اقوال پر جو تم نے خطوط لکھے ہیں قائم ہو تو میں تمہارے شہر میں داخل ہونے کو تیار ہوں ورنہ میں واپس چلا جاتا ہوں حر بن یزید نے کہا خدا کی قسم مجھے خطوط اور قاصدوں کی خبر نہیں اور میرا کوفہ جانا بھی ممکن نہیں اور نہ ہی آپ کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ ہی آپ کو ابن زیاد کے رو برو لے جانے کو دل چاہتا ہے یہاں تک کہ حسین رضی اللہ عنہ اور حر بن یزید کے درمیان طویل مکالمہ رہا اور اامام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل و اصحاب کے ساتھ کوچ کیا اور کربلا میں پہنچ گئے۔

محرم ۶۱ھ کی دوسری تاریخ تھی امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ مقام کربلا ہے۔ یہ ہمارے اسباب کے رکھنے کی جگہ ہے اور یہی جگہ ہماری سواریوں کے بیٹھنے کی ہے اور ہمارے آدمیوں کے شہید ہونے کی بھی یہی جگہ ہے یہ بات سن کر آپ کے ہمراہی سواریوں پر سے اتر پڑے اور اپنے بوجھ اتار کر نیچے رکھ دیے حر بن یزید رباحی بھی اپنے لشکر سمیت آپ کے مقابل میدان کربلا میں اتر پڑا اور فصل المہمہ وغیرہ میں ہے کہ کوفہ ایک دو منزل رہ گیا تھا کہ حر بن یزید نے مع اپنی فوج کے امام حسین رضی اللہ

Marfat.com

عنہ سے ملاقات کی اور کہا ہم کو ابن زیاد نے آپ سے جنگ کرنے کے لیے یا زندہ گرفتار کر کے اپنے روبرو پیش کرنے کے لیے بھیجا ہے، لیکن میں نہیں چاہتا کہ ان دونوں کاموں میں کسی ایک کو کروں تاکہ وبال ابدی میں گرفتار ہوں اور یہ بھی ممکن نہیں کہ آپ کو چھوڑوں کہ یہ کام میری شامت حال کا موجب ہے اس لیے مناسب یہ ہے کہ تم دوسری راہ سے چلے جاؤ اور میں کسی دوسری راہ سے چلا جاتا ہوں اور ابن زیاد سے جا کر میں کہہ دوں گا مجھے حسین رضی اللہ عنہ راستے میں نہیں ملے چنانچہ حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی تمام رات چلے جب صبح ہوئی حر بن یزید نے آ کر عرض کی کہ ابن زیاد کا خط رات کو اس مضمون کا آیا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے اور قید کرنے میں قصور نہ کرو ورنہ اپنے آپ کو یزید کے مخالفوں سے تصور کرو اب مجھے چھوڑنے کی مجال نہیں اس لیے کہ اس کے تعین کردہ اشخاص میرے ساتھ ہیں تو حسین رضی اللہ عنہ کو وہاں سے کوچ کرایا اور آپ بتاریخ ۲ محرم ۶۱ھ میں میدان کربلا میں پہنچے اور تاریخ طبری میں ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سات شبانہ روز چلے مگر صبح کو اسی جگہ ہوتے جب لوگوں سے امام نے اس جگہ کا دریافت کیا تو لوگوں نے کہا اس کو کربلا کہتے ہیں ہر روز آپ کوچ فرماتے تھے اور پھر اپنے آپ کو اسی زمین میں دیکھتے تھے اور جگہ سے اونٹ نہیں چلتے تھے ہر چند کہ ان کو مارتے تھے اور ہانکتے تھے تو بضرورت حسین رضی اللہ عنہ اس جگہ اتر پڑے جب خادم خیمہ لگانے کے لیے میخ گاڑتے یا درخت سے لکڑیاں توڑتے تو زمین اور درخت سے خون نکلتا جس کی وجہ سے آپ جان گئے کہ حکم الٰہی اسی طرح ہے کہ میں اس جگہ سے نہ جاؤں اور ترجمہ طبری میں ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی کی خبر یزید کو پہنچی اور ابھی آپ کوفہ کی طرف نہیں

Marfat.com

آئے تھے تو یزید کا خط ابن زیاد کی طرف آیا کہ حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے آ رہا ہے تو راستے میں فوج کو چھوڑ ابن زیاد نے فوج کو مکہ کی راہ میں چھوڑا نیز عمرو بن سعد کو بلایا وہ حسب الطلب غرہ محرم میں چار ہزار آدمیوں کے ساتھ آیا اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے قادسیہ سے تین کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا تھا کہ عمرو بن سعد نے حر بن یزید مذکور کو بھیجا کہ کنوؤں اور منزل کو درست کرے اور حر بن یزید شیعان علی میں سے تھا اس نے حسین رضی اللہ عنہ ملاقات کی دیکھا کہ آپ تمام اہل وعیال اور اعوان وانصار کے ہمراہ تشریف لائے ہوئے ہیں حر نے کہا آپ یہاں سے تشریف لے جائیں اس جگہ اور لشکر پہنچ رہا ہے حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اہل وعیال سمیت کس طرح یہاں سے جاؤں حر بن یزید نے کہا آپ اُٹھیں اور ایک طرف کو نکل جائیں تو حسین رضی اللہ عنہ نے کوچ کیا تو ایک منزل پر پہنچے کہ اس کو کربلا کہتے ہیں جب حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں پہنچے تو ابن زیاد نے یزید سے بیعت کرنے کے مطالبہ پر ایک خط بھیجا حسین رضی اللہ عنہ اس خط کو پڑھ کر قاصد سے کہا اس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں قاصد نے جا کر حقیقت حال کا بیان ابن زیاد سے کیا ابن زیاد بہت ناراض ہوا اور جوش میں آیا۔

پھر لشکر کو جمع کیا اور کربلا کی طرف روانہ کیا اور عمرو بن سعد کہ عامل رے کا تھا اس کو حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لیے بلایا عمرو بن سعد نے اس امر سے استعفیٰ چاہا ابن زیاد نے جواب میں کہا یا تو حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جا یا حکومت رے کی سند مسترد کر اور گھر میں بیٹھ تو ابن سعد نے رَے کی حکومت اختیار کی اور حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے تیار ہو گیا ہمیشہ ابن زیاد لشکر بھیجتا تھا یہاں تک نوبت پہنچی کہ عمرو بن سعد کے پاس بائیس ہزار کا لشکر جمع ہو گیا اور

Marfat.com

اکثر ان میں وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے خطوط
روانہ کئے تھے اور امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی
چنانچہ اس لشکر نے نہر فرات پر آ کر قبضہ کیا نہر اور حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان حائل
ہو گئے فصول المہمہ میں اس طرح ہے نیز اس میں یہ بھی اول جو شخص عمرو بن سعد سے
ملا شمر ذی الجوشن تھا جاننا چاہیے کہ روایت مفتاح النجا اور روایت طبری میں اختلاف
ہے، مفتاح النجا وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو رے سے حسین
رضی اللہ عنہ کے کربلا میں پہنچنے کے بعد طلب کیا تھا اور روایت طبری سے معلوم ہوتا ہے
کہ حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا میں پہنچنے سے پہلے عمرو بن سعد کو طلب کیا ہے ترجمہ
طبری میں ہے کہ یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا تھا کہ پانی کو حسین رضی اللہ عنہ پر اور
آپ کے لشکر پر بند کرے اس لیے ابن زیاد نے دریائے فرات پر پہرے نصب کر
دیئے تھے اول امام حسین رضی اللہ عنہ نے چاہا تھا کہ پانی پر خود قبضہ کریں مگر آپ کے
پہنچنے سے پہلے ابن زیاد کی فوج نے پانی پر قبضہ کر لیا جب عمرو بن سعد نے ابن زیاد
کے لکھنے کے مطابق حسین رضی اللہ عنہ پر پانی بند کر دیا تو آپ پر اور آپ کے لشکر پر
سخت تشنگی غالب ہوئی تو حسین رضی اللہ عنہ کے یاروں سے ایک شخص جس کو یزید ہمدانی
کہتے تھے اس نے حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی اگر اجازت ہو تو میں عمرو بن سعد سے
پانی دینے کی بات گفتگو کروں تو حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے تو یزید
ہمدانی ابن سعد کے پاس گیا لیکن سلام نہ کیا ابن سعد نے کہا اے برادر ہمدانی تم نے
مجھے سلام کس لیے نہیں کیا کیا میں مسلمان نہیں ہوں اور خدا اور رسول کو پہنچانتا نہیں ہوں
یزید ہمدانی نے کہا اگر تو مسلمان ہوتا جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے تو ابن رسول اللہ ﷺ اور

Marfat.com

اس کی اولاد پر خروج نہ کرتا اوران کے قتل کا ارادہ نہ کرتا اور آب فرات کہ جس کو جنگل کے کتے اور گدھے اور سور پیتے ہیں حسین رضی اللہ عنہ اوران کے بھائیوں اوران کی عورتوں پر بند نہ کرتا اور باوجود اس کے پھر تو اس گمان میں ہے کہ میں خدا اور رسول کو پہچانتا ہوں تو عمرو بن سعد نے اعتراف کیا کہ اے بھائی ہمدانی میں بھی جانتا ہوں کہ وہ اہل بیت ہیں لیکن میرا نفس رے کی حکومت چھوڑنا گوارہ نہیں کرتا تو یزید ہمدانی حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی اے ابن رسول اللہ عمرو بن سعد آپ کے قتل پر راضی ہے مگر رے کی حکومت چھوڑنے پر راضی نہیں اور ابن الاخضر نے یحیٰی بن ابی بکر سے اور بعض اپنے مشائخ سے روایت کیا ہے کہ راوی نے حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا ہے کہ جب لشکر یزید پلید آپ کے مقابل ہوا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد ان سے فرمایا اے لوگو تم میرا نسب بیان کرو اور دیکھو کہ میں کون ہوں کیا میں تمہارے نبی کا بیٹا نہیں ہوں اور تمہارے رسول کے چچا کے بیٹے کا بیٹا نہیں ہوں اور یہ سب آدمیوں سے میں بہتر اور خدا پر سب سے اول ایمان لانے والا نہیں ہوں اور کیا حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ میرے باپ کے چچا نہیں ہیں اور تم اپنے دلوں میں سوچو اور غور کرو کہ تمہارا مجھ کو قتل کرنا اور میری ہتک کرنا تمہارے لیے درست ہے یا نہیں اور کیا تمہیں میرے بارے میں آنحضرت ﷺ کا فرمان اور میرے بھائی کے بارہ میں **سَیِّدُ الشَّبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃ** نہیں پہنچا ہے۔ اور کیا یہ حدیث تم کو میرے قتل سے نہیں روکتی۔ لوگوں نے جواب دیا ہم

Marfat.com

نہیں سمجھتے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کوفہ میں ایک ایسا شخص ہے اگر تم اس سے دریافت کرو گے وہ ضرور تم کو خبر دے گا کہ اس نے حدیث مذکور کو میرے اور میرے بھائی کے حق میں رسول خدا سے سنا ہے اور کوفہ میں زید بن ثابت اور براء بن عاذب اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم کہ اصحاب پیغمبر ﷺ ہیں ان سے دریافت کرو کیا انہوں نے اس حدیث کو میرے اور میرے بھائی کے حق میں سنا ہے یا نہیں اور گر تم کو اس میں شک ہے تو تم کو میرے نواسہ رسول ﷺ ہونے میں بھی شک ہے اور قسم بخدا جس روز سے میں نے اللہ و رسول کو پہچانا ہے جب سے کبھی دانستہ میں نے جھوٹ نہیں بولا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے پر ناراض ہوتا ہے قسم خدا کی تمہارے نبی کا نواسہ مشرق و مغرب کے درمیان میرے سوا کوئی نہیں نہ تم میں نہ کسی اور میں اور یقیناً میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں اور مجھے بتلاؤ کہ تم مجھے کس کے عوض میں قتل کرنا چاہتے ہو کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے کہ جس کی وجہ سے تم میرے قتل کے درپے ہو یا میں نے تم میں سے کسی کا مال لیا ہے، جس کے عوض میں تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو یا کہ تم مجھ سے اپنے زخم کا قصاص طلب کرتے ہو تو لوگ آپ کی یہ تقریر سن کر خاموش ہو گئے کتاب کے مصنف نے کہا کہ یہ گفتگو امام حسین رضی اللہ عنہ کی از روے عاجزی کے نہ تھی اس لیے کہ آپ میدان جنگ کے شہسوار تھے اور نبی ﷺ کے فرمانے کی وجہ سے آپ احوال شہادت سے باخبر تھے بلکہ آپ کا یہ فرمانا اعداء پر حجت قائم کرنے کے لیے تھا تا کہ کل قیامت کے روز آپ کے دشمنوں کو عذر کی گنجائش نہ رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ**

Marfat.com

رَسُولًا (بنی اسرائیل ۱۵) جب تک ہم رسول نہ بھیجیں کسی قوم پر عذاب نہیں کرتے تہذیب التہذیب میں ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد کو لکھا کہ تین امور میں سے ایک امر کو اختیار کر یا تو مجھے حجاز واپس جانے کی اجازت دے یا مجھے یزید کے پاس بھیج دے اگر ان دو امروں سے کوئی نہیں مانتا تو مجھ کو ترکستان جانے دے تا کہ میں وہاں جاؤ اور کفار ترکوں سے جنگ کر کے شہید ہو جاؤں تو عمرو بن سعد نے یہ پیغام ابن زیاد کے پاس پہنچایا لیکن ابن زیاد ان سہ امور مذکورہ پر راضی نہ ہوا اور شمر ذی الجوشن نے ابن زیاد سے کہا حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے پاس نہ جانے دے جب تک تیرے حکم پر راضی اور مطیع نہ ہو بعدہٗ ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو لکھا کہ بغیر میرے پاس آئے یزید کے پاس جانے کی اجازت نہیں خط کا یہی مضمون عمرو بن سعد نے حسین رضی اللہ عنہ کو سنا دیا کہ بغیر ابن زیاد کے پاس جانے کے یزید کے پاس نہیں جا سکتے حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ابن زیاد کے پاس ہرگز نہیں جاؤں گا عمرو بن سعد نے جنگ کرنے میں تغافل کرتا تھا تو شمر نے عمرو بن سعد سے کہا اگر تو جنگ کے لیے جاتا ہے تو بہتر ورنہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا اس جگہ تیس آدمی اہل کوفہ سے بیٹھے تھے انہوں نے عمرو بن سعد سے کہا نواسہ رسول خدا ﷺ تم سے تین باتیں کہتا ہے تم کس لیے قبول نہیں کرتے اور وہ تیس آدمی عمرو بن سعد کے لشکر سے الگ ہو کر حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آ گئے اور انہوں نے آپ کی معیت میں اعداء سے قتال کیا ترجمہ طبری میں ہے کہ جب عمرو بن سعد نے میدان کی طرف کوچ کیا اور اس نے معلوم کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں تشریف لے آئے ہیں تو عمرو بن سعد وہاں گیا جب حسین

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد کی سپاہ کو دیکھا تو آپ بھی چالیس سوار اور ایک سو پیادہ فو
ج کیساتھ جنگ کی تیاری کرتے ہوئے صف بستہ عمرو بن سعد کے روبرو ہوئے عمرو
بن سعد فوج کے درمیان سے آ کر اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور عرض کی
کہ ہر چند آپ امر خلافت کے لیے زیادہ حقدار ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ یہ کام
آپ سے درست ہو اور جتنا قتال وقتل آپ کے والد نے کیا ہے اتنا آپ سے نہیں ہو
سکتا مگر باوجود کہ یہ امر خلافت ان کو نہ پہنچا اور انہوں نے زندگی بے مزہ گزاری اور آخر
کار شہید ہوئے اور آپ کے بھائی نے جانا کہ یہ کام درست نہیں آئے گا خلافت کو
ترک کیا اور بیعت کی تا کہ پریشانی سے چھٹکارا پائے تو آپ بھی اس کام سے الگ
رہیں حسین رضی اللہ عنہ کہ تین کاموں میں سے ایک کام میرے ساتھ کرو۔ مجھ کو چھوڑ
دو تا کہ میں مکہ میں جاؤ اور دوبارہ اس امر کے گرد نہ پھروں گا یا میں کسی شہر میں چلا
جاؤں اور وہاں الگ تھلگ جا بیٹھوں یا مجھے یزید کے پاس جانے دو عمرو بن سعد نے
کہا آپ درست فرماتے ہیں اب آپ صبر کریں میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس خط
لکھتا ہوں چنانچہ عمرو سعد نے اپنے لشکر میں آ کر ابن زیاد کو خط لکھا ابن زیاد کی طرف
سے جواب آیا کہ اول حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تا کہ میں ان کو یزید کے
پاس بھیجوں حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میں خود ابن زیاد کے پاس نہیں جاتا غرضیکہ تین
بار عمرو بن سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا مگر ابن زیاد بدنہاد نے قبول نہ کیا اور کہا بار بار لکھا
کوئی فائدہ نہیں رکھتا جب تک حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس نہ آئے اور بیعت کے
لیے میرے ہاتھ پر ہاتھ نہ رکھے تین باتوں میں سے کوئی بات بھی قابل قبول نہیں اسی
اثناء میں کئی روز گزر گئے تو ابن زیاد نے ایک شخص کو عمرو بن سعد کے پاس بھیجا کہ میں

Marfat.com

نے تجھ کو جنگ کرنے کے لیے بھیجا ہے اگر جنگ کرے تو بہتر ورنہ کسی اور کی تیری جگہ مقرر کرتا ہوں تا کہ وہ جنگ کرے عمرو بن سعد نے اسی وقت جنگ کے لیے صفیں آراستہ کیں اور آواز دی اے حسین رضی اللہ عنہ میں نے بہت کوشش کی کہ آپ مکہ چلے جائیں اور میں آپ کے خون میں گرفتار نہ ہوں لیکن یہ کام سرانجام نہ ہوا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا آج کی مجھے فرصت دے عمرو بن سعد نے اس روز امان دی ابن زیاد نے شمر کو بلایا اور کہا عمرو بن سعد ہمارے ساتھ منافقت کر رہا ہے اور دل اس کا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ہے تو جا اگر وہ لڑے تو بہتر ورنہ اس کا عہدہ اس سے چھین لے سپہ سالاری تیرے لیے ہے حسین رضی اللہ عنہ کو یا اس کے سر کو میرے پاس بھیج جبکہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک روز کی مہلت طلب کی ہوئی تھی شمر نماز عصر کے وقت پہنچا اور کہنے لگا میں ایک گھنٹے کی بھی مہلت یا امان نہیں دیتا عمرو بن سعد حسین رضی اللہ عنہ کی طرف فوج لے گیا اور کہا ابن زیاد نے کسی دوسرے کو مقرر کر دیا ہے حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا رات نزدیک ہے ایک رات ہمیں امان دے تو شمر نے بھی (ایک رات کی) امان دی حسین رضی اللہ عنہ نے تمام رات ہتھیاروں کو درست کیا کہ ناگہاں آدھی رات کو ابن زیاد کا قاصد آیا اور اس نے پیغام سنایا کہ حسین رضی اللہ عنہ پر پانی بند کردو اور جنگ شروع کرو تا کہ پیاسے مریں اور جب حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر چکو تو اس کے بدن پر گھوڑے دوڑاؤ عمرو بن سعد نے اسی وقت عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کے ساتھ دریائے فرات پر بھیج کر پانی بند کرایا تو لشکر حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پانی نہ تھا اور حسین رضی اللہ عنہ اس رات نہیں سوئے اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیمار سو رہے تھے حسین رضی اللہ عنہ شعر پڑھتے تھے انہوں نے سنا اور رونے

Marfat.com

لگے اور عورتوں نے سنا وہ بھی رونے لگیں اسی اثنا میں عورتوں کی آواز بلند ہونے لگی آپ نے فرمایا چپ ہو جاؤ۔ تا کہ دشمن خوش نہ ہوں اور ترجمہ طبری مختصر میں ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ کا نزول زمین کربلا پر ہوا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے آپ نے جب سر سجدہ میں رکھا تو آپ کی آنکھ لگ گئی تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ رسول خدا ﷺ فرشتوں کی جماعت کے ساتھ تشریف لائے ہوئے ہیں اور حسین رضی اللہ عنہ کو بغل میں لیا اور فرمایا اے فرزند میں جانتا ہوں کہ دشمنوں نے تمہارے قتل کا ارادہ کیا ہوا ہے اور وہ قیامت کے روز میری شفاعت سے محروم رہیں گے اور قریب ہے کہ تم درجہ شہادت کو پہنچوں اور بہشت کو تمہارے لیے آراستہ کیا ہوا ہے اور میں اور تمہارے ماں باپ تمہارے آنے کے منتظر ہیں اے فرزند! جب تک تم شہید نہ ہو اس مقام پر پہنچ نہیں سکتے اور آنحضرت ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا حسین رضی اللہ عنہ اسی وقت خواب سے بیدار ہوئے اور آپ نے اپنے اہل بیت کو یہ خواب سنایا تمام زار وزار رونے لگے اور ابن زیاد نے آپ پر پانی بند کرایا اور رسالہ عبہری میں ہے کہ عمرو بن سعد نے دریائے فرات کو پس پشت کر کے فوجی پہرے نصب کیے اور حسین رضی اللہ عنہ نے ریگستان میں نزول فرمایا اور آپ سے پانی تین کوس دور تھا آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کنواں کھودو ساتھیوں نے ستر ہاتھ کنواں کھودا لیکن پانی نہ نکلا تمام لوگ پیاس سے بے تاب تھے اور حلق ہر ایک کا خشک تھا اور کسی کو بات کرنے کی طاقت نہ تھی اشاروں سے باتیں کرتے تھے اور بچے پیاس سے بلبلاتے تھے تین روز

Marfat.com

تک رسول اللہ ﷺ کے اہلبیت نے تیمم سے نمازیں پڑھیں حسین رضی اللہ عنہ نے بتیس (۳۲) آدمیوں کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کر کے رات کو پانی لانے کے لیے روانہ کیا حضرت زخمی ہو کر لوٹے اور بائیس آدمی شہید ہو گئے تہذیب التہذیب میں ہے کہ جعفر بن سلیمان بن زید نے مجھ سے حدیث بیان کی اس نے کہا میں نے دیکھا حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کا خیمہ صحراء میں تھا تو میں آپ کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کس وجہ سے یہاں تشریف لائے ہیں تو آپ نے فرمایا اہل کوفہ نے مجھے خطوط لکھے ہیں اور اس وقت میرے قتل پر آمادہ ہیں جس وقت مجھے یہ قتل کریں گے خداوند تعالیٰ ان پر ایک ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو ان کو ذلیل کرے گا یہاں تک کہ یہ لوگ سب لوگوں سے زیادہ ذلیل ہوں گے اور ترجمہ صواعق محرقہ میں روایت ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ پر لشکر یزید نے اسقدر سختی کی تو آپ کو اپنے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کی نصیحت یاد آئی کہ جوانہوں نے وفات کے وقت آپ سے بیان فرمائی تھی کہ سفہائے کوفہ اور ان کے بہکانے سے پرہیز کرنا اور ان کے کہنے سے خروج نہ کرنا کہ تمہاری خفت اور پریشانی کا موجب ہوگا۔

فصل: (سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت)

جاننا چاہیے کہ اہل اخبار نے فرمایا ہے کہ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ نابکار قوم میرے قتل کے درپے ہے تو آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا کہ خیمہ کے گرد ایک خندق کھودیں اور اس کا دروازہ ایک رکھیں اور اس طرف سے قتال شروع کیا جائے گا

Marfat.com

چنانچہ ابن سعد کا لشکر آیا اور اس نے حسین رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا اور جنگ شروع کی اور یاران حسین رضی اللہ عنہ سے ایک ایک جاتا تھا اور شہید ہوتا تھا یہاں تک کہ حسین رضی اللہ عنہ کے پچاس ساتھی شہید ہو گئے اس وقت حسین رضی اللہ عنہ نے پکارا کوئی ہے جو مدد کرے اور فریاد کو پہنچے اور برائے خدا مدد کرے اور رسول اللہ ﷺ کے اہل بیعت سے مصیبت کو دور کرے تو ناگہاں حر بن یزید الریاحی نے جس کا ذکر پہلے گزرا ہے سوار ہو کر حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آیا اور کہا اے ابن رسول اللہ میں اول شخص ہوں جس نے آپ پر خروج کیا تھا اور اب میں آپ کے گروہ میں ہوں تو آپ فرمائیں کہ میں اول آپ کی مدد کرتے ہوئے قتل کیا جاؤں اور جنت میں پہنچوں اور قیامت کے روز آپ کے نانا جان ﷺ کی شفاعت سے بہرہ یاب ہوں اس طرح حر بن یزید نے لشکر ابن سعد پر حملہ کیا اور ان سے جنگ کی اور شہید ہوا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی اور بیٹا اور غلام بھی شہید ہوئے چنانچہ آتش جنگ تیز ہوئی یہاں تک کہ تمام ساتھی امام حسین رضی اللہ عنہ کے اور بیٹے بھائی اور چچا کے بیٹے اور بھانجے شہید ہو گئے اور خود تن تنہا باقی رہ گئے اور آپ بنفس نفیس قتال کرنے لگے اور شمشیر برہنہ آپ کے ساتھ تھی اور آپ یہ شعر بطور رجز کے پڑھتے تھے

انا ابن علی الخیر من الھاشم
کفانی بھٰذا مفخرحین افخر
وجدی رسول اللہ اکبر من مشی
ونحن سراج اللہ فی الارض ازھر

Marfat.com

وفاطمة امی من سلالة احمد

وعمی ذوالجناحین جعفر

وفینا کتاب اللہ انزل صادقا

وفینا الهدی والوحی والخیر یذکر

وشیعتنا فی الناس اکرم شیعة

ومبغضنا یوم القیامة یخسر

ترجمہ: میں علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہوں جو آل ہاشم میں بہتر ہیں کافی ہے مجھ کو اس کے ساتھ فخر کرنا جس وقت بھی میں فخر کروں اور میرے نانا جان اللہ کے رسول ﷺ ہیں جو تمام کائنات میں سے بہتر ہیں اور بہت بزرگ ہیں۔ اور ہم زمین میں اللہ تعالیٰ کے چمکتے ہوئے چراغ ہیں۔ اور میری والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے جو احمد ﷺ کی بیٹی ہے۔ اور میرا چچا جعفر ہے جو دو پروں والا ہے اور ہم میں اللہ کی سچی کتاب اتری ہے۔ اور ہم میں ہدایت اور وحی ہے اور بھلائی قابل ذکر ہے اور ہم اہلبیت کا گروہ تمام لوگوں میں بزرگ گروہ ہے اور ہم سے بغض رکھنے والا قیامت کے روز نقصان اٹھانے والا ہے چنانچہ آپ ہاشمی تلوار کا جوہر دکھاتے تھے اور جو آپ کے روبرو آتا تھا وہ بوجہ خوف کے واپس جاتا تھا اور مخالفین میں سے بہت لوگ مارے گئے یہاں تک کہ آپ کو زخموں اور نیزوں کے واروں نے جو ہر طرف سے آتے تھے سست کر دیا اور آپ بہت زخمی ہو گئے اور شمر ذی الجوشن الشکوفی اپنی فوج کے ایک گروہ کو لیکر آپ کے اور آپ کے حرم محترم کے درمیان حائل ہو گیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک نعرہ مارا اے شیطان کے گروہ اگر تمہارا کوئی دین نہیں اور تمہیں روز قیامت کا خوف نہیں لیکن تم

Marfat.com

احرار ہو اپنے نسب کی طرف رجوع کرو میں تمہارے ساتھ جنگ کر رہا ہوں اپنے کمینے اور ناداں لوگوں کو میرے حرم کی تعرض سے منع کرو اس لیے کہ عورتیں تم سے جنگ نہیں کرتیں چنانچہ شمر نے یہ گفتگو سن کر اپنے ساتھیوں کو منع کیا اور کہا تم پر افسوس ہے کہ تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو حالانکہ اس وقت حسین رضی اللہ عنہ کو بہت زخم لگے ہوئے ہین پھر تم اس پر قابو نہیں پا سکتے یہ بات سننے کے بعد لوگوں نے پے در پے نیزے اور تیر مارنے شروع کیے اور آپ گھوڑے پر سے زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے تو عمرو بن سعد نے اپنے ساتھیوں سے کہا اپنے گھوڑوں سے اترو اور حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو تن سے جدا کر دو تو نصر بن خدشہ گھوڑے سے نیچے اترا اور حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک کاٹنے لگا تو عمرو بن سعد غضب میں اور ایک شخص اس کی دائیں طرف تھا اس کو عمرو بن سعد نے سر کاٹنے کا حکم دیا تو خولی بن یزید الاصبحی نے سر مبارک حسین رضی اللہ عنہ کو تن اقدس سے جدا کیا اور اپنے ہمراہ لے گئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے بچوں اور کنبہ والوں اور عورتوں اور بہنوں کو جن کی کل تعداد بارہ تھی قید کر کے اپنے ہمراہ لے گئے اور عمرو بن سعد نے چند سواروں کو حکم دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک پر گھوڑے دوڑائیں **استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ** اور ترجمہ طبری میں یوں ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو رونے سے منع کیا جیسا کہ پہلے گزرا ہے تو حسین رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف نظر کی اور کہا اے خداوند تو جانتا ہے کہ اس قوم نے میرے سے بیعت کی اور عہد کو توڑا تو میرا انصاف ان سے لے اور جو لوگ آپ کے ساتھی اور ہمراہی تھے ان کو آپ نے جمع کیا اور کہا جو کچھ تم پر مناسب تھا وہ تم نے کیا اور میں تم کو جنگ کی طرف لایا ہوں ہم تھوڑے ہیں اور وہ زیادہ ہیں اور میں

Marfat.com

اپنی جان سے نا امید ہو گیا ہوں اور تم کو میں نے اپنی بیعت سے الگ کیا تم چلے جاؤ انہوں نے کہا قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے رو برو ہم کیا کہیں گے اور کیا حجت پیش کریں گے اور آپ کے نانا جان کے رو برو کیا عذر پیش کریں گے کہ اس کے فرزند کو دشمنوں کے ہاتھوں میں سپرد کر دیا ہے اپنی جانیں آپ پر فدا کریں گے تو حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو ترتیب دی تو اس نواح میں طرباخ نامی ایک شخص شیعان علی میں تھا وہ اپنی سواری پر آیا اور اس نے حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی آپ میری سواری پر بیٹھ جائیں میں آپ کو آپ کے قبیلہ میں پہنچادوں گا اور آپ دشمنوں کے ہاتھوں سے نجات پائیں گے حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا زن و فرزند کو چھوڑ نا عار ہے یہ سن کر وہ واپس چلا گیا اس کے بعد آپ نے خواب دیکھا ہے جیسا کہ سابقا گزرا ہے جب دن ہوا وہ دن جمعہ کا تھا اور روز شورہ تھا تو آپ نے صبح کی نماز پڑھی عمرو بن سعد نے اپنی فوج کو صف بستہ کیا حسین رضی اللہ عنہ گھوڑے سے اترے اور اونٹنی پر سوار ہوئے اور رو برو اس صف بستہ فوج کے آئے تا کہ تمام اہل فوج آپ کو دیکھ لیں اور پھر آپ نے تقریر کی جیسا کہ سابقا گذرا ہے اور اس خطبہ مذکورہ سے زائد باتیں جو آپ نے کی ہیں وہ یہ ہیں اے لوگوں دیکھو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گدھے کے سم کی کیسی تعظیم کرتے ہیں اور یہودی موسیٰ علیہ السلام کی اگر کوئی چیز پاتے ہیں وہ بھی اس چیز کی تعظیم کرتے ہیں اور ہر دین پر اپنے دین کو برتر سمجھتے ہیں۔

میں تمہارے پیغمبر کی بیٹی کا پسر ہوں تم میرے قتل کے در پے ہو اور میں مدینہ میں اپنے نانا جان ﷺ کی قبر کے پاس بیٹھا تھا تم نے مجھے وہاں نہ چھوڑا مکہ میں آیا اس جگہ سے تم نے مجھے بلایا اور قاصدوں کو بھیجا اور جب میں تمہارے پاس آ گیا تو

Marfat.com

میرے قتل پر کمر بستہ ہو کر آ گئے ہو اور میرے ساتھ عذر کر رہے ہو اس قسم کی آپ نے
ان سے گفتگو کی مگر انہوں نے کچھ جواب نہ دیا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ
کہ حجت خدا تم پر قائم ہو گئی اور تمہاری محبت مجھ پر نہیں اور حسین رضی اللہ عنہ نے ہ
ایک کو نام بنام پکارا کہ تم نے میرے پاس خطوط لکھے اور اب میرے قتل پر امادہ ہو
انہوں نے جواب دیا کہ ہم تمہاری بیعت سے بیزار ہیں حسین رضی اللہ عنہ نے کہ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ تم کو خدا پر کوئی حجت نہیں اس کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

اللھم انت ثقتی فی کل کربۃ و عن کل شدۃ

وقوتی عند کل مستمد وجاری فی کل حالۃ

وانت ولی فی کل نعمۃ و منتھی فی کل غایۃ

اکفنی یا ارحمن الراحمن

ترجمہ: اے اللہ تو میرا معتمد ہے ہر سختی میں اور تو میرا سامان ہے ہر شدت میں اور تو میری قوت ہے نزدیک ہر مدد طلب کرنے کے اور تو مجھے پناہ دینے والا ہے ہر حالت میں اور تو میرا دوست ہے ہر نعمت میں اور تو انتہا کو پہنچانے والا ہے ہر غایت میں تو کفایت کرا بہترین رحم کرنے والا۔

اس کے بعد آپ اونٹنی پر سے اترے اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور صفوں کو درست کیا اور تھوڑا سا توقف کیا تا کہ ابتداء اُن کی طرف سے ہو تو ناگہاں ایک آدمی عمرو بن سعد کے لشکر سے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا نکلا جس کا نام عبداللہ تھا اس نے حسین رضی اللہ عنہ کے خیمہ کے گرد آگ کو دیکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے

Marfat.com

عیال اور اطفال کی حفاظت کے لیے روشن کی ہوئی تھی تا کہ عورتوں اور بچوں کی طرف کوئی شخص نہ جا سکے اس عبداللہ نامی شخص نے کہا اے حسین رضی اللہ عنہ تجھے آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ بشارت ہو امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا یا اللہ اس کو ہلاک کر جب عبداللہ نے یہ بات سُنی تو اس کے گھوڑے کا پاؤں پھسلا اور وہ گر پڑا اور گھوڑے نے اس کو اس آگ کی خندق میں ڈال دیا وہ لعین اس آگ میں جل گیا ترجمہ طبری میں اس کے بعد حر بن یزید کے آنے کا قصہ لکھا ہے اور بعد ازاں لکھا ہے کہ شمر نے عمرو بن سعد کو کہا تو کب تک حسین رضی اللہ عنہ کو جنگ کی مہلت دے گا چنانچہ شمر نزدیک آیا اور اس نے تیر کمان میں رکھا اور کہا تم گواہ رہو اول تیر میں نے چلایا ہے اس کے بعد دو شخص عمرو بن سعد کے لشکر سے نکلے جو ابن زیاد کے غلام تھے انہوں نے مبارز کو طلب کیا تو لشکر حسین رضی اللہ عنہ سے دو شخص نکلے حیدر بن مظہر و یزید بن الحسین رضی اللہ عنہ انہوں نے ان دونوں غلاموں کو قتل کر دیا اس کے بعد عمرو بن سعد کے لشکر سے معقل بن یزید نکلا اور حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر سے یزید بن الحسین رضی اللہ عنہ نکلا اور معقل کو قتل کر دیا ایک دوسرا شخص آیا اس کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد عمرو بن سعد کے لشکر سے مزاحم بن حرب نامی نکلا اور لشکر حسین رضی اللہ عنہ سے نافع بن باطل نکلا اور نافع نے اس کو قتل کر دیا یہاں تک کہ دھوپ کی تیزی شروع ہوئی اور حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھی شدت پیاس سے بیتاب ہوئے ابن سعد کے لشکر ے میمنہ پر عمرو بن الحاج مقرر تھے اس نے کہا اے لوگوں؟ حسین رضی اللہ عنہ نے تو مرنے پر دل رکھا ہوا ہے کوئی ان پر غالب نہیں آ سکتا ہم کو یکبارگی حملہ کرنا چاہیے عمر بن سعد نے کہا بہتر تب تیر اندازوں کو انہوں نے تمام فوج سے مقدم کیا

Marfat.com

تاکہ تیروں کی بارش کریں کہ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھی زخمی ہوں چنانچہ بیس (۲۰) آدمی لشکر حسین رضی اللہ عنہ سے شہید ہوئے تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ خود جنگ کے لیے تشریف لے جائیں حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے عرض کی اے ابن رسول اللہ جب تک ہم میں سے ایک بھی زندہ ہے آپ کو جنگ کے لیے نہ جانے دیں گے تو حسین رضی اللہ عنہ نے چشم پر آب کر کے فرمایا **اَحْسَنَ اللّٰہُ جَزَاکُمْ**

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی جزا دے غرض کہ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھی ایک ایک کر کے میدان جنگ میں جاتے تھے اور شہید ہوتے تھے جو میدان جنگ میں جاتا تھا دوسرا اس سے کہتا تھا میں تیرے بعد آ رہا ہوں اسی طرح حسین رضی اللہ عنہ کے جتنے ساتھی تھے سب شہید ہو گئے حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے بھائی باقی رہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب میری باری ہے آپ کے بھائیوں نے کہا جب تک ہم میں سے ایک بھی زندہ رہا آپ کو میدان جنگ میں نہ جانے دیں گے تو اول جس شخص نے یزیدیوں پر حملہ کیا حسین رضی اللہ عنہ کا بیٹا علی اکبر رضی اللہ عنہ تھا اور اس نے دس حملے کیئے اور ہر حملہ میں دو تین آدمی کو جہنم رسید کیا یہاں تک کہ آپ پر تشنگی نے غلبہ کیا اور زبان آپ کی خشک ہو گئی باپ کی طرف آئے اور کہا ابا جان مجھے پیاس بہت لگی ہے باپ نے کہا اے بیٹا؟ میری جان تم پر فدا ہو کیا تدبیر کروں تو اپنی زبان علی اکبر رضی اللہ عنہ کے منہ میں رکھی دوبارہ علی اکبر رضی اللہ عنہ لشکر اعداء کی طرف لوٹے اور حملہ کیا اور ایک آدمی جس کا نام قرہ بن سعد تھا علی اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے آیا اس نے تلوار کا وار کیا جس کی وجہ سے آپ گر پڑے اتنے میں اور لوگ دوڑ کر آئے اور آپ کو

Marfat.com

شہید کیا اس واقعہ کو دیکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ روئے اور آپ کی آواز بلند ہوگئی اور زبیدہ خیمہ سے باہر آئی اور اس نے اپنے آپ کو علی اکبر رضی اللہ عنہ پر ڈال دیا اور رونے لگی علی اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن مسلم بن عقیل نکلے اچانک ایک صبیح نامی شخص نے ایک تیر مارا وہ آپ کے ہاتھوں میں لگا اور جب آپ واپس لوٹے تو اُسی آدمی نے دوسرا تیر آپ کی پشت پر مارا جو پیٹ سے باہر نکل گیا اس کے بعد جعفر بن عقیل لڑنے کے لیے نکلے تو ایک دوسرے آدمی نے آپ کو بھی شہید کر دیا اب حسین رضی اللہ عنہ اپنے پانچ بھائیوں سمیت رہے جن کے نام یہ ہیں (۱) عبداللہ (۲) عباس (۳) جعفر (۴) عثمان (۵) محمد۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ان مذکورہ بھائیوں میں محمد بن حنفیہ ان دنوں بیمار تھے اور ایک دوسرے بھائی عمرو بن علی بھی اس معرکہ میں حاضر نہ تھے غرضیکہ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن علی رضی اللہ عنہ معرکہ کربلا میں موجود نہ تھے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے قاسم نام حاضر تھے اور چھوٹے علی کہ ان کو زین العابدین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بیمار تھے اسی بنا پر وہ خیمہ کے اندر تھے قاسم بن حسین رضی اللہ عنہ انیس (۱۹) برس کے جوان لڑکے تھے وہ لڑنے کے ارادے سے خیمہ سے باہر آئے حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جنگ میں مت جاؤ ابھی تم لڑکے ہو انہوں نے کہا۔

اے چچا! بحق پیغمبر تم مجھ سے ہاتھ اٹھالو مجھے میدان جنگ میں جانے دو

آپ میدان جنگ میں گئے تھے کہ اچانک دشمن کے لشکر میں سے ایک شخص نے ان پر حملہ کیا اور تلوار ماری اور آپ کو شہید کر دیا امام حسین رضی اللہ عنہ اسی اثنا میں اپنے گھوڑے پر سوار تھے تو ایک آدمی کا تیر آپ کے گھوڑے کے لگا گھوڑا گرا اور آپ پیادہ ہو گئے آپ بھوک اور پیاس کی وجہ سے سست ہو چکے تھے کہ وقت ظہر کا ہو گیا اور امام

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے پھر جو شخص آپ کو قتل کرنے کے لیے آتا تو وہ سوچتا کہ اگر ان کا قتل کرے گا تو خون اس کی گردن پر ہوگا اس وجہ سے واپس چلا جاتا حسین رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا تھا جس کی ایک سال عمر تھی آپ نے اس کی آواز سنی آپ کا دل جلا تو آپ اس کو بغل لیکر رونے لگے لشکر اعداء میں سے ایک شخص نے تیر چلایا بچہ کے کان کے پاس لگا اور وہ بھی شہید ہوگیا حسین رضی اللہ عنہ نے بچہ کو گود میں سے نیچے رکھا اور آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا یا رب مجھے صبر عطا فرما اور آپ پر بھوک و پیاس کا غلبہ تھا آپ اٹھے اور دریائے فرات کے کنارے گئے اور چاہتے کہ پانی پئیں شمر نے کہا حسین رضی اللہ عنہ کو پانی نہ پینے دو اگر اس نے پانی پی لیا تو دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔ اب تو بوجہ پیاس کے سست ہے حسین رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا پانی آبِ فرات کا منہ میں لیا اسی وقت ایک شخص نے آپ کے منہ مبارک پر تیر مارا پانی منہ سے پھینک دیا اور تیر کو منہ سے نکالا اور واپس لوٹ گئے اور آپ کے منہ سے خون جاری تھا اور آپ اپنے خیمہ کے پاس کھڑے ہوئے عمرو بن سعد آپ کے قتل کا ارادہ کرتا تھا آپ کے نزدیک آیا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو مجھے قتل کرنے آیا ہے یہ سنتے ہی عمرو بن سعد مارے شرم کے واپس لوٹ گیا اور اپنے پیادوں سے کہا تم کس لیے سستی کرتے ہو اس کا محاصرہ کیوں نہیں کرتے پیادے حسین رضی اللہ عنہ کے اردگرد جمع ہوئے حسین علیہ السلام ان پر حملہ کرتے تھے اور ان کو قتل کرتے تھے شمر اور ابن سعد دور سے دیکھتے تھے عمرو بن سعد نے کہا شمر سے کہ تو نے حسین رضی اللہ عنہ کا مثل کوئی آدمی دیکھا ہے کہ تمام اہلبیت اس کے شہید ہو گئے اور وہ خود بھی زخمی ہے اور کتنے سپاہی اس کے مقابل ہیں لیکن سب کے ساتھ جنگ کر رہا ہے تو امام حسین رضی

Marfat.com

اللہ عنہ ان پیادوں سے لڑ رہے تھے یہاں تک کہ چار سوار اور دس پیادے آپ نے قتل کر دیئے اور چونتیس زخم آپ کے بدن پر لگے ہوئے تھے تیس زخم تلوار کے اور تین نیزے کے زخم اور ایک زخم تیر کا تھا جب خون آپ کے بدن سے بہت نکلا اور تشنگی نے غلبہ کیا تو شمر نے اپنے چھ خاص آدمیوں کو لیکر آپ کا قصد کیا حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کر رہے تھے ایک پیادے نے جس کا نام زرعہ تھا آپ کو ایک تلوار ماری آپ نے اس کے وار کو ہاتھ پر روکا جس کی وجہ آپ کا ہاتھ مبارک کندھے سے جدا ہو گیا تب حسین رضی اللہ عنہ اٹھے اور آپ نے اس پیادے کا قصد کیا اور پھر گر پڑے اس پیادے نے سمجھا کہ آپ کا کام تمام ہو چکا ہے پھر وہ لوٹا تا کہ آپ کا سر مبارک تن اقدس سے جدا کر لے آپ پھر کھڑے ہو گئے اور آپ نے ارادہ کیا کہ اپنے خیمہ میں آئیں پیادہ آپ کے ساتھ اندر آیا اور اس نے آپ کی پیٹھ پر وار کیا اور اس کے وار کا نیزہ آپ کے سینے مبارک سے باہر نکل آیا جس کی وجہ سے آپ گر پڑے اور شہید ہو گئے۔

تب شمر آیا اور اس نے آپ کا سر مبارک تن اقدس سے جدا کیا اور قیس بن اشعث نے آپ کے بدن پر سے کرتا اتارا اور حبیب ابن بدیل نے آپ کی شمشیر لی پھر شمر نے خیموں کا ارادہ کیا اور لوٹ مار کی اور عورتوں کے سروں پر سے دوپٹے اتار لیے تمام عورتیں رونے لگیں عمرو بن سعد شور سن کر آیا دیکھا کہ شمر تلوار کھینچے ہوئے ہے علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیمار پڑے ہوئے کو قتل کرنا چاہتا ہے عمرو بن سعد نے کہا اے شمر تجھے شرم نہیں آتی ایک لڑکا زندہ بچا ہے اس کو بھی قتل کرنا چاہتا ہے شمر نے کہا مجھے امیر عبید اللہ نے حکم دیا ہے کہ اولاد نرینہ سے کوئی زندہ مت چھوڑ عمرو بن سعد نے کہا مسلمان کافروں کے بچوں کو قتل نہیں کرتے یہ تو مسلمانوں کا فرزند ہے اس کو امیر کے

Marfat.com

پاس لے چل جو وہ چاہے کرے عمرو اور شمر نے پیادوں کو پھر واپس لوٹایا اور شمر نے عمر بن سعد کو کہا مجھے امیر نے حکم دیا ہے کہ حسین کے بدن پر گھوڑے دوڑانا چنانچہ بیس گھوڑ سواروں کو حکم دیا گیا کہ حسین آپ کی لاش کو پامال کریں اور انہوں نے آپ کی لاش کو پامال کیا جس کی وجہ سے تن مبارک ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور اسرات لشکر ابن زیاد نے وہی بسیرا کیا جاننا چاہیے کہ ترجمہ مختصر طبری میں لکھا ہوا ہے کہ علی اصغر رضی اللہ عنہ کہ اس کو زین العابدین کہتے ہیں بیمار تھا وہ بعد شہادت علی اکبر امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی اے امیر آپ مجھے اجازت دیں تا کہ میں دشمنوں سے جنگ کروں اور آپ کے روبرو شہادت حاصل کروں اور آپ کے نانا جان کے پاس پہنچوں امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بیٹا اگر تو شہید ہو گیا تو میری نسل منقطع ہو جائے گی اور میں رسول خدا ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گا تو میری یادگار ہے لہٰذا میں تمہیں جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دیتا تو ام کلثوم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور خیمہ میں لے گئی اس کے بعد حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل بیعت کو وداع کیا اور رسول خدا ﷺ کا لباس پہنا اور علی اصغر زین العابدین کو گود میں لیا اور ان کو خدا تعالیٰ کے سپرد کیا اور فرمایا اے فرزند میری شہادت کے بعد دشمنوں سے جنگ نہ کرنا علی اصغر نے قبول کیا اور حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہلبیت سے جدا ہوئے اور آپ نے ہتھیار لگائے اور دشمنوں سے جنگ کرنے میں مشغول ہوئے اہلبیت کی طرف سے ایک شور اٹھا اور انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی یہی ایک یادگار تھی سو یہ بھی گئی آخرکار حسین رضی اللہ عنہ نے جنگ شروع کی میمنہ کو میسرہ پر دے مارا اور بہت لوگوں کو قتل کیا اور شہید ہوئے۔

Marfat.com

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اور آپ کا گھوڑا بھاگ کر خیمہ میں آ گیا اس کتاب میں طویل قصہ اور نئی نئی باتیں رلانے کے لیے ہیں۔ اک قصہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اعوان انصار اور رشتہ دار شہید ہو گئے تب عمرو بن سعد نے ان کے اہل و عیال کو اسیر کر کے آپ کے سر اور آپ کے یاروں کے سروں کو بشیر بن مالک نامی کی ہمراہی میں کوفہ میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس بھیجا تو حسین رضی اللہ عنہ مظلوم کے سر اور آپ کے اصحاب کے سروں کو ابن زیاد کے روبرو رکھا اور جناب امام کے قاتل نے یہ شعر پڑھے۔

اَمْلَاءُ رِکَابِی فِضَّۃً وَّذَھَبَا...... فَقَدْ قَتَلْتُ السَّیِّدَ الْمحجبّا

میری اونٹنی چاندی اور سونے سے بھر دے بلاشبہ میں نے ایک سردار کو قتل کیا ہے وَمَنْ یُّصَلِّی الْقِبْلَتَیْنِ فی القُباء وخیرکم...... اِذَا یُذْکَرُوْنَ النَّسَبَا۔ جو مسجد قبا میں دو قبلوں کی طرف منہ کئے نماز پڑھتا تھا اور تم میں بہتر ہے جبکہ نسب کا ذکر کیا جائے ان اشعار کو سن کر ابن زیاد نہایت غضب میں آیا اور کہا اگر تو اس کو ان فضیلتوں والا جانتا تھا تو اس کو تو نے کس لیے قتل کیا تجھ کو میں قتل کے عوض میں کچھ نہ دوں گا اور تجھے اسی کے پاس بھیجوں گا پھر اس کو قتل کرا دیا اسی طرح فصول الائمہ فی مناقب الائمہ میں بھی ہے جاننا چاہیے کہ آپ کے قاتل کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں شمر ذی الجوشن تھا اور بعض کہتے ہیں سنان بن انس النخعی تھا اور بعض کہتے ہیں خولی بن یزید الاصحی تھا اور بعض کہتے ہیں شمر پلید نے آپ کے چہرہ مبارک پر تلوار کا زخم لگایا اور سنان بن انس النخعی نے آپ کو نیزے کا زخم لگایا جس کی وجہ سے آپ

Marfat.com

گھوڑے سے نیچے گرے اور خولی ابن یزید نے اپنے گھوڑے سے اتر کر آپ کا
مبارک تن اقدس سے جدا کیا لیکن اس وقت اس کا ہاتھ کانپنے لگا تو اس کا بھائی شب
ابن یزید آیا اور اس نے سر کاٹ کر اپنے بھائی خولی بن یزید کو دیا واللہ اعلم
بالصواب۔ کربلا میں حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے اہلبیت سے عباس ا
عثمان محمد اور عبداللہ و جعفر تھے جو کہ آپ کے بھائی تھے یعنی باپ کی طرف سے
حضرات آپ کے بھائی ہیں قاسم و عبداللہ اور عمر اور کہا گیا ابوبکر یہ آپ کے بھتیجے حس
بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں علی اور عبداللہ یہ حسین رضی اللہ عنہ کے
بیٹے ہیں محمد اور عون یہ آپ کے بھانجے عبداللہ بن جعفر کے بیٹے ہیں عبداللہ او
عبدالرحمٰن اور جعفر یہ امام مسلم کے بھائی اور حسین رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں
عقیل بن ابی طالب کے بیٹے ہیں ان سب حضرات نے آپ کی ہمراہی میں شربت
شہادت نوش فرمایا ابن عبداللہ نے استیعاب میں محمد بن حنفیہ سے روایت کی کہ حسین
رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک دن میں سترہ نفر اولا فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شہید ہوئے او
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حسین علیہ السلام کے ساتھ ۱۶ نفر اہلبیت
سے کہ مثل انکا روئے زمین میں نہ تھا شہید ہوئے تاریخ ابوحاتم میں بھی اسی طرح ذکر
کیا لیکن چند آدمیوں کے دوسرے نام بتلائے چنانچہ سلمان اور سلیح امام حسن رضی اللہ
عنہ کے غلام اور محمد بن سعید بن عقیل بن ابی طالب اور دوسرے لوگ مہاجرین اور
انصار سے شہید ہوئے اور نیز علی رضاعی بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہوئے اور
بعض نے کہا ہے اس کو کوفہ میں قید کر کے لے گئے اس کے بعد اس کو محل سے نیچے گرا دیا

Marfat.com

جس کی وجہ سے آپ کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں مگر باوجود اس کے پھر بھی انہوں نے ایک کوفی کو قتل کر دیا اور عثمان بن علی اور اسد بن جعفر اور عمرو بن حسن بھی اس روز شہید ہوئے تاریخ مذکور میں لکھا ہے کہ عباس بن علی سقہ کہتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے پانی لائے اور آپ کو دیا کہ آپ پانی پئیں کہ ایک شخص نے آپ کے گلے میں تیر مارا جس کی وجہ سے آپ پانی پی نہ سکے مخالفین کے مقتولوں کی تعداد میں بھی اہل تاریخ کا اختلاف ہے۔

ترجمہ طبری میں اٹھاسی (۸۸) نفر لکھے ہیں اور ترجمہ مختصر طبری میں سے پتہ چلتا ہے کہ سینکڑوں مارے گئے جیسا کہ لکھا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اور علی اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے حملہ میں سینکڑوں کو قتل کیا اور جر بن یزید نے بھی اول حملہ میں چالیس آدمیوں کو قتل کیا واللہ اعلم بالصواب۔

فصل: متفرق ذکر میں

طبری نے روایت کی ہے کہ عمرو بن سعد کربلا میں ایک دن ٹھہرا کہ اپنے آدمیوں کو دفن کرے اور اہلبیت کی لاشیں اسی طرح پڑی تھیں زنان امام حسین رضی اللہ عنہ کو اونٹوں پر جن کے پالان پھٹے ہوئے تھے سر برہنہ سوار کیا علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کو جو کہ بیمار تھے ان کو بھی اونٹ پر سوار کر کے کوفہ کی طرف روانہ کیا کہتے ہیں جب وہ روانہ ہوئے تو آواز رونے کی سنی لیکن دکھائی کوئی نہ دیتا تھا نیز اس شعر کے پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ اَيُّهَا الْقَاتِلُوْنَ جُهَلَاءُ حُسَيْنًا اَبْشِرُوْا بِالْعَذَابِ وَالتَّنْكِيْلِ اے حسین کے جاہل قاتلو! عذاب کی خوشخبری حاصل کرو۔ قَدْ لُعِنْتُمْ

Marfat.com

عَلٰی لِسَانِ دَاؤدَ۔ وَمُوْسٰی وَحَامِلِ الْاِنْجِیْلُ۔ بلاشبہ تم داؤد علیہ السلام کی زبان پر لعنت کئے گئے ہو اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام صاحب انجیل کی زبان پر بھی تمہیں لعنت کی گئی ہے تیسرے روز تک حسین رضی اللہ عنہ شہیدوں کے ساتھ پڑے ہوئے تھے کسی نے آپ کو دفن نہ کیا لب فرات پر عامر یہ ایک گاؤں ہے وہاں کے لوگ آئے اور انہوں نے کہا اے مسلمانوں ان مقتولوں کو شیر اور چیتے کھاتے ہیں خدا سے ڈرو اور ان کو دفن کرو تو تمام لوگ جمع ہوئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایک قبر میں دفن کیا اور شہیدوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا جو شخص آپ کے اہلبیت سے تھا اس کو آپ کے برابر قبر میں دفن کیا خولی حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گیا اور دسرے روز عمرو بن سعد اہلبیت کی عورتوں کو جو کہ بے پردہ اور کپڑے پھٹے ہوئے اونٹوں پر سوار تھیں ان کو لیکر کوفہ میں آیا جب کوفیوں نے ان کو دیکھا تو روتے تھے ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا اے کوفہ والو! تم کیوں روتے ہو ہم کو تم نے قتل کیا اور پھر روتے ہو اور یہ تین شعر پڑھے۔ مَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِذْقَالَ النَّبِیُّ لَکُمْ مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ خَیْرُالْاُمَمِ جب نبی علیہ السلام تم سے فرمائیں گے تم بہترین امت ہو تو کیا کہو گے۔

بِعِترتی وَبِاَھْلِی بَعْد معتقدی
مِنْھُمْ اُسَارٰی وقتلٰی ضُرِّجُوابِدَم

میرے ماننے کے باوجود میرے خاندان اور اہلبیت میں سے بعض کو قید کیا اور بعض کو قتل کیا۔

Marfat.com

ماکان جزآء اذ نصحت لکم

ان تخلفوا فی النبوۃ من ذوی رحم

کیا میرے نصیحت کرنے کی یہی جزا تھی کہ نبی کے ذی رحم رشتہ داروں کی مخالفت کرو۔ تو ابن زیاد نے محل میں فرش بچھوایا ہیبت اور وقار سے اس پر بیٹھا اور عمرو بن سعد کو بھی شان وشوکت سے بیٹھایا پھر حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو دیکھا کہ ایک تھال میں اس کے سامنے رکھا ہے اور عورتیں اور بچے اہلبیت نبوی قیدی کی حالت میں اس کے روبرو کھڑے ہیں عبید اللہ بن زیاد ان کا تماشا دیکھتا اور کہتا تھا سب تعریف اس خدا کو ہے جس نے ہمارے دشمنوں کو سختی پہنچائی۔

ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنَا بِمُحَمَّدٍ وَّطَهَّرَنَا تَطْهِیْرًا سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے محمد ﷺ کے طفیل ہمیں مکرم کیا اور ہمیں گناہوں سے خوب پاک کیا پھر ابن زیاد نے کہا تم نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو کس طرح پایا ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اکٹھا کرے گا اور انصاف فرمائے گا اس نے کہا ابھی تیرے کلام کرنے میں اتنی دلیری ہے اس نے چاہا تھا کہ سزا دے عمرو بن سعد نے کہا عورتوں کی باتوں کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے پھر ابن زیاد بدنہاد نے کہا یہ لڑکا کون ہے کہا یہ حسین رضی اللہ عنہ کا لڑکا ہے اس نے کہا اس کو بھی قتل کرو میں نہیں چاہتا کہ نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اولاد نرینہ باقی رہے چنانچہ کوتوال اٹھا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے جا کر قتل کرے زینب نے اس کو اپنی بغل میں لیا اور کہا اگر اس لڑکے کو قتل کرتے ہو تو ہم کو

Marfat.com

بھی قتل کرو میں اس کو ہرگز نہ چھوڑوں گی تمام بچوں اور عورتوں میں آل محمد ﷺ سے
یہی ایک لڑکا محرم باقی رہا ہے جب اس کو قتل کرو گے ہم سب عورتیں بغیر محرم کے رہیں
گی ابن زیاد نے کہا میں نے تمہاری وجہ سے اس کی جان بخشی کی اس کے بعد ابن زیاد
نے سر حسین رضی اللہ عنہ کو وحیہ بن قیس کے ہاتھ مع عورتوں اور بچوں کے اونٹوں پر
سوار کر کے یزید کی طرف بھیج دیا یزید نے محلوں میں فرش کو بچھوایا اور تمام فوج کو بلوایا
اور لوگوں نے سر حسین رضی اللہ عنہ کو اس کے سامنے رکھا اور آپ کی عورتوں اور بچوں کو
سامنے کھڑا کیا پھر یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کی طرف دیکھ کر کہا اللہ تعالیٰ
تجھ پر رحم کرے اے ابوعبداللہ ہم اہل عراق سے بغیر تیرے قتل کرنے کے راضی تھے
لیکن تو نے قطع رحم کیا اور جماعت سے ایک طرف رہا یزید کے ہاتھ میں چھڑی تھی اس
کو حسین رضی اللہ عنہ کے لبوں پر مارتا تھا ابو بدرۃ الاشلجی اس جگہ موجود تھا اس نے کہا
اے یزید چھڑی کو حسین رضی اللہ عنہ کے لبوں سے دور رکھ میں نے اکثر اوقات دیکھا
کہ پیغمبر علیہ السلام ان کے لبوں پر بوسہ دیا کرتے تھے پھر یزید نے علی بن الحسین رضی
اللہ عنہ سے کہا اے علی رضی اللہ عنہ تیرے باپ نے قطع رحم کیا اور میرا حق نہ پہچانا اور
اس نے چاہا تھا کہ یہ سلطنت خداداد میرے ہاتھ سے چھین لے لیکن خدا نے ایسا نہ کیا
علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ
اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا (الحدید۔ ۲۲)

ترجمہ: نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہارے نفسوں میں مگر کتاب
میں ہے اس سے پہلے کہ ہم پیدا کریں۔

Marfat.com

اس کو پھر یزید نے اہل بیت کے قیدیوں کے متعلق کہا کہ ان کو گھر میں رکھو چنانچہ وہ دس روز رہے پھر ان کو مدینہ شریف بھیج دیا یہ مضمون ترجمہ متعارف طبری میں ہے جاننا چاہیے یہ جو کچھ یزید نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اے اباعبداللہ اس سے مراد ترحم نہیں بلکہ خیانت و گناہ کو ثابت کرنا ہے کیونکہ یہ کلمہ اور اس کی مثال محاورات استعمال میں خاطی و مجرم کے حق میں کہا کرتے ہیں چنانچہ یزید کا یہ کہنا کہ تو نے قطع رحم کیا ہے اس پر دلالت کرتا ہے اور صاحب کتاب بھی اسی طرح لایا ہے کہ اہل اخبار کا اتفاق ہے کہ جس وقت اشقیاء نے سر حسین رضی اللہ عنہ کو تن اقدس سے جدا کیا اور آپ کے اہلبیت کو قیدیوں کی طرح ابن زیاد کی طرف روانہ کیا جیسا کہ ترجمہ میں گزرا بعد میں لکھا ہے کہ:

ابن زیاد قصر امارت میں بیٹھا اور آدمیوں کے آنے کی عام اجازت ہو گئی جب آدمی حاضر ہو گئے تو سر مبارک کو ابن زیاد کے روبرو رکھا تو وہ دیکھتا تھا اور مسکراتا تھا اور ایک چھڑی کو جو اس کے ہاتھ میں تھی آپ کے دندان مبارک پر مارتا تھا بخاری اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابن زیاد کے پاس سر مبارک امام حسین رضی اللہ عنہ کو لایا گیا تو طشت میں رکھا ہوا تھا تو وہ آپ کے لب و دندان پر چھڑی مارتا تھا اور آپ کے حسن میں نقائص بیان کرتا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم امام حسین رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور وسمہ سے آپ کے بالوں کو خضاب کیا ہوا تھا تہذیب التہذیب میں ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ تھے مگر چند بال داڑھی کے سفید تھے ان پر خضاب کیا ہوا تھا ابن ابی الدنیا نے زید بن ارقم

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ زید بن ارقم نے ابن زیاد سے کہا اپنی لکڑی کو اٹھا خدا کی قسم میں نے رسول خدا ﷺ کو بہت مرتبہ دیکھا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کے دونوں لبوں کے درمیان آپ بوسہ دیا کرتے تھے اس کے بعد زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا اے ابن زیاد خدائے تعالیٰ تجھ کو رلائے یہ سن کر ابن زیاد نے کہا اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو تجھ کو میں قتل کر دیتا تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرماتے تھے اے لوگو! آج تم غلام ہو گئے اور تم نے فرزند رسول کو قتل کیا اور ابن مرجانہ یعنی ابن زیاد کو اپنا امیر بنایا اور خدا کی قسم وہ تم میں سے بہتر آدمیوں کو قتل کرے گا اور تم میں سے جو لوگ شریر ہیں ان کی فرمانبرداری کرائے گا تو افسوس ہے اس شخص پر جو ذلت و عار پر راضی ہو اس کے بعد زید بن ارقم نے کہا اے ابن زیاد تجھے میں ایک حدیث سناتا ہوں جو سابق حدیثوں میں سے زیادہ تجھے غصے میں مبتلا کرنے والی ہے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ انہوں نے حسن رضی اللہ عنہ کو داہنی ران پر بٹھایا اور حسین رضی اللہ عنہ کو بائیں ران پر بٹھایا پھر اپنے دست مبارک کو ان کے سروں پر رکھا اور بعد میں فرمایا بار خدایا میں ان کو تیرے اور نیک مومنوں کے پاس بطور امانت سپرد کرتا ہوں تو اے ابن زیاد! پیغمبر خدا ﷺ کی امانت تیرے روبرو کیا ہوئی یعنی رسول خدا ﷺ نے صالح مومنین کو امانت سپرد کی تھی اور تو نے رسول خدا ﷺ کی امانت کو ضائع کر دیا اور اس طرح خوار کیا اس کے بعد ابن زیاد مجلس سے اٹھا اور منبر پر کھڑا ہوا اور تقریر کی جس کا ترجمہ یہ ہے شکر ہے خدا کا جس نے حق کو ظاہر کیا اور اہل حق کو غلبہ و فتح دی اور امیر المومنین یزید اور اس کے لشکر کو غالب کیا اور کاذب ابن کاذب اور اس کے اہل کو شکست دی یہ بات سن کر عبداللہ بن عفیف اٹھے اور ابن زیاد کی طرف گئے اور کہا اے

Marfat.com

دشمن خدا! تو جھوٹا ہے اور تیرا باپ جھوٹا ہے اور جس نے تجھے امیر بنایا وہ جھوٹا ہے تو نے اولاد پیغمبر کو ذبح کیا اور منبر پر جو کہ صدیقوں کا مقام تھا کھڑا ہوا ابن زیاد نے حکم دیا عبداللہ بن عفیف کو پکڑو تو ابن زیاد کے سپاہیوں نے اسے پکڑا عبداللہ نے اپنی قوم کو پکارا تو سات آدمی اس کی قوم کے جمع ہوئے انہوں نے عبداللہ بن عفیف کو سپاہیوں سے چھڑایا تو جس وقت رات ہوئی ابن زیاد نے ایک شخص کو بھیجا کہ عبداللہ بن عفیف کو گھر سے پکڑ کر لائے اور میدان میں اس کو سولی دے۔

اس کے بعد صبح ہوئی تو ابن زیاد نے حکم دیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرایا جائے چنانچہ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی زید بن ارقم سے روایت ہے آپ نے فرمایا جب سر مبارک کو نیزے میں لگا کر پھرایا گیا۔ گلی کوچوں میں اس وقت وہ اپنے بالا خانے میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص سورۃ کہف کی اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا (الکھف:۹) ترجمہ: اے مخاطب کیا تو نے گمان کیا ہے کہ غار کے رہنے والے اور تختی والے ہماری انوکھی نشانیوں میں سے تھے تو آپ کے سر مبارک نے بزبان فصیح کلام کیا اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا قَتْلِىْ وَحَمْلِىْ ترجمہ: اصحاب کہف سے زیادہ تعجب خیز میرا قتل کرنا اور میرے سر کا نیزے پر بلند کرنا ہے زید بن ارقم فرماتے ہیں یہ کلام سن کر میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے سر کو ندا دی خدا کی قسم اے ابن رسول اللہ ﷺ تیری حقیقت اور تیرا حال اصحاب کہف سے عجب تر ہے۔

Marfat.com

ابن الاخضر نے عاصی بن زر سے روایت کی کہ اول سر جو اسلام میں نیزے پر بلند کیا گیا وہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کا سر تھا اور آدمیوں کو رلانے والا اس دن سے زیادہ میں نے کوئی دن نہیں دیکھا اور نیز فتاویٰ قرطبی میں ہے کہ کوفہ کے لوگ دیکھتے تھے کہ قیدیوں میں علی بن الحسین رضی اللہ عنہ تھے کہ ہاتھ ان کے گردن پر باندھے ہوئے تھے۔ زینب وکلثوم وفاطمہ وسکینہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں تھیں جن کو ظالم کوفی لے جا رہے تھے پھر حسین رضی اللہ عنہ کے سر اور آپ کے یاروں کے سروں کو اہلبیت قیدیوں کے ساتھ شمر ذی الجوشن کے ہمراہ یزید پلید کی طرف روانہ کیا تذکرۂ قرطبی میں لکھا ہے۔ ابن زیاد نے زنان اہلبیت کو اونٹوں پر بٹھا کر ساتھ ہی امام مظلوم کے سر کو یزید کی طرف روانہ کیا اور ہر شہر اور گاؤں میں سروں کو نیزوں پر بلند کیے جاتے تھے تا کہ اس شہر اور گاؤں میں جو لوگ ہیں وہ دیکھیں جب سفر کر رہے تھے تو راستہ میں ایک گرجا آیا جب وہاں پہنچے تو دوپہر کو آرام کرنے کے لیے وہاں ٹھہرے تو اس گرجا گھر کی دیوار پر یہ شعر لکھا ہوا دیکھا۔

اَتَرْجُوْا اُمَّۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا

شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

ترجمہ: کیا جس گروہ نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا قیامت کے روز اس کے نانا جان کی شفاعت کا امیدوار ہے۔ تو یزیدیوں نے اس گرجا گھر کے پادری سے پوچھا کہ یہ شعر کس نے لکھا ہے پادری نے کہا یہ شعر تمہارے نبی ﷺ کے مبعوث ہونے سے پانچ سو برس پہلے کا اس جگہ لکھا ہوا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس گرجا

Marfat.com

گھر کی دیوار پھٹی اور اس میں سے ایک ہاتھ نکلا اور اس ہاتھ پر خون سے یہ شعر مذکورہ لکھا ہوا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ نابکار لوگ اس منزل میں اترے اور سر مبارک کو نیزے پر نصب کیا ہوا تھا اور اس کی حفاظت کرتے تھے تو اس گرجا گر کے راہب نے اس سر کو دیکھا اور اس کا حال پوچھا ان ظالموں نے حال بیان کیا تو راہب نے ان سے کہا تم بہت بری قوم ہو اس کے بعد ان سے کہا اگر تمہاری مرضی ہو تو تم مجھ سے دس ہزار درہم لو اور ایک رات کے لیے اس سر کو میرے پاس رہنے دو سر کی حفاظت کرنے والوں نے اس بات کو قبول کیا۔

تو راہب نے اس سر کو لیا اور غسل دیا اور خوشبو لگائی اور اپنی ران پر سر کو رکھا اور صبح تک روتا رہا اس کے بعد مسلمان ہو گیا اس وجہ سے کہ اس نے سر مبارک سے لے کر آسمان تک ایک نور دیکھا تھا اس کے بعد وہ اس گرجا سے نکلا اور ہمیشہ اہلبیت کا خادم بنا رہا اور جو دس ہزار درہم اس راہب نے یزیدیوں کو دیئے تھے انہوں نے ایک تھیلی میں ان کو رکھا ہوا تھا جب ان کو تھیلی میں سے نکال کر آپس میں تقسیم کرنے لگے تو دیکھا کہ وہ ٹھیکریاں ہیں اور ان کے ایک طرف لکھا ہوا تھا۔ **وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ**۔ (ابراھیم: ۴۲) ترجمہ: جو ظالم کام کر رہے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کو غافل مت گمان کر۔ اور اس کی دوسری طرف لکھا ہوا تھا۔ **وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ**۔ (الشعرآء: ۲۲۷)

ترجمہ: عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کونسی پھرنیکی جگہ وہ پھرے جاتے ہیں۔

صواعق محرقہ کے ترجمہ میں ہے وہ جماعت جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر

Marfat.com

کی حفاظت پر متعین تھی انہوں نے درہموں کو اس لیے تقسیم کیا تھا تا کہ ان سے یزید نہ لے لے الْقِصَّةُ یزیدی امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر اور ان کے اہل بیت کو لیکر دمشق میں آئے اور یزید کے پاس پہنچے اور حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو یزید کے روبرو رکھا اور شمر ذی الجوشن نے جنگ کا قصہ بیان کرنا شروع کیا اور کہا اے امیر المومنین! حسین رضی اللہ عنہ ہم پر اپنے اہلبیت کے بارہ نفر اور اپنے شیعہ کے ۶۰ نفر کے ساتھ ہمارے مقابل آیا تو ہم بھی ان کی طرف گئے اور ہم نے ان سے ابن زیاد کی اطاعت کا سوال کیا یا جنگ اختیار کرنے کا تو انہوں نے جنگ کو اختیار کیا تو ہم سورج نکلنے کے وقت ان پر حملہ آور ہوئے اور ہم نے ہر طرف سے ان کا محاصرہ کیا تو جس وقت ہماری تلواریں ان کے جسموں پر پڑیں تو وہ پناہ تلاش کرتے تھے جیسے کبوتر باز کے حملہ سے پناہ تلاش کرتا ہے تو ان کے ساتھ جنگ اتنی دیر رہی ہے جتنی دیر میں قصاب بکری کو ذبح کرتا ہے یا اتنی دیر ہماری ان کی جنگ رہی جتنی دیر دن میں سوتے ہیں یہاں تک کہ ہم نے ان سب کو قتل کر دیا اور ان کے بدن برہنہ جنگل میں پڑے ہیں اور گرد و غبار سے ان کے چہرے آلودہ ہیں بعض روایات میں ہے جس وقت یزید نے شمر کی یہ گفتگو سنی تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا تمہاری خرابی ہو میں بغیر قتل کے حسین رضی اللہ عنہ کے تمہاری اطاعت سے خوش تھا اور آگاہ ہو جاؤ قسم خدا کی اگر میں اس کے مقابل ہوتا تو میں اس سے تجاوز نہ کرتا اور یزید نے ابن زیاد کو برا کہا اور اس پر لعنت کی اور کہا ابن مرجانہ نے میری طرف سے ہر نیک و بد کے دل میں برائی کا بیج بو دیا اس کے بعد کہا اے حسین رضی اللہ عنہ خدا تعالیٰ تجھ پر رحم کرے بیشک تجھے ایسے شخص نے

Marfat.com

قتل کیا جس نے رشتہ داری کا حق نہ پہچانا۔ بعدازاں امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کو اوران کے سرکو علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف پہنچا دیا اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب ہم دمشق میں آئے تو میرے سے ایک شخص نے ملاقات کی تو میں اس کے گھر میں گیا اور وہیں سویا جب میں نے گھوڑوں کے سموں کی آواز سنی تو میں جاگا پھر ہم کو یزید کے روبرو پیش کیا گیا تو وہ ہمارے حالات دیکھ کر رویا جو ہم نے مانگا اس نے دیا اور ہم کو اس نے نصیحت کی کہ تمہاری قوم کے درمیان جھگڑے ہوں گے تم پر لازم ہے کہ کسی طرف سے حصہ نہ لینا جیسا کہ جنگ حرہ مسرف کی طرفسے واقع ہوگی جس کا ذکر آئندہ آئے گا چنانچہ واقع حرہ ہوا تو یزید نے مسرف کو لکھا تھا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو رنجیدہ نہ کرنا اوراس کے ساتھ نیکی کرنا اور اگر مدینہ کو فتح کرے تو اس کو امن دینا نیز اس میں ہے کہ محمد بن حسن مخزومی سے روایت ہے کہ جب سر حسین رضی اللہ عنہ یزید کے روبرو رکھا گیا تو وہ رویا اور اس میں یہ بھی ہے کہ جب فاطمہ اور علی اور سکینہ کو یزید کے پاس بھیجا تو سکینہ کو یزید نے اپنے تخت کے پیچھے کھڑا کیا تا کہ وہ اپنے باپ کا سر نہ دیکھے اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ طوق پہنے ہوئے یزید کے روبرو کھڑے تھے اور یزید حسین رضی اللہ عنہ کے دندان مبارک پر چھڑیاں مارتا تھا اور کہتا تھا میرا گمان نہ تھا کہ ابوعبداللہ حسین رضی اللہ عنہ اس عمر تک پہنچے گا اور اس کا سر اور اس کی داڑھی کو خضاب کیا جائے گا اور تہذیب التہذیب میں یہ بھی روایت کہ محضر بن ثعلبہ العابدی حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو یزید کے پاس لایا تھا اور اس نے کہا تھا اے امیر المؤمنین میں عرب کے احمق کا سر لایا

Marfat.com

زینب تو کھائے گی زینب چند روز سے بھوکی تھی اس نے کہا ہاں کھاؤں گی تو یزید نے سر حسین رضی اللہ عنہ کو کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا منگوایا اور اوپر سے کپڑا اٹھایا زینب نے جب اس سر مبارک کو دیکھا اور پہچانا تو رونا شروع کیا یزید پلید دندان حسین رضی اللہ عنہ پر لکڑی مارتا تھا اور کھانا کھاتا تھا یزید کا غلام جس کا نام مقبول تھا وہ کھڑا تھا اس نے کہا اے یزید خدا سے ڈر یہ شخص محمد ﷺ کی اولاد کا سردار ہے میرے سامنے اس کے دندان مبارک پر لکڑی مت مار کہ سرور کائنات ﷺ نے کئی مرتبہ ان کے منہ کو چوما ہے یزید نے کہا میں تجھے بھی ان دشمنوں سے شمار کرتا ہوں جب غلام نے یہ بات سنی تو اس نے تین مرتبہ یزید کے سر پر وار کیا مگر تقدیر الٰہی سے تلوار اس کے لگی نہیں اور شور مچ گیا چالیس آدمیوں کو قتل کیا اور ایک گھنٹہ تک اس نے جنگ کی اور آخر خود شہید ہوا علی اصغر رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا نے اس کو بہشت کا وعدہ دیا۔

جاننا چاہیے سر مبارک کے دفن میں اختلاف ہے فتاویٰ قرطبی میں ہے کہ یزید نے سر مبارک کو مدینہ میں بھیجا اس کو کفن دے کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قریب دفن کیا گیا اور یہی صحیح ہے سید سمہودی نور الملۃ والدین علی بن عبداللہ الحسینی المدنی نے خلاصۃ الوفا میں روایت کی کہ جسد مبارک امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں ہے اور سر مبارک آپ کا مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفون ہے۔

اور شیعہ امامیہ کہتے ہیں کہ آپ کے سر مبارک کو شہادت سے چالیس دن بعد آپ کے تن مبارک کے ساتھ دفن کیا گیا اور یہ دن ان میں مشہور ہے اور اس دن کو وہ زیارت اربعین کا دن کہتے ہیں اور جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ عسقلان یا قاہرہ میں

Marfat.com

دفن ہے باطل ہے اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ آپ کا سر مبارک یزید کے خزانہ میں تھا تو سلیمان بن عبدالملک کی خلافت کا زمانہ آیا تو لوگوں نے اس کو خبر دی کہ سر حسین رضی اللہ عنہ شاہی خزانہ میں ہے تو اس نے اس سر کو منگایا اور دیکھا تو سفید ہڈیاں باقی ہیں تو اس کو خوشبو لگا کر اور کفن دے کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جب عباسیوں کی حکومت کا زمانہ آیا تو انہوں نے اس کو اکھیڑا اور خدا جانے کیا کیا نیز اسی میں روایت ہے راوی کہتا ہے میں اس قوم میں تھا جنہوں نے ولید بن یزید پر ڈاکہ ڈالا تھا اور اس کے خزانہ کو دمشق میں لوٹا تھا تو اس میں ایک صندوقچی کو دیکھا میں سمجھا کہ اس میں مال غنیمت ہے میں اس کو لیکر وہاں سے روانہ ہو گیا تو جب میں نے اس کو کھولا دیکھا ریشمی کپڑے میں سر لپٹا ہوا ہے اور اس ریشمی کپڑے پر لکھا ہوا تھا یہ سر حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کا ہے تو میں نے تلوار سے ایک گڑھا کھودا اور اس سر کو اس میں دفن کر دیا۔

احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے راوی وہ کہتا تھا خبر دی مجھ کو حمزہ بن حضرمی نے وہ کہتا تھا دیکھا میں نے ایک عورت کو کہ سب عورتوں سے زیادہ عقلمند اور نیک تھی نام اس کا ریا اور یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی خاص خدمت گار تھی اور اس کی عمر سو سال تھی اس نے نقل کیا کہ ایک شخص یزید کے پاس آیا۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین خدا نے آپ کو امام حسین رضی اللہ عنہ پر فتح دی اور اس کے سر کو تیرے پاس لایا اور وہ سر طشت میں رکھا ہوا تھا تو یزید نے اپنے غلام سے کہا سر کو کھول جب یزید نے سر مبارک کو دیکھا تو اس کا رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا کیونکہ اس سر سے بہت اچھی خوشبو آتی تھی اور راوی کہتا تھا ہمارے بعض رشتہ داروں نے ہم سے بیان کیا کہ تین روز تک حسین رضی اللہ عنہ کا سر دمشق کے دروازہ پر آویزاں رہا صواعق

Marfat.com

محرقہ کے ترجمہ میں ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ اس پر مہربانی فرمار ہے ہیں سلیمان نے اس خواب کی تعبیر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کی انہوں نے فرمایا شاید تیرے سے رسول خدا ﷺ کی آل پر کوئی احسان ہوا ہے سلیمان بن عبدالملک نے کہا میں نے سر حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے خزانہ سے پایا اس وقت اس کو کفن دے کر اور اس پر نماز پڑھ کر اس کو دفن کر دیا ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تیرا یہی کام رسول اکرم ﷺ کی رضا کا موجب ہے تو سلیمان بن عبدالملک نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب کی تعبیر کے عوض میں اچھا انعام دیا واقعہ کربلا کے بعد ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے تہتر فرقوں میں سے کوفہ کے رہنے والے جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پھر وقت پر دھوکا دیا اور آپ کو دشمنوں کے حوالہ کر دیا نہیں نہیں بلکہ خود قتل کیا یہ کس فرقہ کے لوگ تھے تو اس کا فیصلہ ہم اپنی طرف سے اور اپنی رائے سے نہیں کرتے بلکہ اس معاملہ میں ہم تاریخ سے پوچھتے ہیں کہ اس امر کا وہ فیصلہ کرے کہ وہ کس مذہب کے لوگ تھے تو اس بارہ میں شیعہ سنی کتب بانگ دھل پکار کر کہہ رہی ہیں کہ وہ شیعہ مذہب کے لوگ تھے علاوہ کتب تاریخ کے عقلی دلائل بھی اس کے متعلق موجود ہیں۔(۱) چونکہ کوفہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا دارالخلافۃ اس وجہ سے بنایا تھا کہ زیادہ تر شیعہ حضرات جو صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھرتے تھے اور اپنے آپ کو شیعان علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے وہاں پر کثرت سے موجود تھے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ دارالخلافہ بنایا تھا تاکہ ان کی حکومت ان کی محبت کا دم بھرنے والوں کی وجہ سے مستحکم و مضبوط رہے۔(۲) جب یزید پلید برسراقتدار آیا تو

Marfat.com

اس کی بیعت کا انکار پانچ شخصوں نے کیا تھا جس پر تاریخ شاہد ہے (۱) حضرت حسین رضی اللہ عنہ (۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (۳) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (۴) عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ (۵) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تو اہل کوفہ کا خصوصیت سے امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلانا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ وہ شیعہ مذہب کے لوگ تھے ورنہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بھی یزید کی بیعت سے انکار کیا ہوا تھا ان کو خط بھیجتے اور بلاتے اور کہتے ہم تمہیں خلیفہ مانیں گے اور تم سے بیعت کریں گے یا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ یا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بلاتے اور ان سے بیعت کرنے کے متعلق کہتے جب ان حضرات میں سے کوفیوں نے کسی کو بھی نہ بلایا اور صرف حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا تو ثابت ہوا یہ شیعہ مذہب کے لوگ تھے (۳) جب حکومت وقت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف تھی ایسے وقت میں کوفہ کے لوگ حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاں بلاتے ہیں اگر وہ لوگ آپ کے معتمد علیہم نہ ہوتے یا آپ کو ان پر بالکلیہ اعتماد اور بھروسہ نہ ہوتا تو ہرگز آپ وہاں نہ جاتے کیونکہ ایسے وقت میں آپ ضرور یہ خیال کرتے چونکہ حکومت وقت میرے خلاف ہے ایسا نہ ہو جو لوگ مجھے بلا رہے ہیں وہ دھوکہ دے کر مجھے حکومت کے سپرد کر دیں تو معلوم ہوا آپ جانتے تھے کہ یہ میرے ماننے والے اور میرے والد رضی اللہ عنہ کے ماننے والے لوگ ہیں میرے شیعہ اور میرے والد رضی اللہ عنہ کے شیعہ ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنے مشوروں میں اور اپنے خطوط میں ظاہر بھی کیا جس کا بیان شیعہ سنی کتب میں موجود ہے۔

(۱) مجالس المؤمنین میں قاضی نور اللہ شوستری لکھتے ہیں تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل اگرچہ ابو حنیفہ سنی باشد۔

Marfat.com

ترجمہ: اہل کوفہ کے شیعہ ثابت کرنے کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں اور جو شخص کوفہ کا اصل رہنے والا ہے اس کا سنی ہونا اصل کے خلاف ہے اگر چہ ابوحنیفہ سنی ہو یعنی اس امر میں قاعدہ کلیہ یہ ہے جو شخص کوفہ کا اصلی باشندہ ہے وہ شیعہ ہے تو حوالہ سے معلوم ہوا کہ اسقدر شیعہ کوفہ میں رہتے تھے اور ان ہی کوفیوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا ہے۔ سر الشہادتین میں مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

اَكْثَرُ هُمُ الَّذِيْنَ كَاتَبُوْهُ وَبَايَعُوْهُ۔ ترجمہ: حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے والے اکثر وہی لوگ تھے جنہوں نے آپ کو خطوط لکھے تھے اور امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی تاریخ طبری جلد چہارم ص ۶۱۸ میں ہے شیعان کوفہ کو علم ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ مدینہ چھوڑ کہ مکہ میں آئے ہوئے ہیں تو انہوں نے آپ کو بلانے کے لیے خط لکھا اور قاصد بھیجے تو حسین رضی اللہ عنہ نے امام مسلم رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں بھیجنے کے لیے بلایا پس حسین بن علی رضی اللہ عنہ امام مسلم بن عقیل را برخواند وگفت بکوفہ یابد شدن وآنجا نہاں مے باش تا شیعہ برتو گردانیدند (ترجمہ) تو حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کوفہ جانا چاہیے اور وہاں جا کر پوشیدہ رہ تا کہ شیعہ تیرے پاس اکٹھے ہو جائیں اور اسی صفحہ میں ہے مہتران شیعت روز آدینہ از پس خلیفہ یزید نماز نہ گزارند وایشاں راخون خواستہ حلال نہ بینند۔ ترجمہ: آپ کے بزرگ شیعہ یزید کے خلیفہ کے پیچھے نماز جمعہ نہیں پڑھتے اور ان کے ذبیحہ کو حلال نہیں جانتے اور امامت کا حقدار آپ کو سمجھتے ہیں۔ اور اسی سے ملتا جلتا مضمون شیعہ کی مشہور کتاب جلاء العیون ص ۳۵۶ پر ہے

Marfat.com

چوں ایں اخبار باہل کوفہ رسد شیعان کوفہ درخانہ سلیمان بن مروخزاعی جمع شدند حمد و ثنائے حق تعالیٰ ادا کروند ودر باب فوت معاویہ وبیعت یزید سخن گفتہ سلیمان گفتہ چوں معاویہ بجہنم واصل شد وحضرت امام حسین از بیعت یزید امتناع نمودہ ز بجانب مکہ معظمہ رفتہ است وشما شیعیاں او پدر بزرگوار او یدا کرے دانید کہ اور ایاری وبادشمناں او جہاد خوامید کردو بجان ومال درنصرت او خوامید کوشید نامہ باد تویسید واو راطلبید جب اہل کوفہ کو یہ خبر ہوئی کہ حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت سے انکار کر کے مدینہ چھوڑ کر مکہ معظمہ تشریف لے آئے ہیں تو کوفہ کے لوگ یعنی شیعہ سلیمان مردخزاعی کے گھر میں اکٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ادا کی معاویہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کے بارہ میں اور یزید کی بیعت کے بارہ میں آپس میں باتیں کی سلیمان نے کہا جب معاویہ جہنم میں پہنچ گیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کر کے مکہ معظمہ میں رہنا اختیار کیا ہوا ہے اور تم لوگ اس کے شیعہ ہو اور اس کے بزرگوار باپ کے شیعہ ہو اگر سمجھتے ہو کہ اس کی مدد اور اس کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرو گے اور جان و مال سے اس کی مدد میں کوشش کرو گے تو اس کو خط لکھو اور اس کو بلاؤ پھر خط اس مضمون کا لکھا این نامہ است بسوئے حسین بن علی رضی اللہ عنہ از جانب سلیمان بن مردخزاعی ومسیتب بن بخیہ ورفاعہ بن شداد بجلی وحبیب بن مظاہر سائیر شیعان اواز جانب مومنان ومسلمانان اہل کوفہ (ترجمہ) یہ خط سلیمان بن مردخزاعی اور مسیتب بن بخیہ اور رفاعہ بن شداد بجلی اور حبیب بن مظاہر اور باقی اس کے شیعہ مومنوں اور کوفہ کے مسلمانوں کی طرف سے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف اور جب آپ کو راستہ میں پتہ چلا کہ کوفیوں نے بے وفائی کی اور مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو آپ نے اپنے ساتھیوں

Marfat.com

سے فرمایا۔ پس حضرات صحابہ خود را جمع نمود و فرمود بجا خبر رسیدہ کہ مسلم بن عقیل وہانی بن عروہ و عبداللہ بن بقطر را شہید کردہ اند و شیعیان ما دست از یاری ما برداشتہ اند۔ ہر کہ خواھد از ما جدا شود جلاء العیون ص ۲۷۵ تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور فرمایا ہمیں خبر ملی ہے کہ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن بقطر رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا گیا ہے اور ہمارے شیعوں نے ہماری مدد سے ہاتھ اٹھالیا ہے جو شخص چاہتا ہے، وہ چلا جائے اور تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم ص ۱۰ پر ہے وَاجْتَمَعَتِ الشِّيْعَةُ فِيْ مَنْزِلِ سُلَيْمَانَ بنِ مَرْدِ الْخُزَاعِيْ فَذَكَرُوْا مَسِيْرَ الْحُسَيْنِ اِلٰى مَكَّةَ وَكَتَبُوْا اِلَيْهِ عَنْ نَفَرٍ مِّنْهُمْ سُلَيْمَانَ بنُ مَرْدَ الْخُزَاعِيِ وَالْمُسَيّبُ بنُ نَجِيَةَ وَرُفَاعَةَ بُنِ شَدَّادُ وَحُبَيْبِ بنِ مَظَاهِرٍ وَغَيْرُهُمْ بِسْمِ اللهِ الرحمٰنِ الرَّحِيم سلام عليك فَاِنَّنَا نَحْمَدُ اِلَيْكَ اللهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَمَّا بَعْدُ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَصَمَ عَدُوَّكَ الْجَبَّارَ الْعَنِيْدَ الَّذِيْ اِنْتَزَى عَلٰى هٰذِهِ الاُمَّةِ فابتذها امرها و غصب فيأها وتامر عليها بغير رضاها منها ثم قتل خيارها واستبقى شرارها وانه ليس علينا امام فاقبل لعل الله ان يجمعنابك على الحق (ترجمہ) سلیمان بن مرد خزاعی کے گھر میں شیعہ اکٹھے ہوئے تو ذکر کیا انہوں نے آقا حسین رضی اللہ عنہ کا مکہ میں ان میں سے چند آدمیوں نے سلیمان بن مرد خزاعی اور مسیب بن نجیہ اور رفاعہ بن شداد اور حبیب بن

Marfat.com

مظاہر وغیرہ نے حسین رضی اللہ عنہ کی طرف خطوط لکھے شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے آپ پر سلام ہو ہم بیشک حمد کرتے ہیں آپ کی طرف اس اللہ تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں حمد وصلوۃ کے بعد سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے آپ سے جبر کرنے والے دشمنی کرنے والے دشمن کو موت دی جو کہ پڑا تھا اس امت پر اور قبضہ میں کر لیا تھا امر اس کا اور چھین لیا تھا مال فیی اس کا اور امت کی رضا مندی کے بغیر اس کا امیر بن گیا تھا پھر اس نے امت کے نیکوں کو قتل کیا اور شریروں کو باقی چھوڑا بلا شک ہم پر کوئی امام نہیں سو آپ متوجہ ہوں شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے ہمیں حق پر اکھٹا کرے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد پھر شیعوں نے توبہ بھی کی ہے چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر میں ص ۸۷ پر ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا خَذَلْنَا ابنَ بنتِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللہ علیہ وسلم فَاغْفِرْلَنَا مامضٰی مِنَّا و تُبْ علینا (ترجمہ) اے اللہ ہم نے تیرے نبی کے نواسہ کی مدد نہیں کی تو ہمارے گزشتہ گناہ بخش دے اور ہماری توبہ قبول فرما اور اصول کافی وفروع کافی سے یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ شیعوں پر دو دفعہ ناراض ہوا۔

فصل: حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کے واقعات میں

امام وبیہقی نے دلائل النبوت میں ابن عباس سے راویت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا جیسا کہ سونے والا دیکھتا ہے اور یہ دن دوپہر کا واقعہ ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو دیکھا آپ کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور چہرہ گرد آلودہ ہے اور

Marfat.com

آپ کے ہاتھ میں خون سے بھری ہوئی شیشی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حسین رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے اور اس خون کو میں نے آج شیشی میں جمع کیا ہے تو میں نے اس وقت کو شمار کیا اور دریافت کیا تو اسی وقت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اور ترمذی نے سلمٰی نامی ایک انصاری عورت سے روایت کی اس نے کہا میں ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئی تو آپ رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کو کس چیز نے رلایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر اور داڑھی پر مٹی پڑی ہوئی تھی میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے آپ نے فرمایا میں ابھی حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی جگہ حاضر ہوا تھا اور روایت کی امام بن امام ابو عبدالرحمٰن بن احمد بن حنبل الشیبانی البغدادی نے اپنی مسند میں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے رسول خدا ﷺ نے ایک سرخ مٹی کی مٹھی دی اور فرمایا یہ مٹی حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل کی ہے تو جب یہ مٹی سرخ خون کی طرح ہو جائے گی تو سمجھ لینا کہ حسین رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے تو میں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں رکھا اور میں کہتی تھی جس وقت یہ خاک سرخ ہو گی یعنی خون کی طرح ہو گی اس دن بڑا حادثہ واقع ہو گا اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس وقت وہ خاک خون ہو گئی اس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ایک روایت میں لفظ خاک کے عوض سنگریزہ کا لفظ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس رات حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے میں نے سنا کوئی کہنے والا کہتا تھا لیکن نظر نہیں آتا تھا۔

Marfat.com

اَیُّهَا الْقَاتِلُوْنَ جُهلاًء حُسَینا۔ اَبْشِرُوْا بِالعَذاب وَالتنکیل ۔ قد لُعنتم عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَمُوْسٰی وَحَامِلِ الْاِنْجِیْل۔ اس کا ترجمہ پہلے ہو چکا ہے۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں رونے لگی اور میں نے شیشی کو کھولا تو دیکھا ان سنگریزوں سے خون جاری تھا اور اکثر روایات میں آیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے دن آسمان بہت تاریک ہو گیا تھا اور جو بھی پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے خالص خون پایا جاتا تھا ابن الخضر نے زہری سے روایت کی کہ زھری نے ہم سے بیان کیا مجھے خلیفہ عبدالملک بن مروان نے کہا تو یگانہ ہوگا اگر قتل حسین رضی اللہ عنہ کی کوئی علامت بیان کرے میں نے کہا بیت المقدس میں جو بھی پتھر اٹھایا گیا اس کے نیچے سے خالص خون پایا گیا عبدالملک نے کہا میں اور تو اس حدیث میں برابر ہیں حافظ ابوالحسن عثمان بن محمد بن ابی الشیبہ العبسی الکوفی جو ابوبکر حافظ کے بھائی ہیں عیسیٰ بن حارث الکندی سے روایت کرتے ہیں کہ ابن جوزی ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دنیا تین روز تک تاریک رہی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے دن آسمان کے کنارے سرخ ہونے لگے اور ثعلبی نے کہا آسمان ان پر رویا اور آسمان کا رونا سرخی ہے اور بعض نے کہا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد چھ مہینہ آسمان پر سرخی رہی اور ان کے قتل کے دن سے ہمیشہ آسمان کے کنارے سرخ رہنے لگے اور ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے کہا شفق کے ساتھ جو سرخی پائی جاتی ہے وہ حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے پہلے نہ تھی یہاں تک کہ آپ شہید ہوئے اور ابن جوزی نے کہا آسمان کے سرخ ہونے میں یہ حکمت ہے کہ غصہ چہرہ کی سرخی اور

Marfat.com

حرارت کا سبب ہوتا ہے اس لیے غصہ میں خون جوش مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ خون اور چہرہ اور جسمیت سے منزہ ہے تو اس نے اپنے غصہ کی نشانی آسمان کے کنارے سرخ کرنے سے ان لوگوں پر ظاہر کی جنہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے تا کہ گناہ کی بڑائی کا اظہار ہو ابن جوزی نے کہا روز بدر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے رونے کی وجہ سے رسول خدا ﷺ رات کو نہ سوئے۔

تو حسین رضی اللہ عنہ کا رونا کیونکر بے آرامی و بے خوابی کا باعث نہ ہوا ہوگا اور مختصر قصہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ روز بدر ان کو دوسرے کافروں کیساتھ قید کر لیا گیا کیونکہ ان دنوں یہ کافر تھے رسول خدا ﷺ نے ان کے بازو بندھوا دیئے تھے یہ تمام رات روتے رہے رسول خدا ﷺ کو بسبب قرابت کے رات کو نیند نہ آئی پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تھے ابن جوزی نے کہا رسول خدا ﷺ اپنے چچا کے رونے سے تمام رات بے چین رہے تو اپنے جگر کے ٹکڑے کی شہادت سے کسقدر بے چین ہوئے ہوں گے جس وقت سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل وحشی ایمان لایا تو رسول خدا ﷺ نے اس کو فرمایا تو میرے روبرو آئے تو اپنے چہرہ کو مجھ سے چھپا کہ مجھے اپنے دوستوں کے قاتل کا چہرہ دیکھنا اچھا نہیں لگتا ابن جوزی نے کہا آنحضرت ﷺ نے حضرت وحشی کے حق میں یہ کلمہ فرمایا حالانکہ وہ اسلام لے آیا تھا اور اسلام کفر اور گناہ ماقبل کو دور کر دیتا ہے تو آنحضرت ﷺ کے دل کو دیکھنا چاہیے کہ حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے سے اور ان کے اہل کو بغیر پالان کے اونٹوں پر سر برہنہ سوار کرنا کسقدر قلق اور رنج ہوا ہوگا صواعق محرقہ کے ترجمہ میں ہے ایک قافلہ ورس (ایک قسم کا رنگدار اور قیمتی گھاس ہوتا ہے) سے بھرا ہوا یمن سے

Marfat.com

عراق کی طرف جارہا تھا جبکہ لشکر یزید بھی اسی طرف جارہا تھا تو قافلہ نے اس لشکر سے مؤافقت کی جو اونٹ ورس سے بھرے ہوئے تھے تمام کے تمام مٹی ہو گئے اور جن لوگوں کا ورس مٹی ہوا تھا وہ راوی کی دادی سے روایت کرتے ہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد آسمان رویا اور اس کا رونا اس مرتبہ تھا کہ آسمان کی سرخی سے دیواریں اور عمارتیں نارنجی رنگ کے مشابہ ہو گئی تھیں اور کواکب وثوابت آسمان سے اتنے حرکت میں آئے کہ ایک دوسرے پر گرے پڑے تھے اور قتل حسین رضی اللہ عنہ کے دن آسمان سے خون برسا اور خون کی نشانی زمین میں باقی رہی اور ایک مدت کے بعد ناپید ہوئی اور ایک روایت میں ہے راوی نے کہا خراسان اور کوفہ کی سراؤں پر اور گھروں کی دیواروں پر خون کی طرح بارش ہوئی گویا کہ گھروں میں خون رواں تھا اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ جس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے آسمان خون سے رویا جب صبح ہوئی ہمارے تمام برتن خون سے بھرے ہوئے تھے اور اسی طرح شواہد النبوت اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے آفتاب گہن میں آگیا اور دن میں ستارے نظر آنے لگے اور طبر بن بشیر نے جعفر بن سلیمان سے روایت کی اور انہوں نے کہا مجھ سے میری خالہ نے حدیث بیان کی کہ جب حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو خون کی طرح بارش ہوئی مہدی بن میمون نے کہا میں نے سنا مروان غلام بن الحصلیہ سے کہہ رہا تھا۔ اس نے کہا مجھ سے عبیداللہ بن زیاد کے دربان نے حدیث بیان کی کہ جس وقت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر دارالامارت میں لائے اور وہاں رکھا تو دیوار سے خون بہنے لگا۔

Marfat.com

اور جریر بن عبداللہ نے یزید بن زیاد سے روایت کی اس نے کہا۔ جس وقت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس وقت میری عمر چودہ سال تھی ورس جو کہ قاتلوں کے لشکر میں تھا راکھ ہو گیا اور اونٹ کو انہوں نے حلال کیا اس گوشت میں سے آگ نکلتی تھی اور سفیان بن عینیہ نے اپنی دادی سے روایت کی کہ میں نے گوشت کو دیکھا اس میں آگ تھی نیز اسی میں روایت ہے کہ یزید کے لشکریوں نے حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے دن ان کے لشکر میں سے اونٹنیوں کو لوٹا تھا تو ایک اونٹنی کو انہوں نے ذبح کیا تو اس کا گوشت اندرائن کی طرح کڑوا ہو گیا تھا۔

فصل: امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر انسانوں کا رونا اور جنات کا مرثیہ پڑھنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ فرماتی تھیں کہ میں نے جن کو سنا کہ وہ حسین رضی اللہ عنہ پر روتا تھا اور نوحہ کرتا تھا اور ابن الاخضر نے ابی حباب الکلبی نے راویت کی اس نے ایک شخص سے جو کہ قبیلہ بنی طے کا تھا ملاقات کی تو میں نے اس سے کہا مجھے خبر ملی ہے تم امام حسین رضی اللہ عنہ پر جنوں کا نوحہ سنتے ہو تو اس شخص نے کہا ہاں ہم جنوں کے نوحے سنتے ہیں اور تو ہماری قوم میں سے جس سے ملاقات کرے اور اس بات کے متعلق پوچھے تجھے وہ ضرور بتائے گا میں خود اس امر کو پسند کرتا ہوں کہ جو تو نے جن سے سنا ہے مجھے بتا اس نے کہا میں نے جن سے یہ شعر سنے ہیں۔

مَسَحَ النَّبِيُّ جَبِيْنَهُ

فَلَهُ بَرِيْقٌ فِي الْخُدُوْدِ

Marfat.com

اَبَوَاہُ مِنْ عُلْیَا قُرَیْش
وَجَدُّہٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ

ترجمہ: نبی ﷺ نے اس کے ماتھے پر ہاتھ پھیرا ہے۔ اس کے رخساروں میں چمک ہے۔ اس کے والدین قریش کے اعلیٰ خاندان سے ہیں۔ اور اس کے نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام سب ناناؤں سے بہتر ہیں نیز ابن الاخضر نے روایت کی ہے کہ ابو سعید نے کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر اتنی گریہ وزاری کی کہ بے ہوش ہو گئیں مرہ بن خالد نے کہا مجھے خبر دی عامر بن خالد بن عبدالواحد نے شہر بن حوشب سے کہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان کے رونے کی آواز سنی میں ان کے پاس گیا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا امام حسین رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے اللہ تعالیٰ ان کے قاتلوں کے گھروں اور قبروں کو آگ سے پر کرے پھر آپ بے ہوش ہو گئیں اور حماد بن مسلم نے عمار بن ابی عمار سے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ آپ نے فرمایا میں نے حسین رضی اللہ عنہ پر جن کے نوحہ کو سنا اور عمر بن حبیب بن ابی ثابت نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جس دن سے آنحضرت ﷺ کا انتقال ہوا تھا میں نے جن کا رونا نہ سنا تھا مگر جس رات امام حسین رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے تو میں نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو میں نے اپنی لونڈی سے کہا جاؤ اور احوال دریافت کر تو کنیز باہر سے واپس آئی اور اس نے کہا حسین رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے جن نوحہ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔

اَلَا یَا عَیْنُ فَابْتَہِلِیْ بِجُھْدٍ
وَمَنْ یَّبْکِیْ عَلَی الشُّھَدَآءِ بَعْدِیْ

Marfat.com

عَلٰی رَھْطٍ تَقُوْدُھُمُ الْمَنَایَا

اِلٰی مُتَجَبِّرٍ فِیْ مُلْكِ عَھْدِیْ

ترجمہ: اے آنکھ کوشش سے رو۔ اور کون روئے گا بعد میرے۔ ایک ایسی قوم پر جن کو موت کھینچ کر، میرے زمانہ کی سلطنت میں ایک ظالم بادشاہ کی طرف لے گئی۔ اور ابن الاخضر اپنی کتاب کی پندرھویں فصل میں لایا ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تمام بنی امیہ خوش ہوئے اور جتنا غم و افسوس بنی ہاشم کے گھروں میں اس خبر سے ہوا وہ حد بیان سے باہر ہے جس وقت بعض غلام عبداللہ بن جعفر کے کربلا سے مدینہ میں آئے اور انہوں نے عبداللہ کے دونوں بیٹوں عون اور محمد کے شہید ہونے کی خبر سنائی تو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (البقرہ۔۱۵۶) کہا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے غلام ابوالسلاسل نے یہ خبر سن کر کہا ان دونوں لڑکوں کا قتل حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہوا تو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو جوتا اٹھا کر مارا اور کہا اے نالائق تو حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں ایسا کہتا ہے کہ اس نے میرے دو لڑکوں کو قتل کرا دیا قسم خدا اگر میں بھی ان کے پاس ہوتا تو میں اس بات کو پسند کرتا کہ اس سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں اور کہا شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اس نے مجھے اس مرتبہ سے شرف بخشا اگرچہ میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اپنے ہاتھ سے قتال نہیں کیا لیکن میرے دونوں بیٹوں نے اپنی جان کو ان پر نچھاور کیا اور بنت عقیل نے جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو اپنی بہنوں ام ہانی اور اسماء و رملہ اور زینب کے ساتھ آئی تو اپنے مقتولوں پر جو کربلا میں تھے رونے لگی اور غنیۃ الطالبین

Marfat.com

میں ہے جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز حسین رضی اللہ عنہ قتل ہوئے اس دن ستر ہزار فرشتے امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر نازل ہوئے وہ اس دن سے قیامت تک آپ پر روتے رہیں گے اور نیز اسی میں ہے کہ ایک شخص حمزہ نامی روایت کرتا ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ اور ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی قبر پر نماز پڑھتے تھے مخفی نہ رہے جو اشعار اور نوحے۔ ابھی اس کتاب میں مذکور ہوئے ہیں ان کے پڑھنے میں مضائقہ نہیں لیکن جھوٹے اشعار واقوال وغیرہ الحان اور موسیقی میں اور گانے کی آواز میں پڑھنا ان کو رواج دینا مجالس ومحافل میں پڑھنا جائز نہیں پس چاہیے کہ اس قسم کے افعال مرثیہ میں نہ کرے اور جو مرثیہ جھوٹ سے اور قواعد موسیقی سے خالی ہو اس کے پڑھنے میں حرج نہیں جیسا کہ فتاوٰی عزیزیہ میں ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں مرثیہ پڑھا جاتا تھا اور آپ امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے فضائل حاضرین کو سنایا کرتے تھے اور پھر جو چیز از قسم تبرکات موجود ہوتی تھی اس پر مروجہ ختم کی پانچ آیتیں پڑھ کر حاضرین میں تقسیم فرماتے تھے تو مومن کو چاہیے ان ایام متبرکہ میں تلاوت قرآن و حدیث اور درود شریف اور مساکین کو کھانا کھلا کر اس کا ثواب روح پرفتوح۔

حضرت امام مظلوم کو بخش کر اللہ ورسول کو خوش کرے اور ارتکاب معاصی جیسے باجہ بجانا اور علم اُٹھانا اور تابوت بنانا اور اس کو سجدہ کرنا اور اپنے روپیہ کو ایسی چیزوں میں صرف کرنا جو شرعاً منع ہیں اجتناب کرے اور کتب معتبرہ سے احوال شریف دیکھ کر حزن والم میں مشغول ہو اگر بے اختیاری میں گریہ وبکا غالب ہو تو باعث ثواب ہے اور جو طریقہ ہمارے شہروں میں متعارف ہے جیسے سینہ کوٹنا اور باجہ بجانا ڈھول اور تاشہ بجانا

Marfat.com

اور بازار میں علم پھرانا اور اہلبیت کے نام کوچہ بکوچہ لینا اور ایسا مرثیہ پڑھنا جس سے ان کی بے صبری اور چیخنے چلانے اور پیٹنے کا اظہار ہو ایسی باتوں سے پرہیز کرے کہ یزیدوں کا شعار ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔ ایں قوم خوارج وروافض بخصال۔ بند ندز احوال شہیدان تمثال۔ آن کار کہ تا حشر برولعنت بادیکسال۔ یزید کرد لہٰنہا ہر سال:۔ ترجمہ یہ رافضی اور خارجی خصلت والی قوم۔ شہیدوں کے حالات کی نقل اتارتی ہے۔ یزید پلید پر قیامت تک لعنت ہو۔ وہ کام اس نے ایک سال کیا۔ اور یہ ہر سال کرتے ہیں۔ اور شیخ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح سفر السعادت اور رسالہ ماثبت بالسنۃ میں فرمایا کہ جو کچھ امام حسین رضی اللہ عنہ کو عاشورہ کے دن تکلیف ومصیبت پہنچی اور آپ کی شہادت ہوئی تو خداوند تعالیٰ کے نزدیک آپ کی سر بلندی اور مراتب ومدارج کی رفعت ہوئی اور وہ دن آپ کا اللہ تعالیٰ سے ملنے کا اور درجات حاصل کرنے کا اور جنت میں دیگر اہلبیت کرام سے ملنے کا ہے تو جو شخص اس مصیبت کو یاد کرے اس کو سزاوار ہے کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (البقرہ ۱۵۶) کہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو اور صابرین کا مرتبہ حاصل ہو اور حصول مرتبہ صبر کا حسین رضی اللہ عنہ کو ان تکلیفوں پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مقرر کی ہوئی تھیں اللہ تعالیٰ کے فرمان سے ثابت ہوا۔ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (البقرہ:۱۵۷) ترجمہ: یہی لوگ ہیں کہ ان کے لیے ان کے رب کی طرف سے رحمتیں اور مہربانی ہے اور صرف یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔ اور چاہیے کہ اس دن نماز روزہ اور درود ونیکیوں میں مشغول ہو اور رافضیوں کی بدعات

Marfat.com

رونے پیٹنے چیخنے چلانے منہ پر طمانچے مارنے سے پرہیز کرے کہ یہ چیزیں مومنوں کے اخلاق سے نہیں ہیں بلکہ خود شیعہ حضرات کی کتاب حلیۃ المتقین میں ہے کہ مصیبت کے وقت جزع فزع کرنا منافق کا کام ہے نیز یہ چیزیں مومنوں کے اخلاق سے ہوتیں تو لازم ہوتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین رسول خدا ﷺ کی وفات پر یہ افعال مذکورہ کرتے اس لیے کہ وفات سرور کائنات ﷺ تمام مصیبتوں میں ایک بڑی مصیبت تھی۔

فصل: شہادت کی تاریخ اور آپ کی مدت عمر شریف کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ حسین رضی اللہ عنہ ۶۱ھ میں۔ شہید ہوئے اور آپ کی شہادت کا دن عاشورا تھا اور واقدی نے کہا کہ آپ ماہ صفر میں شہید ہوئے لیکن عاشورا زیادہ صحیح ہے اور یوم شہادت میں بھی اختلاف ہے بعض نے جمعہ کا دن کہا ہے اور بعض نے پیر کا اور بعض نے ہفتہ کا دن کہا ہے اور یہ قول شیخ شیعی کا ہے اور عمر شریف آپ کی چھپن برس اور پانچ مہینہ اور پانچ دن تھی۔ واللہ اعلم۔ اور آپ کی عمر کے متعلق دوسرے اقوال بھی شیعہ اور سنیوں کے ہیں اختصار کی بناء پر ترک کر دیئے گئے۔

فصل: آپ کی اولاد شریف کے بارہ میں

ابن جوزی نے صفوۃ الصفوت میں فرمایا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے تین لڑکے تھے علی اکبر، علی اصغر، جعفر اور دو لڑکیاں تھیں فاطمہ، سکینہ اور ابن الاخضر نے

Marfat.com

معالم العترة میں لکھا ہے چار لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں اور ان پر عبداللہ کا اضافہ کیا اور حافظ ابوالعباس محب الدین نے ذخائر العقبیٰ میں لکھا اولاد امام حسین رضی اللہ عنہ کی چھ لڑکے اور تین لڑکیاں دو نام لڑکوں کے اور بڑھائے علی اوسط اور محمد اور لڑکی کا نام زینب مزید بتایا اور اسی طرح ابن الحساب اور ابن طلحہ نے آپ کی اولاد کے بارہ میں تفصیل سے بیان کیا اور شیخ مفید شیعی ابن والاخضر کے موافق ہے اور کہا علی اصغر کی ماں شہربانو فارس کے بادشاہ یزدجر بن شہریار کی بیٹی ہے اور علی اکبر کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود الثقفیہ ہے اور جعفر کی ماں قضاعیہ قبیلہ سے ہے اور عبداللہ اور سکینہ کی ماں رباب بنت امرء القیس بن عدی الکلبیہ ہے اور فاطمہ کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ الیتمیہ تھی اور علی اکبر کربلا میں شہید ہوئے اور علی اوسط زین العابدین ہیں اس شخص کے قول پر جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند تین علی شمار کرتا ہے اور جو شخص قائل ہے کہ دو فرزندوں کا نام علی تھا وہ کہتا ہے۔ علی اصغر زین العابدین ہے، اور جو شخص زین العابدین کو علی اوسط کہتا ہے وہ کہتا ہے علی اصغر دوسرا لڑکا تھا جس کے حلق میں تیر لگا اور میدان کربلا میں وہ شہید ہو گیا لیکن عبداللہ کربلا کے دن اپنے باپ کے ہاتھ میں تھا کہ اس کو بھی تیر لگا اور شہید ہوا اور محمد و جعفر کا حال معلوم نہ ہو سکا گمان ہے کہ وہ بالغ ہونے سے قبل فوت ہوئے اور فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہ کی شادی حسن مثنیٰ کے ساتھ ہوئی اور اس سے اولاد ہوئی اور حسن مثنیٰ کی وفات کے بعد اس کی شادی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کے ساتھ ہوئی اور اس سے بھی اولاد پیدا ہوئی اور فاطمہ فاضلہ عورت تھی اس نے حدیثوں کی روایت اپنے باپ سے اور دوسرے لوگوں سے کی اور اس سے تابعین اور تبع تابعین نے روایت کی اور ان سے

Marfat.com

ابوداؤداور ترمذی ونسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی اور فاطمہ رضی اللہ عنہ نے ۱۱۰ھ میں وفات پائی اور سن رسیدہ تھیں اور سکینہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی دوسری لڑکی ہے اس سے حسین رضی اللہ عنہ بہت محبت کرتے تھے اور اس کی ماں بھی آپ کو اپنی تمام عورتوں سے زیادہ محبوب تھی ان ماں بیٹی کے حق میں آپ کا یہ شعر ہے جو اس امر کی غمازی کرتا ہے۔

لَعُمْرُكَ إِنَّنِي لَأُحِبُّ أَرْضًا

تَحِلُّ بِهَا سَكِينَةُ وَالرَّبَابُ

ترجمہ: تیری جان کی قسم البتہ میں اس زمین کو پسند کرتا ہوں جس میں رباب اور سکینہ اتریں۔ اور سکینہ کی شادی مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جس وقت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو عبدالملک بن مروان نے قتل کیا سکینہ کوفہ میں قید تھی تو کوفہ کے آدمی دیکھنے کے لیے آتے تھے تو سکینہ نے کہا اے اہل کوفہ تمہیں خدا تعالیٰ برکت نہ دے مجھے تم نے بچپن میں یتیم کیا اور جوانی میں بیوہ کیا اور مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد ان سے عبداللہ بن عمر بن حکیم بن حزام نے نکاح کیا اور عبداللہ کے مرنے کے بعد ان سے عبدالعزیز بن مروان نے نکاح کیا اور بعد میں طلاق دی بعد ازاں زید بن عمر بن عثمان بن عفان نے ان سے نکاح کیا پھر سلیمان بن عبدالملک نے طلاق دلوائی اور ان کی زوجیت کی ترتیب میں دوسری روایات بھی ہیں اور سکینہ رضی اللہ عنہا نے ایک سو سترہ ہجری میں وفات پائی اور زینب دختر حسین رضی اللہ عنہ کا پتہ نہیں چلا اور ان کا حال معلوم نہ ہو سکا اولاد آنجناب کی اس زمانہ میں علی بن الحسین رضی اللہ عنہ اور فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہ سے شرق سے لیکر غرب تک

Marfat.com

اور تمام روئے زمین پر ہے اور کوئی شہر اور قریہ نہیں کہ اس میں آپ کی اولاد سے ساکن نہ ہو اور یزید کی اولاد سے باوجودیکہ پندرہ لڑکے رکھتا تھا ایک متنفس بھی باقی نہیں جیسا کہ اصدق القائلین نے کتاب مجید میں فرمایا اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (الکوثر) ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو کثرت عطا کی اور بلاشبہ آپ کا دشمن ہی مقطوع النسل ہے تو بلاشک دشمن رسول خدا ﷺ کا لاولد ہے تو اولاد اس کی کیونکر باقی رہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے فقط امام زین العابدین رضی اللہ عنہ باقی رہے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد میں اسقدر برکت بخشی کہ تمام روئے زمین آپ کی اولاد سے پر ہے لہٰذا اگر اس کتاب میں اولاد حسین رضی اللہ عنہ کے اکابر اور افاضل جو صفت علم و فضل و کمال و شعر و ادب اور وقار میں مشہور تھے حالات لکھے جائیں تو کتاب ضخیم ہو جائے لہٰذا ان کے بعض کے نام جو مشہور تھے ذکر کیے جائیں گے جاننا چاہیے علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کو زین العابدین بھی کہتے ہیں اور آپ بتاریخ پنجم ماہ شعبان ۳۸ھ اپنے دادا کی خلافت میں پیدا ہوئے اور آپ عابد و زاہد تھے اس بناء پر آپ کو زین العابدین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور آپ مدینہ میں محرم کی آٹھویں تاریخ ۹۴ھ میں فوت ہوئے اور ایک قول میں آپ ۹۵ھ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں فوت ہوئے اور قبہ عباس میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے نزدیک دفن ہوئے اور شیعہ کہتے ہیں ولید بن عبدالملک نے ان کو زہر دیا اور عمر شریف آپ کی چھپن برس چھ ماہ تھی اور معلوم ہونا چاہیے آپ کی اولاد میں اختلاف ہے بعضوں نے آٹھ اولاد بیان کیے ہیں اور ان کے نام اس طرح بیان کیے ہیں محمد

Marfat.com

باقر، زید، عبداللہ، عبیداللہ، حسن، حسین، علی، عمر، اور ابن طلحہ نے کہا آپ کی اولاد نو ہیں اور ان ہی آٹھ کو ذکر کیا اور نویں کے نام سے خاموش رہا اور دونوں کہتے ہیں۔ آپ کی لڑکی نہ تھی اور شیخ مفید شیعی نے کہا آپ کے گیارہ لڑکے تھے اور چار لڑکیاں تھیں محمد باقر کی ماں ام عبداللہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی لڑکی ہے زید اور عمر کی ماں ام ولد ہے اور عبداللہ و حسن و حسین کی ماں ایک دوسری ام ولد ہے اور حسین اصغر و عبدالرحمٰن و سلیمان ایک اور ام ولد سے ہیں اور علی و خدیجہ ایک ماں سے ہیں وہ بھی ام ولد ہے اور فاطمہ وعلیا وام کلثوم ایک دوسری ام ولد سے ہیں اور ابن الاخضر نے بھی گیارہ بیٹے اور چھ بیٹیاں بتلائیں (۱) محمد باقر (۲) عبداللہ (۳) حسن (۴) حسین اکبر (۵) حسین اصغر (۶) عبیداللہ (۷) عمر (۸) زید (۹) علی (۱۰) سلیمان (۱۱) قاسم اور بیٹیاں یہ ہیں (۱) خدیجہ (۲) کلثوم (۳) ملیکہ (۴) ام ولد (۵) فاطمہ ام الحسن اور نام اس کا حسینہ اور ام الحسین بھی ہے چھ بیٹے اول ان کی ماں ام عبداللہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی لڑکی ہے اور انکے بعد جو تین لڑکے ہیں اور خدیجہ لڑکی ہے انکی ماں کرد ہے اور بقیہ اولاد مختلف ماؤں سے ہے اور بعض ایک لڑکی کا نام سکینہ بھی بتاتے ہیں اور بالفعل اولاد چھ شخصوں سے باقی ہے (۱) محمد باقر (۲) زید (۳) عبداللہ (۴) حسین اصغر (۵) عمر (۶) علی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے اولاد کثیر پیدا کی اور تمام بیٹے صفات علم وفضل اور جود و سخا سے ممتاز تھے لیکن زید، محمد باقر کے بعد علم و فضل و ورع و شجاعت کے لحاظ سے تمام بھائیوں سے افضل تھے زید رضی اللہ عنہ اور ہشام کے درمیان خلافت کے بارے میں گفتگو ہوئی ہشام نے ان کو لونڈی کا بیٹا کہا آپ نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام کہ خدا کے نبی ہیں لونڈی کے پیٹ سے تھے اور خداوند تعالیٰ نے ان کو نبی بنایا تو غور کرنا

Marfat.com

چاہیے تو نبوت بہتر ہے یا کہ خلافت اور اسماعیل علیہ السلام حضور ﷺ کے جد اعلیٰ ہیں چنانچہ ہشام ان سے رنجیدہ ہو کر کوفہ چلا گیا اور چالیس ہزار آدمیوں نے ان سے بیعت خلافت کی اور بعد میں کہنے لگے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تبرا کرو زید بن علی نے انکار کیا اور کہا وہ دونوں ہمارے نانا جان ﷺ کے وزیر ہیں تو کوفیوں نے کہا ہم تمہیں بھی چھوڑتے ہیں تو زید بن علی نے کہا تم مجھے چھوڑ و اور چلے جاؤ میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تبرا نہ کروں گا اور تم رافضیہ ہو تو کوفیوں نے ان کو چھوڑ دیا اور ایک ہزار سے کم ان کے ساتھ رہ گئے تو جن لوگوں نے حضرت زید کو چھوڑا ان کا لقب رافضی ہو گیا اور جو لوگ ان کے ساتھ رہے ان کا شیعہ زیدیہ کہتے ہیں بعدہٗ زید کی یوسف بن عمر الثقفی کے ساتھ کہ ہشام کی طرف سے والی عراق تھا جنگ واقع ہوئی زید رضی اللہ عنہ کے دوران جنگ ایک تیر لگا جس کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے اور ان کو نہر کی زمین میں دفن کر دیا اور ان کی قبر پر پانی گزار دیا تو یوسف مذکور اس حال سے آگاہ ہوا تو ان کو قبر سے نکالا اور آپ کے سر کو تن اقدس سے جدا کیا اور ہشام کے پاس بھیج دیا اور ان کے بدن کو برہنہ سولی پر لٹکایا تو مکڑی نے ایک دن میں آپ کے ستر عورت پر جالا تن دیا اور چار سال تک آپ کے بدن کو سولی پر لٹکائے رکھا جب ہشام کا بھتیجا ولید خلیفہ ہوا تو اس نے عامل کوفہ کو لکھا اس کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں ڈال دیں اور عمر شریف آپ کی بیالیس برس کی تھی اور اولاد زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بہت ہے ازاں جملہ یحیٰ بن زید ہے جس نے ہشام کے مرنے کے بعد خروج کیا تھا اور بنوامیہ کے ساتھ خراسان میں لڑائیاں کی تھیں اور ۱۲۵ھ میں ہی جنگ میں شہید ہوا لیکن حسین بن زید عالم متدین آدمی تھے اور ۱۷۰ھ میں اسی سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

لیکن محمد باقر بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب حد شمار سے باہر ہیں اور آپ مدینہ منورہ میں سوم صفر ۵۷ھ میں اپنے دادا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے اور آپ کی ماں امام حسن رضی اللہ عنہ کی لڑکی ہے اور آپ کا نام مبارک باقر ہے اور باقر لغت میں پھاڑنے والے کو کہتے ہیں آپ نے بھی علم کو شق کیا اور اس کی اصل و فرع کو جانا اور اس کے ظاہر و پوشیدہ کو سمجھا اور آپ کی وفات ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں ۱۱۴ھ اور کہا گیا ۱۱۷ھ اور ایک قول میں ۱۱۸ھ میں ہوئی پہلی روایت کی رو سے آپ کی عمر شریف ستاون (۵۷) سال کی ہوئی اور جنت البقیع میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ میں اپنے باپ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ اور اپنے باپ کے چچا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی قبروں کے پاس مدفون ہوئے اور شیعہ کہتے ہیں ان کو ہشام نے زہر دی واللہ اعلم۔

ابن حساب اور طلحہ کہتے ہیں آپ کی اولاد تین لڑکے اور ایک لڑکی تھی جعفر، عبداللہ، ابراہیم، وام سلمہ اور ابن جوزی نے کہا چار لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں اور ایک لڑکا مسمی علی اور ایک لڑکی مسماۃ زینب کو زیادہ کیا اور فصل الخطاب میں چھ لڑکے اور تین لڑکیاں بیان کیں لیکن نام نہیں بتلائے عبداللہ و جعفر عینی بھائی ہیں لیکن امام محمد باقر کی اولاد امام جعفر کی اولاد میں منحصر ہے اور کتب تاریخ میں اس کے سوا مذکور نہیں اور امام جعفر بن محمد باقر جامع مناقب و فضائل تھے آپ کی والدہ ام فروہ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی لڑکی ہے اور ام فروہ کی ماں اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے لہٰذا آپ نے فرمایا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے دوبار پیدا کیا ہے اور آپ مدینہ منورہ میں ابوجعفر منصور کے زمانہ خلافت میں پیر کے دن

Marfat.com

پندرہ (۱۵) رجب ۱۴۸ھ میں فوت ہوئے اور قبہ عباس میں محمد باقر و علی اور حسن کی قبر کے پاس مدفون ہوئے اور شیخ مفید شیعی نے کہا ۱۴۸ھ مذکور میں ماہ شوال میں فوت ہوئے اور عمر شریف آپ کی اڑسٹھ (۶۸) یا پینسٹھ (۶۵) سال کی تھی اور آپ کی اولاد شریف چھ لڑکے اور ایک لڑکی ہے اور یہی صحیح ہے اور وہ اسماعیل، عبداللہ، اسحاق، محمد، علی اور موسیٰ اور ام فروہ ہیں اور ابن الاخضر نے علی کا ذکر نہیں کیا اور ایک دوسری لڑکی مسماۃ فاطمہ بیان کی۔

اور شیخ مفید نے سات لڑکے بتلائے عباس کا نام زیادہ کیا اور تین لڑکیاں بیان کیں اور ان دو لڑکیوں پر مذکورہ اسماء کا نام زیادہ کیا عبداللہ۔ اسماعیل کی ماں فاطمہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی لڑکی ہے۔ موسیٰ، اسحاق، و فاطمہ وحمیدہ نامی ام ولد سے ہیں اور دوسری اولاد مختلف ماؤں کے پیٹ سے ہیں۔

جعفر رضی اللہ عنہ کے بعد اسماعیل اور اسحاق و موسیٰ و محمد و علی سے اولاد باقی رہی لیکن اسماعیل سب بیٹوں میں بڑے تھے اور باپ کو بہت پیارے تھے وہ اپنے باپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے اور جنت البقیع میں ۱۳۸ھ میں دفن ہوئے شیعوں کا ایک گروہ کہتا ہے امام برحق اسماعیل تھے اور ان کے بعد ان کا لڑکا محمد تھا اور اس بارے میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے قصہ بیان کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب جاننا چاہیے ان شیعوں کو شیعہ اسماعیلیہ کہتے ہیں اور عبداللہ بن جعفر عالم اور متدین آدمی تھے بعض شیعہ ان کے حق میں امامت کا دعوہ کرتے ہیں اور ان شیعوں کو افطحیہ کہتے ہیں اس لیے کہ افطح لغت میں چوڑے کو کہتے ہیں اور عبداللہ بن جعفر کے پاؤں چوڑے تھے اس بنا پر وہ شیعہ میں اس لقب سے ملقب ہوئے اور بعض کہتے ہیں امامت کے

Marfat.com

دعویداروں میں سے ایک شخص عبداللہ نامی تھا اس کو ابن الاقطع کہتے ہیں اور اسحاق بن جعفر موسیٰ کاظم کے بعد تمام بھائیوں میں افضل تھے اور صفت علم وفضل وورع اور اجتہاد میں موصوف تھے اور محمد بن جعفر عقلمند اور بہادر آدمی تھے ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور انہوں نے مکہ شریف میں مامون الرشید پر خروج کیا جبکہ سن ہجری ۱۹۹ھ تھا اور ان کے ساتھ فرقہ زیدیہ اور ان کے سوا دوسرے لوگ جمع ہوئے اور عیسیٰ الحلودی ان سے جنگ کرنے کے لیے آیا اس نے آپ کے لشکر کو منتشر کیا اور آپ کو گرفتار کر کے مامون کے پاس لے گیا مامون نے ان کی تعظیم کی اور ان کو بٹھایا اور آپ کی بہت خاطر مدارت کی اور خراسان میں وہ مومون کے ساتھ تھے یہاں تک کہ ۲۰۳ھ میں جرجان میں وفات پائی اور ان پر مامون الرشید نے نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں ان کو اتارا لیکن ابن جعفر ۲۱۶ھ میں فوت ہوئے اور عباس بن جعفر ایک ثقہ آدمی تھے اور امام موسیٰ بن جعفر بن محمد باقر بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ اپنے آباؤ اجداد کے فضل وکمال کے وارث ہوئے اور اپنے تمام بھائیوں میں از روئے علم و عبادت واجتہاد وسخاوقیام لیل وجد وشکر افضل تھے اسی بناء پر ان کو موسیٰ کاظم کہتے ہیں اور آپ کی ماں کا نام حمیدہ ہے اور ایک قول میں اندیسہ ہے اور آپ مکہ ومدینہ کے درمیان مقام ابواء میں ہفتہ کے روز بتاریخ ۸ صفر ۱۲۸ھ یا ۱۲۹ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ہارون الرشید کی قید میں جمعہ کے دن بتاریخ ۲۵ رجب ۱۸۳ھ میں فوت ہوئے اور بعض ماہ مذکور کی پانچویں تاریخ وفات بیان کرتے ہیں اور عمر شریف آپ کی بچپن برس اور پانچ مہینہ تھی اور آپ کے قید کرنے کا سبب یہ تھا کہ ہارون الرشید مدینہ شریف میں رسول خدا ﷺ کی زیارت کے لیے گیا اور لوگ اس کے ساتھ تھے تو وہ

Marfat.com

رسول خدا ﷺ کی قبر انور کے پاس آیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ
اَلسَّلَام عَلَيْكَ يَا اِبْنَ عَمِّ یہ دوسرا اسلام اس نے ازراہ فخر کے کہا اس لیے کہ وہ
حضرت عباس رسول خدا ﷺ کے چچا کی اولاد میں سے ہے۔ تو موسیٰ کاظم نے بھی
رسول خدا ﷺ کی قبر کی نزدیک جا کر عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ
اَلسَّلَام عَلَيْكَ يَا اَبَتِیْ ترجمہ: سلام ہو تم پر اے میرے باپ ان کلمات کے
سننے سے ہارون رشید کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور غصہ ظاہر ہونے لگا اور موسیٰ کاظم
رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ بغداد میں لے گیا اور ان کو قید کر دیا گیا بعد ازاں حکم دیا ان کو
زہر دو تو آپ کو بخار آنے لگا اور تین روز کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا یہ مشہور ہے اور
بعض اہل تاریخ کہتے ہیں ہارون رشید نے زہر نہیں دیا بلکہ اپنی موت سے ان کا انتقال
ہوا واللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں کثرت عطا فرمائی ابن اخضر نے کہا آپ
کے بیس لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں تھیں اور لڑکے آپ کے مندرجہ ذیل ہیں۔ علی رضا،
زید، عقیل، ہارون، حسن، حسین، عبید اللہ، عبداللہ، عبدالرحمٰن، اسماعیل، اسحاق، یحییٰ،
احمد، ابوبکر، عمر، جعفر الاکبر، جعفر الاصغر، حمزہ، عباس، قاسم اور بعض نے عمر کی بجائے محمد
کہا ہے اور لڑکیاں آپ کی مندرجہ ذیل ہیں۔ خدیجہ، علیہ، اسماء الکبریٰ، اسماء الصغریٰ،
اور ام فروہ ام عبداللہ، ام القاسم، اور آمنہ، حکیمہ، محمودہ، فاطمۃ الکبریٰ، فاطمۃ الصغریٰ
زینب الکبریٰ، زینب الصغریٰ، ام کلثوم الکبریٰ، ام کلثوم الصغریٰ، امامہ اور میمونہ
ابن الحساب اور طلحہ بھی اولاد کی تعداد میں ابن الاخضر کے موافق ہیں مگر انہوں نے
ابوبکر کی جگہ ابراہیم کا ذکر کیا ہے اور احتمال ہے کہ نام ابراہیم ہو اور کنیت ابوبکر ہو۔

Marfat.com

اور شیخ مفید شیعی نے اٹھارہ لڑکے اور انیس لڑکیاں شمار کی ہیں اور بعض ناموں میں بھی اختلاف کیا ہے اور صاحب فصل الخطاب نے بائیس لڑکے شمار کیے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔علی رضا، ابراہیم، عباس، اسماعیل، محمد، عبداللہ، عبیداللہ جعفر، حمزہ، زید، ہارون، اسحاق، حسن، حسین، سلیمان، عبدالرحمٰن، فضیل، احمد عقیل، قاسم، یحییٰ، داؤد اور اولاد آپ کی چودہ لڑکوں سے جو شروع میں مذکور ہیں باقی ہیں اور آپ کے فرزند تمام صاحب فضل وکمال ہوئے ہیں لیکن ان سب میں افضل علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر بن محمد باقر بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ اکابر سادات اور اجلہ علماء سے تھے اور آپ کی والدہ حرزان مریسیہ اور بعض نے کہا ہے سکینۃ النوبیہ ہیں اور بعض نے دوسرے نام بھی بتلائے ہیں۔

روایت ہے کہ آپ کی والدہ آپ کی دادی حمیدہ کی لونڈی تھی اور آپ کی دادی نے آپ کے باپ موسیٰ کاظم کو اسے ہبہ کر دیا کیونکہ حمیدہ نے خواب میں رسول خدا ﷺ کو دیکھا تھا تو آپ نے فرمایا اے حمیدہ کنیز کو اپنے بیٹے موسیٰ کاظم کو دے دے اس کے پیٹ سے زمین کے تمام لوگوں سے بہتر شخص پیدا ہوگا تو جس وقت آپ (علی رضا) پیدا ہوئے تو آپ کی ماں کا نام طاہرہ رکھ دیا گیا اور علی رضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ جمعرات کے دن بتاریخ گیارہ ربیع الثانی ۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے اور شیخ مفید نے ۱۴۸ھ سن ولادت بتلایا ہے لیکن اول صحیح ہے۔

اور لقب آپ کا رضی ہے اور آپ کی وفات مامون رشید کے زمانہ میں ماہ صفر ۲۰۳ھ میں ہوئی اور بعض نے کہا ہے بتاریخ ۲۱ ماہ رمضان ۲۰۳ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے اور عمر شریف آپ کی پچاس سال سے کچھ کم تھی کہتے ہیں مامون رشید

Marfat.com

نے آپ کو زہر دلوائی تھی لیکن اکثر اہل سنت و جماعت کہتے ہیں یہ بات بالکل غلط ہے اور علامہ ابوالحسن علی بن عیسیٰ سے یہ بات ملی جو کہ اعظم علماء شیعہ سے ہے اس نے کشف الغمہ فی مناقب الائمہ میں مامون کے زہر دینے کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ مجھے ایک معتبر آدمی سے دریافت ہوا ہے کہ آپ کو مامون نے زہر نہیں دیا تھا اور یہی صحیح ہے اور علی رضا رضی اللہ عنہ کے پانچ بیٹے اور لڑکی تھی محمد تقی، وحسین وحسن وجعفر و ابراہیم وعائشہ اور شیخ مفید شیعی نے کہا سوائے محمد تقی کے پانچ فرزند چھوڑے واللہ اعلم اور محمد تقی بن علی رضا ابن موسیٰ کاظم بن جعفر بن محمد باقر بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ عالم شباب ہی میں جامع فضائل و آداب تھے اور علماء میں ممتاز تھے اور آپ کی ماں کا نام سکینہ المریسیہ ہے، اور ام ولد ہے اور کہا گیا نوبیہ نام ہے اور ایک قول میں حرزان نام ہے اور بعض نے کہا ریحانہ نام ہے اور بعض نے کہا سکینہ نام ہے اور بعض کہتے ہیں ذرہ نام تھا ابن الاخضر نے کہا ماریہ قبطیہ کے کنبہ سے تھی اور آپ مدینہ منورہ میں بروز جمعہ انیسویں تاریخ ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور بعض ماہ رجب کی دسویں تاریخ بیان کرتے ہیں اور آپ کی کنیت ابوجعفر ہے اور لقب آپ کا تقی ہے اور آپ کی شادی مامون رشید نے اپنی لڑکی سے کی اور اس کو آپ کے پاس مدینہ میں بھیج دیا کیونکہ آپ مدینہ میں تشریف فرماتے اور جب معتصم باللہ خلیفہ ہوا تو اس نے آپ کو بغداد میں طلب کیا تو آپ ۲۸ محرم الحرام ۲۲۰ھ کو بغداد میں آئے اور بتاریخ ۶ ذی الحجہ ۲۲۰ھ میں وفات پا گئے اور بعض نے ۵ ذی الحجہ ۲۲۰ھ تاریخ وفات بتائی ہے اور بعض کہتے آپ کی وفات ماہ ذیقعدہ سن مذکور میں ہوئی ہے اور شیعہ کہتے ہیں ان کو معتصم باللہ نے زہر دیا ہے اور شیخ مفید نے کہا ہے جو کہ علماء شیعہ سے ہے زہر دینا میرے

Marfat.com

نزدیک ثابت نہیں اور آپ کی نماز جنازہ ہارون بن اسحاق نے پڑھی اور مقبرۃ قریش میں آپ کے جد بزرگوار موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کو دفن کیا گیا اور عمر شریف آپ کی پچیس سال چند ماہ تھی اور مفتاح النجا کے مصنف نے مامون رشید کا اپنی لڑکی کا نکاح محمد تقی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرنے کا جو قصہ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہاں لکھا جاتا ہے جب مامون رشید نے صغرسنی میں ہی آپ کا علم وفضل دیکھا تو اس نے چاہا کہ اپنی لڑکی ام الفضل کا نکاح آپ کے ساتھ کر دے لیکن دیگر عباسی اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو خلافت ان کو مل جائے اس تزویج کو برا جانتے تھے تو عباسیوں اور خلیفہ کے درمیان آپ کی فضیلت کے بارہ میں باہمی نزاع ہوا آخر کار یہ بات قرار پائی کہ کسی شخص کو ان کے علم کا امتحان لینے کے لیے بھیجا جائے چنانچہ قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکتم کے بارہ میں طے ہوا کہ اس کو بھیج کر برائے امتحان چند مسائل دریافت کیے جائیں القصہ مقررہ دن میں قاضی صاحب آپ سے مسائل پوچھنے گئے آپ نے اچانک ان کے شافی جواب دیئے پھر آپ نے ایک مسئلہ پوچھا کہ اے قاضی صاحب اس مسئلہ کا کیا جواب ہے کہ ایک شخص نے پہلے روز ایک عورت کو دیکھا تو اس پر نظر کرنا حرام تھی جب دن خوب روشن ہوا تو وہ عورت اس پر حلال ہوگئی پھر جس وقت زوال ہوا تو اس پر حرام ہوگئی اور جب عصر کا وقت آیا تو پھر اس پر حلال ہوگئی اور جب آفتاب غروب ہوا حرام ہوگئی پھر جب عشاء کا وقت آیا تو اس کے لیے حلال ہوگئی پھر جب نصف شب ہوئی تو حرام ہوگئی پھر وہ عورت حرام ہی رہی پھر جس وقت صبح ہوئی تو وہ عورت حلال ہوگئی۔

Marfat.com

قَاضِیْ یَحْیٰی نے کہا مجھے اس کا جواب نہیں آتا آپ فرمائیں تو ابو جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ عورت ایک شخص کی لونڈی تھی اس پر نظر کرنی دوسرے شخص کے لیے حرام تھی جب دن چڑھا تو اس عورت کو اس نے خرید لیا اور اس پر نظر کرنی حلال ہو گئی پھر جس وقت زوال ہوا اس کو آزاد کر دیا پھر اس پر نظر کرنی حرام ہو گئی پھر عصر کے وقت اس سے نکاح کیا تو پھر اس شخص کے لیے حلال ہو گئی پھر جس وقت مغرب کی نماز کا وقت ہوا پھر اس سے ظہار کر لیا پھر حرام ہو گئی پھر جب عشاء کا وقت آیا قسم کا کفارہ دے دیا پھر اس پر حلال ہو گئی پھر جب نصف رات گزری اس کو طلاق دے دی پھر اس پر حرام ہو گئی پھر جب صبح ہوئی تو طلاق سے رجوع کر لیا پھر اس پر حلال ہو گئی جب قاضی صاحب نے یہ گفتگو آ کر مامون کو سنائی تو اس نے عباسیوں کو الزام دیا اور اسی مجلس میں اپنی لڑکی کا نکاح محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ سے کر دیا اور اپنی لڑکی کو مدینہ میں رخصت کر دیا۔

سیدنا امام تقی رضی اللہ عنہ کی اولاد

آپ کی دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ علی اور موسیٰ، فاطمہ، امامہ اور ہر دو لڑکوں سے آپ کی اولاد باقی ہے لیکن موسیٰ سے تھوڑی ہے اور کلام طلحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا لڑکا صرف علی ہے اور وہ حمیدہ خصائل اور مبارک شمائل تھے اور ان کی والدہ ثمامہ مغربیہ ہے اور بعض کہتے ہیں شقراء نام تھا اور بعض نے کہا آپ کی ماں مامون کی لڑکی ام فضل ہے اور آپ رجب کی تیرہویں تاریخ ۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور بعض نے آپ کی تاریخ ولادت منگل کا دن پانچویں تاریخ ماہ رجب کی بتلائی ہے اور بعض نے تاریخ ولادت ۱۵ شعبان المعظم ۲۱۲ھ بتلائی ہے اور آپ کی کنیت ابوالحسن

Marfat.com

اور لقب آپ کا تقی اور ھادی ہے اور مشہور عسکری ہے اس لیے کہ آپ کو خلیفہ معتصم باللہ نے مدینہ سے سرمن رائی میں بھیج دیا تھا اور سرمن رائی لشکر کو کہتے ہیں اور عربی میں عسکر کہتے ہیں اور اس جگہ خلیفہ کا لشکر بہت مدت رہا اس اعتبار سے آپ کو عسکری کہتے ہیں اور فصل الخطاب میں کہا بغداد میں آدمیوں کی کثرت سے تنگی ہو گئی لہذا اس نے اپنے لشکر سمیت وہاں رہنا اختیار کیا اس بناء پر وہ شہر عسکر کے نام سے مشہور ہو گیا آپ ہمیشہ خلفائے عباسیہ کے نزدیک مکرم و معزز رہے کہ معتبر باللہ بن متوکل باللہ کا زمانہ سلطنت آ گیا آپ کی وفات اس زمانہ میں پیر کے دن بتاریخ ۲۵ جمادی الاخری ۲۵۴ھ میں ہوئی اور ابن الاخضر اور شیخ مفید شیعی اور طبری نے کہا ماہ رجب سن مذکور آپ کی وفات میں ہوئی اور بعض شیعہ کہتے ہیں اس کو معتبر باللہ نے زہر دیا تھا اور آپ کی عمر شریف بہ روایت اول کہ متعلقہ پیدائش گزری چالیس سال تھی اور بروایت ثانی بیالیس سال چند ماہ تھی اور آپ کو آپ کے گھر سرمن رائی میں ابواحمد رشیدی کے شارع میں دفن کیا گیا اور آپ کا مزار قم میں نہیں یہ روایت صحیح نہیں اس جگہ موسیٰ بن جعفر کی لڑکی کی قبر ہے اور آپ کا سرمن رای رہنا بعض دس سال اور بعض بیس سال بتاتے ہیں اور آپ کی اولاد تین بیٹے اور ایک لڑکی ہے جن کے نام یہ ہیں۔ حسن، حسین، جعفر، اور عالیہ اور بعض لڑکی کا نام عائشہ بتلاتے ہیں اور شیخ مفید شیعی نے چار لڑکے بتائے ہیں اور چوتھے کا نام محمد بتایا ہے اور حسین کے احوال کا پتہ نہیں اور محمد کو ابوجعفر کہتے ہیں اپنے والد کی وفات کے بعد وہ حجاز میں گئے اور قریہ موصل میں سات کوس بلندی کی طرف گئے اور وہاں ہی وفات پا گئے وہی ان کی قبر ہے اور مسجد بھی ہے اور جعفر کو ابوعبداللہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

اور وہ اپنے پڑدادا امام جعفر کے ہم نام ہیں اور ان کے پڑدادا کو شیعہ جعفر صادق کہتے ہیں اور بعض ان کو جعفر کذاب کہتے ہیں اور اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جب ان کا بھائی حسن جس کا ذکر آگے آئے گا فوت ہوا اور اس کے کوئی اولاد نہ تھی تو جعفر نے اس کے ترکہ کو وراثتاً لے لیا اور شیعہ حسن رضی اللہ عنہ کا لڑکا مانتے ہیں کہ وہ اس کی پیدائش کو مخفی رکھتے تھے اور اقتضائے وقت کی وجہ سے اس کے امر کو پوشیدہ رکھتے تھے اور بادشاہ وقت بھی اس لڑکے کی تلاش میں تھا اس لیے اس لڑکے کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پوشیدہ رکھا شیعہ کے نزدیک وہ مہدی ہے اور زندہ ہے اور اپنے نکلنے تک وہ باقی ہے تو جعفر نے کہا میرے بھائی کی کوئی اولاد نہیں میں امام ہوں لہٰذا شیعہ اس کو کذاب کہتے ہیں اس لیے کہ اس نے مہدی منتظر کی امامت کا انکار کیا اور اس کا حق غصب کیا اور جعفر بن علی ۲۷۱ھ میں وفات پائی اور عمر شریف آپ کی پینتالیس برس کی تھی اور آپ کو سر من رای میں آپ کے والد کے گھر میں دفن کیا گیا اور حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تمام بھائیوں میں از روئے علم و حلم اور جود و سخا کے افضل اور اکمل تھے اور آپ کی والدہ کا نام سوسن ہے اور آپ مدینہ شریف میں ۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ آپ ماہ ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور کنیت آپ کی ابومحمد ہے اور آپ نام و کنیت حسن رضی اللہ عنہ برادر حسین رضی اللہ عنہ کے موافق ہے اور آپ کا لقب زکی ہے اور خالص و سراج ہے اور آپ کو بھی آپ کے باپ والا قدر کی طرح بجہت مذکورہ عسکری کہتے ہیں اور آپ عابد و متقی و سخی و کریم تھے ہمیشہ حسن عسکری رضی اللہ عنہ تا وفات معزز و مکرم رہے اور خلفا ان کو انعام و اکرام وعطیات دیا کرتے تھے اور بروز جمعہ اور ایک قول میں بروز بدھ بتاریخ ۸ ربیع

Marfat.com

الاول ۲۶۰ھ میں خلیفہ معتمد باللہ کے عہد خلافت میں آپ کی وفات ہوئی اور شیعہ کہتے ہیں آپ کو معتمد باللہ نے زہر دی اور سر من رای میں آپ کو آپ کے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا گیا اور عمر شریف آپ کی انتیس سال اور چند ماہ تھی یا اٹھائیس سال چند مہینہ کی تھی اور آپ کا بیٹا صرف محمد المنتظر باقی رہا اور محمد بن حسن بن علی بن محمد تقی بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ شیعہ کا مذہب ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا بیٹا زندہ مانتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ محمد منتظر سر من رای میں ۲۳ رمضان ۲۸۵ھ کو پیدا ہوئے طلحہ اور دیار بکری شیعی اس طرح کہتے ہیں اور شیخ مفید اور طبرسی کہتے ہیں کہ آپ نصف شعبان ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے اور ماں آپ کی نرگس یا سوسن یا صقل یا کلیمہ تھی اور کنیت آپ کی ابوالقاسم اور لقب آپ کا خلف صالح اور حجۃ اور منتظر اور قائم اور مہدی اور صاحب الزمان ہے یہ تمام شیعہ کی اصطلاحات ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے حکمت اور قول فاروق اور حق و باطل میں امتیاز کرنا یہ اوصاف بچپن میں ہی عطا فرمائے جیسا کہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے بچپن میں امام بنایا جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو گہوارے میں نبوت عطا فرمائی تھی لیکن ان کی عمر دراز ہے اس لیے کہ وہ خلیفہ معتمد باللہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور ۲۶۵ھ میں پوشیدہ ہوئے اور بعض کہتے ہیں محمد اپنے باپ حسن عسکری کی وفات کے وقت فوت ہوئے اور بعض کہتے ہیں پیدائش کے وقت سے پوشیدہ ہیں اور ان کی پیدائش کو ان کے خاص شیعہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس وقت زندہ باقی اور مخفی ہیں حتی کہ قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

جیسا کہ وہ پہلے ظلم سے پر تھی اور ان کی زندگی میں کچھ شبہ نہیں یعنی درازی

Marfat.com

حیات میں کوئی جائے شک نہیں اس لیے کہ اکثر آدمیوں کی عمر ہزار سال سے بھی زیادہ ہوئی ہے جیسے نوح ولقمان وخضر علیہم السلام یہ شیعہ کا عقیدہ ہے لیکن اہلسنت و جماعت اکثر اس امر کے قائل ہیں کہ محمد بن حسن عسکری اپنے باپ کی زندگی میں شیر خوار فوت ہوئے اور اس کی تائید جعفر کا قول کرتا ہے جن کو شیعہ کذاب کہتے ہیں اس لیے کہ جعفر نے حسن رضی اللہ عنہ کا ترکہ لیا اگر ان کا بیٹا زندہ ہوتا تو وہ ترکہ حسن کس طرح لے سکتے تھے اور شیعہ از راہ ظلم ترکہ لینے کو غصب کہتے ہیں اور بعض شیعہ کہتے ہیں کہ اپنے والد کے فوت ہونے کے پانچ سال بعد سات سال یا دس سال کی عمر میں محمد بن حسن فوت ہوئے اور بعض کہتے ہیں اس سن میں پوشیدہ ہوئے اور دو سال پوشیدہ رہ کر پھر فوت ہوئے غرضیکہ تمام سنی متفق ہیں کہ محمد بن حسن عسکری فوت ہو گئے چنانچہ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی نے اپنی کتاب میں ابدال کے حالات میں لکھا ہے کہ محمد بن حسن عسکری جس وقت پوشیدہ ہوئے دائرہ ابدال میں پہنچے اور درجات میں ترقی کرتے تھے حتیٰ کہ سید الافراد ہوئے جس وقت اس زمانہ کے قطب علی بن حسین بغدادی فوت ہوئے اور محمد بن حسن عسکری نے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کے جانشین ہوئے اور نو سال مرتبہ قطبیت میں رہے اس کے بعد فوت ہوئے اور ان کے قائم مقام عثمان الجوی الخراسانی ہوئے اور انہوں نے محمد بن حسن عسکری پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کو مدینہ منورہ میں دفن کیا۔

ہر گاہ کہ مذہب شیعوں اور سنیوں کا جانا گیا اہل سنن حضرات فرماتے ہیں کہ امام حسن عسکری کی اولاد باقی نہیں رہی اور شیعہ کہتے ہیں یہی محمد لڑکا مذکور باقی رہا کہ اس کو مہدی اور صاحب زماں کہتے ہیں اور آخر زمانہ میں ظہور فتنہ کے وقت ظاہر ہوگا تو

Marfat.com

امام مہدی کے بارہ میں شیعہ اور سنیوں کا اختلاف ہے بعض شیعہ کہتے ہیں مہدی ابوالقاسم محمد بن القاسم بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ ہے اس کو معتصم باللہ نے قید کیا اور اس کے شیعوں نے اس کو قید سے نکال لیا اور اس کو لے گئے اس کی پھر کوئی خبر معلوم نہیں اور وہ آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا یہ فرقہ شیعوں کا امام حسن عسکری کے بیٹے کو مہدی نہیں کہتا ایک اور فرقہ شیعوں کا کہتا ہے جس کو کیسانیہ کہتے ہیں کہ امام مہدی محمد بن علی بن ابی طالب ہے کہ جس کو محمد بن حنفیہ کہتے ہیں اور وہ مرے نہیں بلکہ کوہ رضوی میں پوشیدہ ہیں اور آخر زمانہ میں آئیں گے چنانچہ مختار بن ابوعبیدہ ثقفی جس کا ذکر باب چہارم میں آئے گا محمد بن حنفیہ کی مہدویت کا قائل تھا۔

اور شیعوں میں سے ایک فرقہ جس کو اسماعیلیہ کہتے ہیں وہ کہتے ہیں امام مہدی موعود ابوالقاسم محمد بن عبداللہ ہے جو ۲۹۹ھ میں ظاہر ہوا اور اس نے خروج کیا اور اس زمین پر غالب آ گیا اور وہ مہدی ان کے گمان میں اسماعیل بن امام جعفر کی اولاد میں سے ہے جن کو شیعہ صادق کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ اس کے باپ کی طرف سے اس کے حق میں حصہ امامت تھا اور اس کے بعد میں حدیث لاتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تین سو سال پر آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا تو آفتاب سے مراد یہی مہدی ہے کہ زمین مغرب میں اس نے خروج کیا۔

اور اس زمین پر غالب ہوا اور ایک فرقہ شیعہ کہ اس کو اثنا عشری کہتے ہیں اور یہ فرقہ کاتب الحروف کے دیار میں اکثر ہے وہ سوائے بارہ شخصوں کے کسی کو امام نہیں کہتے اور وہ بارہ اشخاص یہ ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی وامام حسن وامام حسین وامام زین العابدین وامام محمد باقر وامام جعفر صادق وموسیٰ کاظم وعلی رضا ومحمد تقی وعلی نقی وحسن

Marfat.com

عسکری اور بارہواں امام مہدی رضی اللہ عنہم کو کہتے ہیں سوائے ان کے اگرچہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوں یا اور کسی سے ہوں کسی کو امام نہیں مانتے اور کہتے ہیں مہدی موعود محمد بن حسن عسکری جس کا ذکر پہلے گزرا ہے وہی ہے اور اس بارہ میں رسول خدا ﷺ کی حدیث اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول اور دیگر آئمہ کے اقوال امام حسن عسکری تک بطور دلیل کے لاتے ہیں اور اس کی امامت کی تخصیص ہر امام اپنے آباؤ اجداد سے کرتا رہا ہے ایسا ہی شیخ مفید نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے نیز اس میں روایت لایا ہے کہ مہدی موعود کے لیے اس کے ظہور سے پہلے غائب ہونا دو قسم کا ہے ایک غیوبیت قصری اور دوسری غیوبیت طولی غیوبیت قصری پیدائش کے وقت سے امام اور اس کے شیعہ کے درمیان واسطہ منقطع ہونے تک اور غیوبیت طولی یہ ہے کہ اس کے بعد اس کے اس ظہور تک جو بزور شمشیر قائم ہوگا اس زمانہ تک اور طبری نے جو کہ علماء شیعہ سے ہے اس نے بھی مثل شیخ مفید کے کہا ہے لیکن غیوبیت قصری اور طولی میں فرق کیا ہے اور اس کا اس مقام میں کلام بسیط ہے۔

جاننا چاہیے شیعہ عباسیہ کہتے ہیں کہ مہدی موعود رسول خدا ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہوگا اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے اَلْمَهْدِیُّ مِنْ وُلْدِ عَبَّاسٍ۔ ترجمہ: مہدی عباس رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہوگا سوائے اس حدیث کے دوسری حدیثیں اس مطلوب پر ذکر کی ہیں بعدہٗ شیعہ بنو عباس نے مہدی کے وجود میں اختلاف کیا ہے بعض ان میں سے کہتے ہیں آخر زمانہ میں مہدی پیدا ہوگا۔ اور بعض کہتے ہیں مہدی بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس خلفاء عباسیہ

Marfat.com

کا تیسرا خلیفہ ہے اس لیے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ مِنَّا السَّفَّاحُ وَمِنَّا الْمَنْصُوْرُ وَمِنَّا الْمَهْدِیُّ۔ ترجمہ: سفاح اور منصور اور مہدی میرے سے ہیں نیز حدیث میں آیا ہے کہ مہدی کا نام آنحضرت ﷺ کے نام کے موافق ہوگا اور ان کے باپ کا نام بھی رسول خدا ﷺ کے باپ کے نام کے موافق ہوگا اور کنیت اس کی ابوعبداللہ ہوگی نیزہ اس کا سیاہ ہوگا اور خراسان سے آئے گا اور ماہ محرم میں لوگ اس سے بیعت کریں گے اور یہ تمام صفات محمد بن عبداللہ عباسی مذکور میں پائی جاتی ہیں لیکن مذہب اہلسنت و جماعت کا بالاتفاق یہ ہے کہ مہدی موعود اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے امام حسن سبط اکبر کی اولاد سے آخری زمانہ میں فتنوں کے ظہور کے وقت قتال وجدال کے بعد ظاہر ہوگا دین متین کی اعانت کرے گا مشرکوں کو مغلوب کرے گا اور اس باب میں حدیثیں اہلسنت کے طریقہ کی سندوں سے صحیح اور حسن اور ضعیف بہت ہیں اب کچھ حالات قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کا لکھا جاتا ہے تاکہ مومنین کے دلوں کو اہل بیت کے مصائب سننے سے جو رنج والم پہنچا ہے اس کا دفعیہ ہو اور لوگوں کو عبرت ہو کہ رسول خدا ﷺ کے اہلبیت کی اہانت اور تکلیف دہی دین کی رسوائی اور آخرت کی تباہی ہے۔

الٰہی! ہمارے دل کو اور مسلمانوں کے دل کو ان کے دشمنوں کی محبت سے محفوظ ومصئون رکھ اور اپنے رسول ﷺ کی محبت اور ان کی آل کی اور ان کے اصحاب واحباب وازواج مطہرات واتباع کی محبت ہمیں اور تمام مسلمانوں کو نصیب فرما۔ آمین

☆☆☆

Marfat.com

باب چہارم:

قاتلان اہلبیت کرام رضی اللہ عنہم کا برا انجام

ابن الاخضر نے علی بن موسیٰ سے روایت کی انہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی میرے باپ موسیٰ نے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز میری لڑکی فاطمہ اٹھے گی اس کے بدن پر رنگدار کپڑا ہوگا جو خون سے رنگین ہوگا اور عرش کے ستونوں میں سے ایک ستون کے پاس کھڑی ہوگی اور جناب باری میں عرض کرے گی اے حکیم انصاف کے ساتھ حکم کر میرے اور میرے بیٹے کے قاتلوں کے درمیان تو قسم خدا کی اللہ تعالیٰ میری لڑکی کی وجہ سے انصاف فرمائے گا اور عامر بن سعد البجلی سے روایت ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول خدا ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا میرے دوست براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے میرا اسلام کہو اور خبر دو بلاشبہ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ دوزخ میں ہیں اور بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کے لوگوں کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے تو راوی کہتا ہے میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے اپنا خواب بیان کیا انہوں نے فرمایا رسول خدا ﷺ نے سچ فرمایا کیونکہ آپ کی حدیث ہے جس کسی نے مجھے خواب میں دیکھا بلاشک مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہوسکتا۔

مفتاح النجافی مناقب آل عبا میں مرزا محمد معتمد خاں نے لکھا ہے۔ یہ عذاب

Marfat.com

آخرت ہے کہ قائم رہنے والا اور باقی رہنے والا اور ہمیشہ رہے گا اور جوان پر دنیا میں عذاب آیا اب وہ سنو چنانچہ زہری نے کہا ہے جو شخص معرکۂ کربلا حاضر ہوا تھا دنیا میں بغیر عذاب کے نہیں بچا بعض قتل ہوئے اور بعض نابینا ہوئے اور بعضوں کا منہ سیاہ ہوا اور بعضوں کی سلطنت و دولت تھوڑی مدت میں جاتی رہی اور منصور بن عمار نے کہا بعض پیاسے مرے حالانکہ مٹکے کے مٹکے اور بہت سا پانی پی جاتے تھے لیکن سیر نہیں ہوتے تھے اور بعض کا آلہ تناسل دراز ہو گیا تھا کہ سوار ہونے کے وقت گردن سے لپیٹتے تھے ابوالفتح نے حکایت کی آدمیوں کی ایک جماعت ایک جگہ مصروف گفتگو تھی کہ جو شخص حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں معین و مددگار تھا اس کے مرنے سے پہلے ضرور اس کو دنیا میں آفت و بلا پہنچی اس مجلس میں ایک بوڑھا تھا وہ بولا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں میں نے بھی اس روز مدد کی تھی مجھ کو تو کچھ بھی نہیں ہوا یہ بات کہہ کر وہ چراغ کی بتی اکسانے کے لیے اٹھا اور اس کو چراغ کی آگ نے پکڑ لیا ہر چند فریاد کرتا تھا مگر آگ کم نہ ہوتی تھی آخر کار وہ دریائے فرات میں گیا مگر باوجود پانی کے ہوتے ہوئے وہ آگ دراصل غضب الٰہی کی تھی نہ بجھی اور بدن اس کا جل گیا اور جب تک وہ مر نہ گیا آگ بدستور اس کے بدن کو چمٹی رہی سبط ابن الجوزی نے سدی سے نقل کیا ہے کہ سدی نے بیان کیا ایک شخص نے کربلا میں میری ضیافت کی اثناء کلام میں شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ درمیان میں آ گیا۔

لوگ کہنے لگے جو شخص قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھا وہ بدترین موت مرا تو یہ بات میزبان پر بہت گراں گزری اور کہنے لگا یہ بات جھوٹ ہے میں بھی قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھا مجھے کچھ نہیں ہوا تو ایک دن کے بعد رات کو چراغ کو

Marfat.com

بجھانے کے لیے اٹھا تو آگ کی لپیٹ اس کی طرف بڑھی اور اس کو جلا کر راکھ کر دیا۔ راوی نے کہا خدا کی قسم میں نے اپنی آنکھ سے اس کو دیکھا گویا کہ جل کر کوئلہ ہوا پڑا تھا نیز حکایت کی گئی ہے ابن زیاد کے لشکر میں سے جس شخص نے حسین رضی اللہ عنہ کا سر شکار بند میں باندھا ہوا تھا اس کو چند روز کے بعد دیکھا گیا تو منہ اس کا توے سے زیادہ سیاہ تھا لوگوں نے اس سے سبب پوچھا کہ تو بہت خوبصورت آدمی تھا اب تجھ کو کیا ہو گیا ہے اس نے کہا جس روز سے میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو شکار بند میں باندھا تھا اس روز سے دو آدمی میرے پاس آتے ہیں اور میرے دونوں بازو پکڑ کر مجھ کو آگ کے پاس لے جاتے ہیں اور مجھے اس آگ پر اوندھا لٹکا دیتے ہیں اور پھر مجھ کو واپس لے آتے ہیں تو وہ شخص برے احوال میں مبتلا ہو کر مرا واقدی نے حکایت نقل کی کہ ایک بوڑھا آدمی حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں حاضر ہوا تھا تو وہ نابینا ہو گیا لوگوں نے اس کا سبب پوچھا اس نے کہا میں نے رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے بازو تک آستینیں چڑھائی ہوئی تھیں اور آپ کے ہاتھ میں تلوار تھی اور آپ کے روبرو ایک چمڑے کا فرش بچھا ہوا تھا اور میں نے دیکھا آپ نے قاتلان حسین رضی اللہ عنہ میں سے دس آدمیوں کو ذبح کیا ہوا تھا اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اس بوڑھے مرد کو لعنت ملامت کی اور ایک سلائی خون حسین رضی اللہ عنہ کی میری آنکھوں میں ڈال دی تو میں نابینا ہو گیا اور نقل ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضور کے روبرو خون سے بھرا ہوا ایک تھال رکھا ہوا ہے اور لوگ حضور ﷺ کے پاس سے گزر رہے ہیں اور حضور ﷺ ایک ایک سلائی خون کی ان کی آنکھوں میں پھیر رہے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں قتل حسین رضی اللہ

Marfat.com

عنہ میں شریک نہ تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تو قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک ہونے کی تمنا رکھتا تھا تو آنحضرت ﷺ نے اپنی شہادت کی اُنگلی سے جو خون سے آلودہ تھی میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو صبح کو جب میں اٹھا تو نابینا تھا۔

احمد نے ابو رجا سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور اس کے خاندان میں سے کسی کو برامت کہو اس لیے کہ ایک شخص ہمارے ہمسایوں میں سے کوفہ سے آیا تھا وہ کہنے لگا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فاسق کے بیٹے فاسق کو قتل کیا یعنی حسین رضی اللہ عنہ کو تو خدا تعالیٰ نے دو ستارے مثل تیر کے بھیجے کہ اس برا کہنے والے کی آنکھوں میں داخل ہو گئے جس کی وجہ سے وہ شخص نابینا ہو گیا۔

مرزا محمد مورخ لکھتا ہے میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے منصور سے روایت ہے کہ اس نے ملک شام میں بعض شخصوں کو دیکھا کہ ان کے چہرے خنزیر کی طرح ہو گئے تھے تو ان میں سے ایک شخص مسخ شدہ سے اس نے اس کا سبب دریافت کیا اس کے متعلق لوگوں نے کہا یہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہزار بار لعنت بھیجتا تھا اور جمعہ کو چار ہزار مرتبہ لعنت بھیجتا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کو لعنت سے یاد کرتا تھا تو پھر اس نے رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی خدمت میں حسین رضی اللہ عنہ اس لعنت کرنے والے شخص کا شکوہ کر رہے ہیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی اور اس کے منہ پر تھوکا اس دن سے اس کا منہ خنزیر کی طرح ہو گیا اور لوگوں کے لیے عبرت کا مقام ہو گیا۔ ترجمہ صواعق محرقہ میں روایت ہے جب معرکہ کربلا میں دشمنوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر پانی بند کر دیا اور حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی پیاس سے تڑپنے لگے تو لشکر

Marfat.com

اعداء سے نکل کر ایک شخص کہنے لگا اس شخص کو دیکھو یہ اپنے آپ کو آسمان کا جگر گوشہ جانتا ہے اور اس کے لیے آسمان سے ایک قطرہ تک پانی کا نہیں آتا اور پیاسا ہی مرے گا یہ بات سن کر حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے حق میں بددعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اقْتُلْہُ عَطْشًا۔ یا اللہ اس کو پیاسا مار اس کے بعد وہ شخص ہر چند پانی پیتا تھا لیکن اس کی پیاس نہیں بجھتی تھی حتی کہ وہ مر گیا نیز مروی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ پانی پینے لگے اس وقت ایک آدمی دشمنوں میں سے آپ کے پانی پینے کے درمیان حائل ہو گیا اور آپ کو تیر مارا وہ تیر آپ کے گلے مبارک پر لگا تو حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے بارہ میں بددعاء کی یا الٰہی اس کو پیاس کے مرض میں گرفتار کر کہ ہرگز وہ پانی سے سیراب نہ ہو اس وقت اس کے پیٹ میں حرارت اور پیٹ کے ظاہر حصہ میں ٹھنڈک پیدا ہو گئی حتی کہ اس کو سامنے سے پنکھا جھلتے تھے اور پیچھے اس کے آگ لگاتے تھے گویا کہ نصف حصہ بدن کا گرم اور نصف حصہ بدن سرد تھا اور وہ پیاس سے فریاد کرتا تھا اور کئی آدمیوں کی مقدار کے مطابق دودھ اور پانی پیتا تھا لیکن اس کی پیاس نہیں بجھتی تھی اور تشنگی سے فریاد کرتا تھا یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا اور اسی قسم کی حکایت تہذیب التہذیب میں بھی ہے مرزا محمد مورخ نے لکھا یہ حال عام لوگوں کا تھا جو آپ کی شہادت میں حاضر تھے حال یزید کا اور ابن زیاد کا اور عمرو بن سعد اور شمر اور اس کے مثل لوگوں کا جو کہ عام لوگوں کے سردار تھے آئندہ صفحات سے معلوم ہوگا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تو جو کچھ ان لوگوں کا حال ہوا وہ ظاہر ہے کہ یزید نے چند روز دنیا کا فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے یہ بے ادبی اور گستاخی کی اور

Marfat.com

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تین سال اور چند ماہ زندہ رہا بعدازاں جہنم رسید ہو گیا ابن زیاد مختار بن ابوعبیدہ کی لڑائی میں قتل ہوا عمرو بن سعد اور شمر ذی الجوشن اور تمام آدمیوں کو کہ کربلا میں حاضر تھے مختار نے غلبہ حاصل کرنے کے بعد کوفہ میں قتل کیا لہٰذا مناسب ہے کہ چند صفات میں احوال شقاوت مآب قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کا لکھا جائے اور اس شخص کا ذکر کیا جائے جس نے خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے خروج کیا اب اس مقام پر یزید پلید کا ذکر لانا ابتداء سے آخر تک زیادہ مناسب ہے تاکہ لوگوں کے لیے مزید عبرت کا سبب ہو اس کے بعد دوسرے شریروں کے جہنم رسید ہونے کا ذکر کیا جائے جاننا چاہیے جس وقت یزید پلید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اس کے بعد اس نے ظلم وفسق وفجور اور شراب نوشی اور زنا کاری اور دیگر حرکات نامناسب کرنی شروع کیں چونکہ اہل مدینہ نے جبراً اور کرھاً اس ناپاک کی بیعت کی ہوئی تھی اس کا حال شقاوت مال دیکھ کر انہوں نے اس کی بیعت سے خلع کیا اور دو شخصوں کو مہاجر وانصار میں سے ہر گروہ پر خلیفہ مقرر کیا قریش پر عبداللہ بن مطیع العدوی کو اور انصار پر عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ کو امیر مقرر کیا اور یزید کے عامل نعمان بن محمد بن ابوسفیان کو مدینہ سے نکال دیا جیسا کہ واقدی نے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا ہم نے یزید پر خروج نہیں کیا تاوقتیکہ ہم کو خوف ہوا کہ اگر ہم اب اس کی اطاعت کریں گے تو آسمان سے ہم پر پتھر برسیں گے اس لیے کہ اس کے زمانہ میں لوگ اپنی سوتیلی ماؤں اور بہنوں کیساتھ نکاح کرتے تھے اور شراب پیتے تھے اور نماز کو ترک کرتے تھے لہٰذا ہم نے اس کی بیعت سے خلع کیا جب یہ خبر یزید کو ملی کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت سے خروج کیا

Marfat.com

ہے اور اس کے عامل کو وہاں سے نکال دیا ہے اور بنی امیہ کو قید کر دیا ہے۔

اور ترجمہ متعارف طبری میں ہے کہ یزید پلید نے عمرو بن سعد کو مکہ کا امیر اور ولید عتبہ کو مدینہ کا امیر کیا ہوا تھا جب عبداللہ بن زبیر مدینہ چھوڑ کر مکہ میں آ گئے تھے جیسا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے حالات میں پہلے گزرا عمرو بن سعد نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی وغیرہ نہیں کی یزید نے اس پر نفاق کی تہمت رکھ کر اس کو مکہ سے نکال دیا اور مکہ کی امارت بھی ولید بن عتبہ کے حوالے کر دی ولید خود تو مدینہ منورہ میں رہا اور اپنا نائب مکہ میں بھیج دیا لیکن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے عامل کو مکہ سے نہیں نکالا اور مکہ کے لوگوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نماز باجماعت علیحدہ پڑھتے اور خلیفہ یزید الگ نماز پڑھتا اور جب حسین رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ بیعت کے لیے نہیں بڑھایا جب حسین رضی اللہ عنہ عراق میں شہید ہو گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ روئے اور آپ کی بہت تعریف کی اور اس وقت اہل مکہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا اب سوائے آپ کے کوئی لائق بیعت نہیں چنانچہ سب مکہ والوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی یہ خبر یزید کو پہنچی تو اس نے قسم کھائی میں اس کے ہاتھ باندھ کر اور اس کی گردن میں طوق ڈال کر اپنے پاس اس کو قید کروں گا چنانچہ یزید نے ایک زنجیر ولید بن عتبہ کے پاس بھیج دی اور اس کو لکھا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی گردن میں زنجیر ڈال کر اس کو میرے پاس بھیج دے ولید نے یزید کے قاصد کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا وہ قاصد مکہ مکرمہ میں گیا اس نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یزید کا پیغام دیا اور زنجیر کو اس کے پاس رکھ دیا عبداللہ

Marfat.com

بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سر کو ہلایا اور اس قاصد کو کوئی جواب نہ دیا اس قاصد نے جا کر یزید کو حقیقت حال سے آگاہ کیا یزید نے ایک سال گزارا اور ولید نائب یزید مدینہ سے مکہ میں حج کرنے آیا ایک طرف عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ایک گروہ کے ساتھ حج کرتے تھے اور اسی طرف سے ولید بن عتبہ اپنی جماعت کے ساتھ حج کرتا تھا۔

اس کے بعد عثمان بن محمد بن ابوسفیان جو یزید کی طرف تغیری کے بعد عامل مدینہ تھا اس نے دس آدمیوں کو مدینہ سے نائب مدینہ کے حکم سے یزید کے پاس بھیجا ہوا تھا جب وہ واپس آئے اور انہوں نے یزید کا آنکھوں دیکھا حال اہل مدینہ کو سنایا (یعنی اس کا فسق و فجور وغیرہ) جب یہ خبر یزید کو پہنچی تو بہت ناراض ہوا اور اہل مدینہ بیعت کے ارادے سے علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کے پاس گئے آپ نے انکار کیا اور آپ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے ایک گاؤں میں جس کا نام سبوع تھا وہاں آپ نے رہنا اختیار کیا۔ ادھر یزید نے نعمان بن بشیر انصاری کو کہا تم مدینہ جاؤ اور لوگوں کو نصیحت کرو میں نہیں چاہتا کہ مدینہ میں فوج بھیجوں اور تمہاری بیویوں کو بیوہ کروں اور بچوں کو یتیم کروں اور علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کہنا تم نے اچھا کیا کہ اہل مدینہ کے شریک نہ ہوئے تیری نیکی کا بدلہ مجھ پر واجب ہے تو نعمان اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے اور یزید کا پیغام اہل مدینہ کو دیا انہوں نے قبول نہ کیا۔

تو نعمان نے جا کر یزید کو اہل مدینہ کے ارادے سے آگاہ کیا تو یزید نے مسلم بن عتبہ کو بلایا یہ مرد مدبر اور جنگ آزمودہ تھا تو یزید نے بارہ ہزار آدمی اور ایک روایت کی رو سے دس ہزار آدمی اس کو دیے اور کہا مدینہ میں جا اور جب وہاں پہنچے تو ان کے ساتھ نرمی کر اگر بیعت کرنا قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کر اگر تو غالب ہو

Marfat.com

جائے تو تین روز قتل وخون کو مباح کر مسلم بن عقبہ ان دنوں بیمار تھے یزید نے کہا اگر تجھے کوئی واقعہ پیش آجائے تو حصین بن نمیر کو اپنا جانشین کر دینا تو مسلم مدینہ میں گیا اور اسی روز یزید نے ابن زیاد کو خط لکھا کہ بہت سی فوج لیکر مکہ میں جا اور ابن زبیر کیساتھ جنگ کر ابن زیاد ان دنوں یزید سے ناراض تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ یزید نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے صلہ میں ابن زیاد کو کوفہ اور سواد عراق دیا ہوا تھا اور سیستان وخراسان کہ عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں فتح ہو چکے تھے وہ اس کی بھی امید رکھتا تھا لیکن یزید نے ہر دو ملک ابن زیاد کے بھائی سلیم بن زیاد کو دیئے ہوئے تھے لیکن ابن زیاد نے یزید کے خط کے جواب میں لکھا میں دو کام نہیں کر سکتا ایک تو پیغمبر خدا ﷺ کے فرزند کا قتل اور دوسرا خانہ خدا کی بربادی چنانچہ بظاہر اس نے بیماری کا بہانہ کیا القصہ مسلم شام کی فوج کو لیکر مدینہ میں آیا اور تین روز مدینہ کے دروازہ پر ٹھہرا رہا پھر ایک شخص کو مدینہ میں بھیجا اس شخص نے مدینہ والوں کو نصیحت کی مگر انہوں نے یزید کی اطاعت قبول نہ کی اور مدینہ کے ارد گرد خندق کھودی اور مورچے قائم کیے مسلم نے مدینہ کے گرد فوج تعینات کی مسلم ان دنوں بیمار تھا لہذا خیمہ میں تخت پر بیٹھا ادھر مدینہ والوں میں سے عبداللہ بن حنظلہ نے فضیل بن عباس رضی اللہ عنہ کو لشکر کا مقدمہ کیا کیونکہ فرزندان عبدالمطلب میں سب سے زیادہ یہ عقلمند تھے عبداللہ نے سواروں سے یزید کے لشکر پر حملہ کیا اور فضیل نے اپنی جماعت کے ساتھ لشکر شام کو لوٹا اور شکست دی اور مسلم کے تخت تک پہنچ گئے اور خلق کثیر کو قتل کیا فضیل کے روبرو ایک رومی غلام آیا انہوں نے سمجھا مسلم بن عقبہ ہے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور کہا میں نے مسلم کو قتل کر دیا اور مسلم بن عقبہ آواز دیتا تھا میں زندہ ہوں اور تجھے قتل کروں گا تو مسلم خیمہ سے باہر آیا اور مسلح ہو کر

Marfat.com

سوار ہوا اور لشکر میں پکارا اے شام کے بہادرو! اگر تم میرے بغیر جنگ نہیں کرتے تو میں آ گیا ہوں اب حملہ کرو فضیل نے جانا کہ میں مسلم کو قتل کروں لہٰذا مسلم کی طرف جنگ کا ارادہ کیا مسلم نے فضیل بن عباس رضی اللہ عنہ کے پہلو پر تیر مارا جس کی وجہ سے وہ گھوڑے سے گر گئے ادھر شامی لشکر بھی حملہ آور ہوا جبکہ تقدیر الٰہی نے چاہا ہوا تھا کہ یزید کے اعمال نامہ میں دوسرے اور شقاوت کے اعمال لکھے جائیں لہٰذا مدینہ کے لوگ بہت قتل ہوئے اور باقی ماندہ شہر کو بھاگ گئے اس کے بعد عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے پیادہ جنگ شروع کی تو مسلم نے بھی اپنے لشکر کو آواز دی اے شامیوں تم بھی پیادہ ہو کر جنگ کرو چنانچہ حصین بن نمیر حمص کی تمام فوج کے ساتھ پیادہ ہوا اور مسلم بن عقبہ نے بھی تیروں کی بارش شروع کی تو عبداللہ رضی اللہ عنہ مع اپنے تین بھائیوں کے شہید ہوئے چنانچہ اہل تاریخ لکھتے ہیں سات سو صحابہ کبار مہاجرین وانصار اور دس ہزار دوسرے لوگ اہل مدینہ سے شہید ہوئے اس دن مسلم مسرف کے نام سے ملقب ہوا پھر مسرف مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ اور تین روز تک لوٹ مار کی اور اہل مدینہ کو تنگ کیا اور تین روز روز مسجد نبوی میں جماعت موقوف رہی اور مسجد میں کتے اور لومڑیاں آتی تھیں اور جس منبر پر رسول خدا ﷺ اور خلفاء راشدین رونق افروز ہوتے تھے اس پر کتے اور لومڑیاں پیشاب کرتی تھیں اور مسجد نبوی میں لڑکوں سے بدفعلی کی گئی اور کئی سو عورتیں زنا سے حاملہ ہوئیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا نہایت افسوس کا مقام ہے کہ یزید پلید کے ہاتھ سے اہل بیت نبوی پر جو اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ

Marfat.com

تَطْهِيْرًا (الاحزاب:۳۳) کے مخاطب ہیں اور اصحاب کرام پر جو كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کے پیارے خطاب سے نوازے گئے ہیں یہ ظلم واستبداد اور مصائب کے پہاڑ توڑے گئے ہیں جن کو سن کر ایک سچے مومن کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور اشک حسرت اس کی آنکھوں سے بہتے ہیں پھر مسرف نے اہل مدینہ سے کہا یزید پلید کی بیعت اختیار کرو اس شرط سے اگر چہ وہ تم کو بیچ ڈالے اور اگر چاہے آزاد کرے بعض اہل مدینہ نے کہا ہم یزید سے بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے موافق کرنے کے لیے تیار ہیں مسرف نے اس بات کو قبول نہ کیا تو مسرف نے رسول خدا ﷺ کے دوستوں اور آپ کے نزدیک ہمسایوں کو شہید کیا تاریخ طبری میں مذکور ہے کہ مسرف نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا امیر المومنین یزید تم پر درود بھیجتا ہے اور کہتا ہے تم نے بہت اچھا کیا کہ اپنے آپ کو فتنہ میں مبتلا نہ کیا...... معلوم ہونا چاہیے از روئے روایت صحیح اس دن محمد باقر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ کے آخر ۶۳ھ میں واقع ہوا اور ماہ محرم ۶۴ھ میں مسلم بن عقبہ مذکور بہت سخت بیمار تھا کہ یزید کا خط آیا مکہ میں جا کر ابن زبیر کے ساتھ جنگ کرے جب مکہ کی طرف تین منزل چلا تھا کہ بہت سخت بیمار ہو گیا اور فوج کو حصین بن نمیر کے حوالے کیا اور مسرف کا انتقال ہو گیا حصین بن نمیر نے اہل مکہ پر فوج کشی کی اہل مکہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ہوئی تھی اور اہل مدینہ بھی بھاگ کر مکہ مکرمہ میں آئے ہوئے تھے اور وہ سب مکہ میں موجود تھے ابن زبیر نے فوج کو مکہ سے باہر نکالا اور کہا ان شامیوں کو آنے سے منع کرو سب سے پہلے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بھائی مصعب ابن

Marfat.com

زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور شامی غالب آئے اور انہوں نے بہت سے مکہ والوں کو قتل کیا آخر کار ابن زبیر شکست کھا کر شہر میں داخل ہوئے اور اہل شام نے مکہ کا محاصرہ کیا اور منجنیق لگائی اس کا پھینکا ہوا پتھر خانہ کعبہ میں گرتا تھا جس کی وجہ سے مسجد کے ستون ٹوٹ گئے اور جو شخص منجنیق لگاتا تھا کہ کافر حبشی تھا وہ شعر پڑھتا اور منجنیق چلاتا بہت مسجد کے ستون ٹوٹے اور تمام کعبہ کا لباس اور دروازہ کے پردے جلا دیے اور چند روز بیت اللہ بغیر پردہ کے رہا۔ ایک تیز ہوا چلی جس کی وجہ سے منجنیق میں آگ لگ گئی اور اس فوج کو ہوا لے گئی اور ہر چند وہ بھاگتے تھے لیکن آگ ان کے پیچھے دوڑتی تھی حتی کہ اکثر کو جلا دیا اور اسی روز یزید شام میں درد قولنج میں مبتلا ہو گیا اور مر گیا جب شامیوں نے آگ کا یہ حال دیکھا جو باقیماندہ تھے سب واپس لوٹ گئے اور کہنے لگے ہمیں خانہ خدا سے کوئی سروکار نہیں اور حصین بن نمیر نے احوال ابن زبیر کا یزید کو لکھا اس کو یزید کے مرنے کی خبر نہ تھی دوسرے دن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حصین بن نمیر کو کہا یزید تو مر گیا تم کس کی طرف سے جنگ کرتے ہو۔

حصین نے اس بات کو جھوٹ سمجھا اور جنگ میں مصروف رہا پھر ثابت بن قیس مدینہ سے آیا اس نے یزید کے مرنے کی خبر حصین کو دی اس کے بعد حصین بن نمیر نے ابن زبیر کو کہلا بھیجا یزید مر گیا اور اس کے بیٹوں میں حکومت کرنے کی صلاحیت نہیں تم میرے ساتھ ملک شام کو چلو تاکہ میں تمہاری بیعت سب لوگوں سے کرا دوں ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں مکہ سے باہر نہیں جاتا حصین ناامید ہو کر پھرا اور یزید ۱۴ر تاریخ ماہ ربیع الاول کو مقام حمص میں تینتیس (۳۳) برس کی عمر میں فوت ہوا تین سال سات مہینے اس نے حکومت کی اور چند روز کے لیے وبال ابدی اپنے ساتھ لے

Marfat.com

گیا جب یزید کے حالات سن چکے اب دوسروں کا قصہ کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھے سنو جاننا چاہیے جب یزید پلید فوت ہو گیا اس کا بڑا بیٹا معاویہ کہ اس کو اپنی زندگی میں یزید نے ولی عہد بنایا تھا بادشاہ ہو کر منبر پر بیٹھا بعد حمد وصلوٰۃ کے اس نے کہا یہ خلافت اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے اور میرے دادا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لیے ناحق علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی کہ وہ حق پر تھے جھگڑا کیا تو خدا تعالیٰ نے ان کو حکومت دی پھر میرے دادا نے میرے باپ کو جو کہ خلافت کی اہلیت نہیں رکھتا تھا خلیفہ بنایا اس نے خلافت کے لیے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا چنانچہ میرا باپ جوان مرا اور آخرت کا عذاب اپنی قبر میں لے گیا اس کے بعد معاویہ رویا اور کہا میں جانتا ہوں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنا بہت برا تھا اس کی بازگشت بری ہوگی اس لیے کہ اس نے رسول خدا ﷺ کی اولاد کو قتل کیا اور شراب کو مباح کیا اور خانہ خدا کو خراب کیا میں خلافت میں لذت نہیں پاتا اگر دنیا اچھی ہوتی میں اسکی لذت پاتا اگر بد ہے تو اولاد ابوسفیان کو مبارک رہے اور بعض روایت میں ہے اس نے یہ کہا جس کو تم پسند کرو اس کو اپنا امیر بنا لو میں نے اپنی بیعت کو تمہاری گردنوں سے نکال دیا اس کے بعد منبر سے اتر آیا اور اپنے گھر میں چلا گیا روایت میں ہے جب وہ تخت چھوڑ کر گھر میں گیا تو اس کی ماں اور دیگر رشتہ دار آئے اس کو روتے دیکھا تو اس کی ماں ام ہاشم بنت ابی ہاشم بن عتبہ نے کہا کاش تو مر جاتا اور میں تیری خبر نہ سنتی معاویہ نے کہا قسم خدا کی میں اسبات کو پسند کرتا ہوں اس کے بعد کہا افسوس ہے اگر خدا تعالیٰ مجھے نہ بخشے پھر بنو امیہ نے اس امر سے انکار کرنے کی وجہ سے اور خاندان نبوی سے محبت کرنے کی وجہ سے اس کو زندہ قبر میں دفن کر دیا سلطنت ترک کرنے کے چالیس روز

Marfat.com

بعد معاویہ بن یزید رحمت حق سے ملا تاریخ طبری میں ہے کہ ابن زیاد نے تمام لوگوں سے معاویہ بن یزید کی بیعت لی ہوئی تھی اور کوفہ سے بصرہ پہنچا ہوا تھا کہ اس کو خبر ملی کہ یزید کا بیٹا معاویہ مر گیا تو لوگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ابن زیاد کو بصرہ سے نکال دیا وہ شام میں چلا گیا اور بصرہ کے لوگوں نے بنی عبدالمطلب میں سے ایک شخص کی بیعت کر لی تا کہ شہر کی حفاظت رہے اور جب تک کوئی خلیفہ مقرر نہ ہو وہ شخص انتظام سنبھال سکے اور وہ شخص عامر بن سعد تھے ادھر مکہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ قوی ہو گئے بہت لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور ان سے بیعت کرنے لگے اور امیر المومنین کہلانے لگے مدینہ اور حجاز ان کے تصرف میں آیا اہل شام نے ان کو بلایا مگر وہ وہاں نہ گئے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زید انصاری کو کوفہ کا امیر مقرر کیا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا جب بصرہ کا انتظام انس رضی اللہ عنہ سے نہ ہو سکا تو بصرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا غرضیکہ بصرہ اور کوفہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے تصرف میں آ گیا۔

اہل شام نے پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف قاصد بھیجے کہ تم یہاں آ جاؤ تا کہ ہم تمہاری بیعت کریں ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص بیعت کرنا چاہتا ہے وہ میرے پاس آ جائے آخر کار تمام عراق عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں آ گیا عبدالرحمٰن بن حجر کو مصر میں مقرر کیا اور عبداللہ بن راشد کو یمن میں بھیجا اور اپنے بھائی عبیدہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا امیر بنایا ایک گروہ شام سے بھی ان کا گردیدہ ہو گیا اور شام کے بعض لوگوں نے کہا ہم خالد بن معاویہ بن یزید کی بیعت کریں گے اس زمانہ میں شام کے پانچ آدمی بڑے شمار ہوتے تھے حمص کے امیر نعمان بن

Marfat.com

بشیر انصاری تھے اور دمشق کے امیر ضحاک بن قیس الفہری تھے اور قسرین کے امیر حماد بن کلابی تھے اور فلسطین کے امیر بابل بن قیس تھے اور ارزن کے امیر حسان بن مالک تھے یہ تمام امیر سوائے حسان بن مالک کے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو چاہتے تھے اور حسان بن خالد مالک کا طرفدار تھا اور خالد بن معاویہ حسان سے بہت رغبت رکھتا تھا جب حصین بن نمیر مذکور مکہ سے آیا تو اس نے لوگوں کو مختلف الرائے پایا تو اس نے کہا خالد سے بیعت کرو کیونکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو میں نے بلایا لیکن وہ نہیں آیا اس کے بعد مروان بن الحکم بھی مدینہ سے آ گیا اس نے بھی لوگوں کو بیعت کے معاملہ میں مختلف پایا تو مروان نے چاہا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت کرے کیونکہ خالد کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی نیز مروان نے کہا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بوڑھا آدمی ہے اور رسول خدا ﷺ کی پھوپھی کا لڑکا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نواسہ ہے اگر اس کے ساتھ بیعت ہو تو بہتر ہے اسی درمیان عبیداللہ بن زیاد بھی آ گیا یہ خالد بن معاویہ بن یزید سے ناخوش تھا اس لیے کہ اس کا دادا یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے اور اس کے کعبہ میں جانے سے ناخوش تھا اس بناء پر ابن زیاد بھی ناراض تھا تو ابن زیاد نے لوگوں سے کہا خلافت کے لیے سن رسیدہ اور با تدبیر ہونا چاہیے اور اس نے لڑائیوں میں رہ کر تجربہ حاصل کیا ہو غرضیکہ ابن زیاد اپنی اس بات چیت سے لوگوں کو متاثر کر کے مروان کے پاس لے گیا اور مروان کا خود ارادہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کا تھا پھر یہ دونوں ابن زبیر کے پاس گئے ابن زیاد نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا اس کام کے لیے تم سے بہتر میں کسی کو نہیں سمجھتا مروان نے پہلے تو ابن زیاد کی اس گفتگو کو مذاق سمجھا جب عبیداللہ بن

Marfat.com

زیاد نے اصرار کیا تو مروان نے بھی اس امر کو قبول کیا۔ دوسرے روز ضحاک بن قیس کہ دمشق کا امیر تھا اس نے مروان سے ابن زبیر کے لیے بیعت چاہی اور منبر پر کھڑا ہوا اور یزید کو بہت برا کہا اور گالیاں دیں خالد اس مجمع میں موجود تھا اٹھا اور کہا میرے باپ یزید نے ضحاک سے کتنی نیکیاں کی ہیں اور آج یہ اس کو گالیاں دیتا ہے اس کے بعد لشکر شام کے سرداروں میں سے تین شخص اٹھے ایک ولید بن عتبہ اور دوسرا یزید ابن حیان تیسرا سفیان انہوں نے ضحاک کو برا کہنا شروع کیا اور اس سے کہا کیا یزید کی نعمتوں کا عوض یہی تھا جو تو بجالایا اور کہا ابن زبیر خلافت کے لائق نہیں کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے درمیان قتل کیے گئے اس لیے مناسب ہے کہ خلافت بنی امیہ سے باہر نہ جانے دو اور یہ خالد کا حق ہے یہ بات سن کر عمر بن الحکم لشکر کے سرداروں میں سے اٹھا اور کہا یہ حق عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ وہ رسول خدا ﷺ کا قرابتی ہے اور سن رسیدہ ہے اور عالم و دانا تر ہے اور قریش میں سے ہے اور خلافت کے لیے زیادہ سزاوار ہے جیسا کہ ضحاک کہتا ہے چنانچہ شامیوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی مگر حمص کے لوگوں نے نعمان ابن بشیر سے اور قسرین کے آدمیوں نے زفر بن الحارث سے اور فلسطین کے لوگوں نے بابل بن قیس سے بیعت کی اور یہ تمام شامی ابن زبیر کی بیعت میں منسلک ہو گئے۔

عراق اور بصرہ و کوفہ مکہ و یمن اور مغرب کے کئی شہر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں آئے جب ضحاک نے منبر پر یزید کے تینوں طرفداروں کی بات سنی تھی تو اس نے اس وجہ سے پیادہ فوجیوں کو حکم دیا کہ ان تینوں کو گرفتار کر کے قید کر دیں جو خالد بن معاویہ کی طرفداری میں باتیں کرتے تھے چنانچہ پیادوں نے تینوں

Marfat.com

سرداروں یزید وسفیان وولید کو پکڑا اور قید کرنے کے لیے ان کو اپنی طرف کھینچنے لگے یہ حال دیکھ کر چھپ گئے ابن زیاد نے مروان سے کہا جب لوگوں کا شور وغوغا کم ہو جائے گا اس وقت ہم اپنا کام کریں گے اس دن رات تک دمشق میں شور شر رہا جب رات ہو گئی تو ضحاک اپنے آدمیوں کے ساتھ مقام مرج راہکا میں بھاگ گیا دوسرے روز لوگ جمع ہوئے اور سوچنے لگے اگر ہم نے اپنی خواہش کے مطابق خالد سے بیعت کی تو تمام مسلمانوں سے شرم آئے گی کیونکہ اکثر مسلمانوں نے ابن زبیر سے بیعت کی ہے اگر ہم خالد کی بیعت نہیں کرتے تو خلافت بنو امیہ سے باہر جاتی ہے اسی اثناء میں عبید اللہ بن زیاد آ گیا دمشق کے سردار کہنے لگے ابن زیاد سے پوچھو اس کی کیا رائے ہے ابن زیاد نے کہا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا عقل کے مناسب نہیں اور یہ خلافت بنی امیہ سے باہر نہیں جانی چاہیے کیونکہ تم لوگوں نے کئی دفعہ امیر معاویہ بن ابوسفیان کے ہمراہ جنگ کی ہے تب یہ امر خلافت مستحکم ہوا ہے اب اس کو اپنے خاندان سے دور کرنا ایسا ہوگا کہ اپنے آباؤ اجداد کو باطل پر سمجھنا اور خالد بن معاویہ کو اگر چاہتے ہو وہ مناسب ہے کیونکہ جوان آدمی ہے ابن زبیر کو خلیفہ تسلیم کرنے میں مراد دلی پوری نہیں ہوگی آج خلافت کے لیے وہ سزاوار ہے جو ابن زبیر سے مقابلہ کرے اور میں اپنی رائے میں مروان کے سوا کسی کو اس کام کے لائق نہیں سمجھتا القصہ جب ابن زیاد نے یہ بات کہی سب نے اس کو پسند کیا لہٰذا مروان سے سب نے بیعت کی اور اس کو خلیفہ مان لیا اور یہ امر ضحاک مذکور پر بہت گراں گزرا اس نے کہا جب تک مجھ میں جان ہے میں مروان کی خلافت پر راضی نہیں شام کے سرداروں نے جن کے نام پہلے گزر چکے ہیں جنہوں نے عبید اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی

Marfat.com

ہوئی تھی انہوں نے ابن زبیر سے مقابلہ کے لیے فوج مانگی ادھر مروان دمشق کی فوج لیکر ضحاک کے مقابلہ میں آیا اور ابن زیاد کو سپہ سالار مقرر کیا بیس روز ضحاک اور ابن زیاد کا مقابلہ رہا آخر کار شام کے سردار جو قابض ممالک شام تھے وہ بھاگ نکلے اور ضحاک کو قتل کر دیا گیا اور تمام ملک شام مروان کے تصرف میں آ گیا اور اس نے ہر جانب اپنے امیر مقرر کیے بعدازاں مروان نے نعمان بن بشیر انصاری کو کہا کہ وہ مروان کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کی ترغیب دیتے تھے ۶۴ھ میں قتل کرادیا اور محرم ۶۵ھ میں سلیمان بن مروخزاعی اور میتب بن نجیہ نے خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے خروج کیا اور ایک لاکھ سوار و پیادہ لشکران کے ساتھ جمع ہو گیا جس وقت انہوں نے کوفہ سے شام کی طرف کوچ کیا تو سوائے دس ہزار آدمی کے ان کے ساتھ اور لوگ نہ رہے اور اپنے گھروں میں جا کر بیٹھ گئے تو مروان نے ان سے مقابلہ کرنے کے لیے ابن زیاد کو تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) فوج دے کران دونوں سے مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا تو ابن زیاد اور میتب بن نجیہ اور سلیمان بن مروخزاعی کے درمیان جدال وقتال واقع ہوا آخر کار ان ہر دو کو معہ ان کے ہمراہیوں کے جو عراق سے آئے ہوئے تھے ابن زیاد نے قتل کیا اور ان ہی دنوں میں مروان بھی فوت ہو گیا ترجمہ متعارف طبری میں یہ قصہ شرح و بسیط سے لکھا ہے یہاں پر مختصر کر کے لکھا گیا جاننا چاہیے امام حسین رضی اللہ عنہ ۶۱ھ میں شہید ہوئے کوفہ والوں نے آپ کو اور آپ کے بھائی امام مسلم کو شہید کر دیا

جیسا کہ مفصل معلوم ہو چکا ہے بعد اس کے آپس میں کہنے لگے ہم نے خطاء کی ہے چنانچہ سلیمان بن مروخزاعی کو اپنے اوپر امیر مقرر کیا وہ چار سال تک لوگوں سے

Marfat.com

بیعت اورزکوٰۃ وصدقات کی وصولی خفیہ کرتا رہا جب ملک شام کے ہر شہر کے لوگ اور اطراف وجوانب کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تو پھر کھلم کھلا طور پر خون حسین رضی اللہ عنہ کا دعویٰ کرنے لگا ۶۴ھ میں یزید پلید کا انتقال ہو گیا اور شام کا لشکر ابن زیاد نے عراق بھیج دیا اور خالی ہو گیا تو یہ لوگ سلیمان بن مرو کے خروج پر متفق ہوئے لیکن اس نے کہا ابھی وقت نہیں ہے، تو مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کہ اس کا ذکر آگے ہوگا مکہ سے کوفہ میں آ گیا اور اس نے شیعہ لوگوں سے کہا تم کس لیے باہر نہیں نکلتے اور خون حسین رضی اللہ عنہ کا مطالبہ نہیں کرتے کہ اب ملک خالی ہے لوگوں نے کہا یہ کام سلیمان کا ہے تو مختار نے سلیمان کو دیکھ کر کہا تو کس لیے باہر نہیں نکلتا اب جہاں بغیر امام ہے کل کو اگر کوئی کوفہ میں آیا اور اس نے لوگوں سے بیعت لی اس وقت خروج ممکن نہ ہوگا سلیمان نے کہا ابھی وقت نہیں آیا مختار نے لوگوں سے کہا سلیمان بزدل ہو گیا ہے اور جنگ نہیں کر سکتا اور مجھ کو محمد بن حنفیہ نے خط لکھ کر دیا ہے کہ شیعہ کو دکھلا اور ان سے کہہ کہ جو لوگ ہم سے بیعت ہیں وہ جانوں کو فدا کریں اور خون حسین رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کریں شیعہ مختار کی متابعت پر متفق ہو گئے اور سلیمان سے پھر گئے اور سات روز کے بعد عبداللہ بن یزید انصاری عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کا امیر ہو کر آیا مختار نے لوگوں سے کہا اگر سلیمان اس معاملہ میں تقصیر نہ کرتا ابن زبیر کا امیر اس جگہ کس طرح آتا جن لوگوں نے مختار سے بیعت کی ہوئی تھی انہوں نے کہا ہم تمہارے ساتھ خروج کریں گے جب سلیمان نے یہ سنا کہ مختار خروج کا ارادہ رکھتا ہے تو اس نے بھی اپنے آدمیوں کے ساتھ ارادہ خروج کا کیا اسی اثناء میں خبر پہنچی کہ مروان عبیداللہ بن زیاد سپہ سالار کو کوفہ کا امیر مقرر کر کے بھیج رہا ہے تو ایک شخص نے عبداللہ بن یزید

Marfat.com

انصاری کو کہا کہ عامل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھا کہا اپنی امارت کو نگاہ رکھ ورنہ اس شہر میں خارجی جمع ہیں ایک گروہ سلیمان بن مرو کے ساتھ ہے اور ایک گروہ مختار کے ساتھ ہے اور تجھ پر خروج کریں گے عبداللہ بن یزید انصاری نے کہا میں سلیمان کے ساتھ جنگ نہیں کروں گا تاوقتیکہ وہ میرے ساتھ جنگ کرے تو عبداللہ بن یزید مسجد میں آئے اور کہا اے لوگوں میں نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی میں ان کے قتل پر راضی تھا تو تم مجھ پر کس لیے خروج کرتے ہو اگر خون حسین (رضی اللہ عنہ) کا مطالبہ کرتے ہو تو ابن زیاد کی گردن پر ہے اور وہ ابھی تمہارے قتل کے لیے آتا ہے لہٰذا ابن زیاد سے حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرو میں بھی تمہاری مدد کروں گا لوگوں نے کہا امیر سچ کہتا ہے خون حسین رضی اللہ عنہ ابن زیاد سے طلب کرنا چاہیے سلیمان اور مختار دونوں الگ الگ عبداللہ بن یزید سے ملنے آئے مختار نے محمد بن حنفیہ کی طرف سے جھوٹی باتیں بیان کرنا شروع کیں تنبیہ معلوم ہونا چاہیے کہ مختار عبیدہ ثقفی کا بیٹا ہے اس کو (عبیدہ) امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عراق کا امیر مقرر کیا ہوا تھا اور واقعۃ الحر کے روز کہ یہ لڑائی اہل عجم سے ہوئی تھی سفید ہاتھی نے اس کو مار دیا تھا اور مختار ان دنوں میں چھوٹا تھا اور مسلم بن عقیل پہلے روز یعنی پہلے پہل اسی کے گھر میں اترے تھے جب ابن زیاد بصرہ سے کوفہ آیا تو امام مسلم رضی اللہ عنہ مختار کے گھر سے ہانی بن عروہ کے گھر میں چلے گئے تھے تو ابن زیاد نے مختار کو قید کر دیا تھا یہاں تک کہ حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اس کے بعد یزید نے ابن زیاد کو لکھا تھا کہ مختار کو جیل سے رہا کر دے تو مختار اپنی بہن کے تعلق کی وجہ سے کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں مکہ میں چلا گیا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مختار کو بیعت کرنے کے لیے کہا

Marfat.com

مختار نے کہا میں دو شرطوں سے تمہاری بیعت کرتا ہوں اول یہ کہ کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہ رکھنا دوسرے یہ کہ میں دربان کی اجازت کے بغیر تمہارے پاس آجایا کروں اور جس وقت تمام ملک پر تمہارا تسلط ہو جائے تو ایک بڑا شہر مجھ کو دینا۔

ابن زبیر نے قبول کیا اور مختار شجاع اور دلاور آدمی تھا جب شام کی فوج حصین بن نمیر کی سرکردگی میں مکہ میں ابن زبیر سے لڑنے کے لیے آئی تھی تو مختار نے رستمانہ کام کیا تھا اور بہت سے شامیوں کو قتل کیا تھا۔ جب یزید اور معاویہ ابن یزید مر گئے تو ابن زبیر کا تسلط حجاز اور بصرہ یمن اور شہر مغرب پر ہو گیا تھا بصرہ میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا مختار کو امید تھی کہ مجھ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا جائے گا جب ابن زبیر نے کوفہ کی امارت عبداللہ بن یزید کے سپرد کر دی جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے تو مختار کا دل ناامید ہو گیا ادھر اس نے یہ سنا کہ کوفیوں نے سلیمان بن مرو کو خلیفہ مقرر کیا ہے اور اس سے بیعت کر رہے ہیں تو پھر یہ کوفہ میں آیا ترجمہ طبری میں اسی طرح ہے لیکن مختصر طبری میں اس کے ناراض ہونے کی وجہ دوسری بیان کی ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ مختار نے محمد بن حنفیہ ابن علی رضی اللہ عنہ سے اپنی امارت کے بارے میں خون حسین رضی اللہ عنہ کے طلب کرنے پر خط لکھوا لیا تھا اس لیے کوفہ میں آیا تھا القصہ مختار عبداللہ بن یزید انصاری سے سات روز پہلے کوفہ میں آیا اور لوگوں سے کہا مجھے محمد بن حنفیہ نے بھیجا ہے کیونکہ سلیمان بن مرو خروج میں تاخیر کر رہا ہے اس معاملہ کی خبر عبداللہ بن یزید کو بھی ہو گئی کہ عمرو بن سعد رائے سے آیا ہوا تھا رات کو گھر میں نہ رہ سکا فوراً عبداللہ بن یزید کے پاس گیا اور کہا مختار اور سلیمان بن مرو خروج پر آمادہ ہیں عبداللہ بن یزید نے کہا جب تک وہ مجھ سے نہ لڑیں گے میں ان سے جنگ نہیں کروں گا جب ۶۵ھ کا سال آیا تو وہ ماہ ربیع

Marfat.com

الاول کی پہلی کو سلیمان بن مرو اپنے مسلح یاروں کے ساتھ وعدہ گاہ میں آیا اور تین دن رات وہاں رہا اور سولہ ہزار آدمیوں نے اس سے بیعت کی سلیمان نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام مسلم اور حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی اور پھر ان کو دشمن کے حوالہ کر دیا تھا نہ ان کا دین ہے نہ ان کو خوئے وفا ہے خدا جانے میرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے القصہ شہر کوفہ اور دوسرے شہروں سے دس ہزار مردان جنگی جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے پہلے کس سے جنگ کریں کسی نے کہا اول عمرو بن سعد سے جنگ کرو کیونکہ اس نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے سلیمان نے کہا عمرو بن سعد تو ابن زیاد کا مطیع و فرمانبردار تھا اول ملک شام کو جانا چاہیے اور ابن زیاد سے جنگ کرنی چاہیے اس بات کو سب نے پسند کیا لہذا شام کی طرف کوچ کیا اور ہزار آدمی غیر مسلح کو لشکر سے واپس لوٹا دیا جب وہ دریائے فرات کے کنارے تھے وہاں سے حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کو گئے اور مرقد شریف کے روبرو بہت تضرع اور زاری و عذر خواہی و استغفار کیا اور اتنا روئے کہ ان کے گریہ و نالہ سے آسمان حرکت میں آ گیا اور دن رات روتے تھے کہ بیان اس کا طبری میں مفصلاً ہے دوسرے روز نماز پڑھ کر شام کی طرف چلے دو منزل راستہ چلے تھے اور تیسری منزل شہر مرقیا میں پہنچے اور شہر میں زفر بن الحارث الکلالی کہ ضحاک سے شکست کھایا ہوا تھا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے تابعین میں سے تھا ان لوگوں کو دیکھ کر قلعہ بند ہو گیا جب اس نے جانا کہ یہ فوج شامیوں کی نہیں بلکہ خون حسین رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کرنے والے ہیں تو اس نے پانی اور دانہ و گھاس سے لشکر کی مدد کی حتی کہ لشکر دوسری منزل کے لیے اٹھا تو زفر بن حارث نے نصیحت کی کہ تمہاری خبر سن کر شام کے لوگ تم سے لڑنے کے لیے آئیں گے اور وہ کثیر

Marfat.com

تعداد میں ہیں تم کو چاہیے کہ سبقت کر کے شہر عین الورد میں داخل ہو جاؤ اور اس کو اپنی پشت پناہ بناؤ۔

تاکہ تمہارے گھوڑے آب ودانہ سے محروم نہ رہیں ورنہ تمہارا کام تباہ و برباد ہو جائے گا سلیمان اور دوسرے لوگوں نے زفر بن حارث کی بات مان کر شہر عین الورد میں آ کر اس پر قبضہ جمالیا اسی اثناء میں خبر ملی کہ شامی فوج ایک دن کی راہ کے فاصلے پر آئی ہے تو سلیمان نے خطبہ پڑھا اور کہا اگر میں مر جاؤں تو تمہارا میرے بعد امیر مسیب ہوگا اور اگر وہ مر جائے تو عبداللہ بن سعد امیر ہوگا اور اس کے بعد عبداللہ وال اور اس کے بعد رفاعہ بن شداد امیر ہو گا تو مسیب کو چار سو آدمی دے کر ابن زیاد کے مقدمۃ الجیش پر شب خون مارنے کے لیے روانہ کیا گیا۔

چنانچہ مسیب نے چار سو آدمیوں کے ساتھ چاروں طرف سے مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا اور تمام کو قتل کر دیا جب یہ خبر ابن زیاد کو پہنچی تو اس نے حصین ابن نمیر کو بارہ ہزار کا لشکر دے کر ان سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا حصین بن نمیر نے لشکر کو شہر عین الورد کے دروازے کے بالمقابل اتارا اور سلیمان نصیحت کرنے لگا کہ مروان بن الحکم مر گیا اور اس کا بیٹا عبدالملک بادشاہ بن گیا آج کے دن جہان میں دو بڑے گروہ ہیں اور مروانی دیگر حجازی مصری و عراقی و یمنی بغیر امام کے ہیں مروانیوں کا امام عبدالملک بن مروان ہے اور حجازیوں کا امام عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہے تم نہ مروانیوں کے متبع ہو اور نہ ہی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لہٰذا تم خارجی ہو تمہارا کوئی امام نہیں سلیمان نے کہا ہمارا امام رسول خدا ﷺ کے خاندان سے ہے یعنی محمد بن حنفیہ بن علی رضی اللہ عنہ ہے لہٰذا تم یا تو ابن زیاد کو ہمارے حوالہ کرو تاکہ ہم خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ اس

Marfat.com

سے لیں نیز عبدالملک کو خلافت سے معزول کرو پھر ہم اور تم اتفاق رائے سے خلیفہ مقرر کریں جو کہ رسول خدا ﷺ کے خاندان سے ہو اگر تم ان باتوں پر ہم سے متفق نہیں ہو تو جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ القصہ دونوں فریقوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی اور ایک دن رات جنگ رہی پھر دوسرے دن سرفیل آٹھ ہزار آدمیوں کو لے کر شامیوں کی مدد کے لیے آیا اس روز رات تک جنگ رہی اسی طرح کئی روز تک جنگ رہی اور ہر روز شامیوں کی مدد کے لیے ابن زیاد لشکر بھیجتا تھا آخر کار سلیمان مقتول ہوا بعدہ میتب مقتول ہوا اس کے بعد عبداللہ بن سعد نے جھنڈا اٹھایا وہ بھی مارا گیا اس کے بعد رفاعہ نے جھنڈا اٹھایا اور شام تک لڑائی ہوتی رہی اس جنگ میں ہزارہا آدمی دونوں طرف سے مارے گئے تو رفاعہ نے کہا ہم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا تمام مارے گئے اور ہم کو کسی جگہ سے مدد آنے کی امید نہیں تھی چنانچہ اندھیری رات میں رفاعہ اپنی فوج کے ہمراہ بھاگ گیا اور دریا سے گزر گیا جب دن ہوا تو دس کوس کا فاصلہ کر چکا تھا اس کے ساتھ دو ہزار سے کم فوج باقی رہی تھی جب دن چڑھا تو شامیوں کو اس کا پتہ چلا تو اس امر کی خوشخبری انہوں نے ابن زیاد اور عبدالملک کو پہنچائی دوسرے روز رفاعہ مرقیا میں آیا اور زفر بن حارث مذکور قلعہ سے باہر آیا اور تعزیت کی یہ سب لوگ زخمی تھے۔ نو روز ان کو مہمان رکھا اس کے بعد یہ لوگ کوفہ میں پہنچے اور اس سال میں بصرہ میں بھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عاملوں اور خارجیوں کے درمیان لڑائی ہوئی آخر کار بصرہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے تصرف میں آیا۔

Marfat.com

ذکر خروج مختار

جاننا چاہیے مختار کو عبداللہ بن زید انصاری نے جو کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے عامل تھے قید کر رکھا تھا جب رفاعہ بن شداد شامیوں سے شکست کھا کر کوفہ میں پہنچا تو مختار نے رفاعہ اور دوسرے شکست خوردہ لوگوں کے پاس اس مضمون کا خط بھیجا کہ تم غم نہ کرو اور جہاد کی نیت رکھو اگر میں قید سے چھوٹ گیا تو اہل شام کا اتنا خون بہاؤں گا جتنا کہ بنی اسرائیل نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل پر بہایا تھا یہ خط پڑھ کر شکست خوردہ لوگوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور مختار کے لیے دعاء کی اور پیغام بھیجا اگر آپ فرمائیں تو ہم آ کر آپ کو قید سے چھڑا لے جائیں مختار نے کہا یہ بات مناسب نہیں میں کسی حیلہ سے قید سے چھٹکارا حاصل کروں گا چنانچہ رفاعہ چار آدمیوں کے ہمراہ قید خانہ میں آیا اور مختار سے بیعت کی اس کے بعد مختار نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا جس میں اپنے چھڑانے کی بابت زور دیا گیا تھا کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مختار کے بہنوئی تھے اس واسطے انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مختار کی سفارش کی اور ابن زبیر نے اپنے عامل عبداللہ بن زید کو لکھا کہ مختار کو چھوڑ دو چنانچہ اس نے مختار کو چھوڑ دیا لیکن عبداللہ بن زید نے مختار کو قسم کھلائی کہ جب تک میں کوفہ کا حاکم ہوں تب تک تم خروج نہ کرنا مختار قید سے رہا ہو کر اپنے گھر جا بیٹھا اور لوگوں سے پوشیدہ بیعت لیتا تھا جب سال ۶۶ھ شروع ہوا تو ابن زبیر نے عبداللہ بن زید کو کوفہ سے بدل دیا اور اس کی بجائے عبداللہ بن مطیع کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا اور جب عبداللہ بن مطیع کوفہ میں آیا تو بہت سے لوگ مختار سے بیعت کر

Marfat.com

چکے تھے ایاز بن مضارب جو کہ عبداللہ بن مطیع کا پیش کار تھا اس نے کہا لوگ مختار سے بیعت کر چکے ہیں اگر کچھ دن اور گزر گئے تو شہر میں فتنہ پیدا ہو جائے گا لہٰذا مختار کو بلا کر قید کر دے عبداللہ بن مطیع نے حسین بن عبداللہ اور زائدہ بن قدامہ کو بھیجا زائدہ مختار کے چچا کا بیٹا تھا اس نے مختار کو اشارہ سے اس امر پر مطلع کر دیا اور مختار نے بیماری کا بہانہ کر دیا قاصدوں نے آ کر عبداللہ بن مطیع کو کہہ دیا کہ مختار بیمار ہے بعد ازاں مختار نے اپنے شیعوں کو جمع کیا اور کہا امیر مجھے قید کرنے کے لیے بلاتا ہے اب خروج کرنے میں دیر نہ کروان سب میں سے سعد بن سعد الحنفی نے کہا ہم تمہارے تابعدار ہیں لیکن ہمیں دس دن کی مہلت دو تا کہ ہم اپنے ہتھیاروں اپنے آدمیوں اور اسباب جنگ کو درست کر لیں حالانکہ ان کا اسباب جنگ سب تیار تھا لیکن انہوں نے اس بناء پر فرصت چاہی کہ مختار خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے محمد بن حنفیہ کی طرف سے اپنے کو خلیفہ اور ماذون بتلاتا ہے مبادہ وہ اس بارے میں جھوٹا ہو تو مختار نے کہا اگر امیر نے مجھے بلا کر قید کر دیا تو میں کیا بناؤں گا سب نے کہا خاطر جمع رکھو ہم تجھ کو قید سے چھڑا لیں گے یہ گفتگو کرنے بعد لوگ وہاں سے اٹھے تو انہوں نے ایک قاصد محمد بن حنفیہ کی خدمت میں بھیجا اور دریافت کیا درحقیقت مختار کو آپ نے خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے اجازت دی ہے جب شیعان کوفہ کا قاصد محمد بن حنفیہ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا خون حسین رضی اللہ عنہ کا مطالبہ لوگوں پر واجب ہے تو قاصد نے آ کر محمد بن حنفیہ کا جواب شیعوں کو سنایا تو تمام مختار کے فرمانبردار ہو گئے اور اس سے بیعت کر لی پھر مختار نے کہا پہلے تم کو خلافت میں اور محمد بن حنفیہ کی طرف سے میرے مختار ہونے میں شک تھا اب شک جاتا رہا لہٰذا اب دیر نہ کرو کیونکہ دیر

Marfat.com

کرنے میں خرابی ہے اور طاقت کے لیے نقصان دہ ہے شیعوں نے کہا ہم تیار ہیں لیکن ابراہیم اشتر ہمارے ساتھ ہو کیونکہ وہ کوفہ کا سردار ہے چنانچہ عامر بن شراحبیل الشیعی کو ابراہیم اشتر کے پاس بھیجا اور اس کو اس راز سے آگاہ کیا کہ ہم خون حسین رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کریں گے ابراہیم نے کہا بہتر مگر شرط یہ ہے کہ مجھے امیر کرو۔

لوگوں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ امام محمد بن حنفیہ ہے اور اس نے مختار کو اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ اور اس سے ہم بیعت کر چکے ہیں ابراہیم نے کہا اس وقت تم چلے جاؤ تا کہ میں اس بارے میں سوچ لوں دوسرے دن مختار اپنے دس شیعوں کے ساتھ ابراہیم اشتر کے گھر گیا ابراہیم اس وقت مصلی پر بیٹھا تھا مختار اس کے سامنے بیٹھا محمد بن حنفیہ کا خط پڑھ کر سنایا اس میں لکھا تھا مختار کو میں نے کوفہ میں بھیجا ہے تا کہ لوگوں سے بیعت لے۔ اور تمہارا باپ ہمارا شیعہ تھا لہٰذا تمہیں بھی چاہیے کہ مختار سے بیعت ہو جاؤ تا کہ کام تمام ہو اور جو کچھ کوفہ کے علاوہ فتح ہو گا وہ تیرا ہو گا اور اس بات پر میں خدا کو گواہ کرتا ہوں ابراہیم نے لوگوں سے کہا تم گواہی دیتے ہو؟ تو سترہ آدمی گواہ ہوئے تو ابراہیم نے مختار سے بیعت کی اور مصلّٰی پر بٹھا دیا اور خود اس کے سامنے نیچے کی طرف بیٹھا اس کے بعد مختار واپس چلا گیا دوسرے روز ابراہیم نے ایک آدمی کو بھیج کر باہر آنے کا وعدہ کیا اس تمام معاملہ کی عبداللہ بن مطیع کو آگاہی ہوئی لہٰذا کوفہ کے سات محلوں پر اس نے پانچ پانچ سو سوار و پیادہ متعین کر دیئے کہ اگر کوئی حرکت کرے تو اس کا سر توڑ دیں جب وعدہ کی تاریخ آئی تو شام کی نماز کے بعد لوگ ابراہیم کے گھر جمع ہو گئے تمام نے زرہیں پہنی ہوئیں تھیں اور کپڑوں کے نیچے تلواریں چھپائی ہوئیں تھیں جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا ابراہیم جماعت کے ساتھ مختار کے گھر پہنچا جب کچھ راستہ

Marfat.com

طے کیا تو ایاز بن مضارب کہ عبداللہ بن مطیع کا ہمنشیں تھا راستہ میں ملا ابراہیم نے اس کے تیر مارا کہ اس کی پشت سے نکل گیا اس کے ساتھی بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس گئے ادھر مختار ہتھیار بند ہو کر گھر سے نکلا اور آپس میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ تم جب خون حسین رضی اللہ عنہ کے طالبوں کی ندا سنو فوراً گھر سے باہر نکل آؤ تو مختار نے ہر محلہ میں ساتھیوں کو بھیجا تا کہ ندا کریں اور آدمی اپنے گھروں سے نکلیں اور مختار کے گھر پر اکٹھے ہو جائیں ابراہیم نے کہا ایسا کرنا غلطی ہے کیونکہ عبداللہ بن مطیع نے ہر محلہ میں پانچ سو سواروں کو بھیجا ہوا ہے تا کہ جس کسی کو پائیں قتل کر دیں اس لیے بہتر یہ ہے کہ میں خود آدمیوں کو جمع کرنے کے لیے جاؤں اور تو یہاں ہی رہے تا کہ لوگ تیرے پاس اکٹھے ہوں چنانچہ ابراہیم ایک جماعت کو لیکر ایک محلہ میں گیا اور آواز دی لوگ گھروں سے باہر آ گئے جب آخری محلہ میں گیا تو قیس نامی ایک شخص نے پانچ سو سواروں کے ساتھ جنگ شروع کر دی ابراہیم نے اس کو شکست دی اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور ہر محلہ میں جاتا تھا اور لوگ اس کی آواز پر جمع ہوتے تھے اور پانچ سو متعینہ سواروں سے جنگ ہوتی تھی اور شکست دیتا تھا حتی کہ صبح تک بہت آدمی جمع ہو گئے اور امیر کے گھر پر جا کر کہنے لگے مختار نے خروج کیا ہے چنانچہ عبداللہ بن مطیع امیر نے چند بار مختار سے مقابلہ کرنے کے لیے فوج بھیجی لیکن ہر بار امیر کی فوج کو شکست ہوئی اور ہزارہا لوگ مارے گئے آخر کار عبداللہ بن مطیع قلعہ بند ہو گیا اور پھر امان لیکر باہر آیا اور بصرہ چلا گیا مختار نے کوفہ کے خزانہ پر قبضہ کر لیا اور عدل و انصاف کا دستر خوان بچھایا تمام امیروں کو عدل و انصاف کرنے کے لیے خطوط لکھے اور خود نماز ظہر تک عدالت کرتا اور خود کو خلیفہ مہدی کہلاتا یہ بیعت مختار کی ۶۶ھ میں واقع ہوئی اس کے

Marfat.com

بعد چند لڑائیاں ہوئیں ایک لڑائی یزید بن اسدی کی ہے کہ مختار کے سپہ سالاروں میں سے تھا مختار نے اس کو کہا کہ شہر موصل کے گرد فوج جمع کر اور ابن زیاد کے ساتھ کہ وہ موصل میں سلیمان بن مرو پر فتح حاصل کرنے کے بعد آیا ہوا ہے جنگ کر یزید نے کہا مجھے تین ہزار فوجی دے مختار نے کہا اور فوج بھی ساتھ لے جا اس نے کہا مجھے اتنی ہی کافی ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو اور فوج منگوالوں گا چنانچہ موصل کا محاصرہ کرنے کے لیے یزید بن اسد روانہ ہوا جب ابن زیاد کو پتہ چلا تو اس نے کہا میں اس کے ہر آدمی کے بدلے دو آدمی بھیجوں گا چنانچہ ربیع بن مخازم کو چھ ہزار فوج دے کر یزید اسدی کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔

یزید اسدی ان دنوں بیمار تھا گھوڑے پر بھی سوار نہیں ہو سکتا تھا آخر کار اسی حالت میں اس نے فوج کو جمع کیا اور کہا اگر میں مارا جاؤں تو رفاعہ بن غالب اسدی کو تم پر خلیفہ کرتا ہوں اگر وہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن حمزہ کو تم پر امیر کرتا ہوں الغرض فوج کو لڑنے کے لیے متعین کیا وہ دن عرفہ کا تھا آخر کار صبح سے دوپہر تک لڑائی ہوئی اور شام کی فوج کو شکست ہوئی اور رفاعہ نے ان کا تعاقب اور بہت لوگوں کو قتل کیا شامیوں کے لشکر کے ساٹھ سرداروں کو قید کر کے عصر کی نماز کے وقت لشکر گاہ میں لایا اور ان قیدیوں کو یزید اسدی کے روبرو لا کر کھڑا کیا یزید بن اسدی کا وقت نزاع تھا زبان اس کی بند تھی اس نے اپنا ہاتھ اپنے گلے پر ملا رفاعہ سمجھ گیا کہ حکم قتل کیا ہے لہٰذا ان سب کو اس کے تخت کے پاس قتل کر دیا اور جب شام ہوگئی یزید اسدی فوت ہو گیا اور فتح نامہ کا خط مختار کو لکھ دیا گیا ادھر یزید اسدی کی موت کی خبر اور اپنی فوج کی شکست کا حال (ابن زیاد کو) معلوم ہوا تو وہ محل اقامت کو چھوڑ کر آگے بڑھا رفاعہ نے جاسوس بھیج کر

Marfat.com

خبر دریافت کی کہ ابن زیاد کے ساتھ اسی ہزار جنگی مرد موجود ہیں رفاعہ نے موصل کی حد سے نکل کر عراق کی حد میں قیام کیا اور اس امر کی مختار کو اطلاع دی مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو سات ہزار آدمی دے کر مدد کے لیے بھیجا مگر رفاعہ نے ابراہیم بن مالک کی اطاعت کرنے میں گریز کیا جب ابراہیم بن مالک کوفہ سے تین منزل چلا تھا تو کوفہ کے لوگوں نے مختار پر خروج کیا اس کا سبب یہ تھا کہ مختار کے ساتھ دو گروہ تھے ایک تو وہ لوگ تھے جو کمینہ اور گھٹیا قسم کے تھے دوسرے نیزہ بردار اور سوار جانباز عرب تھے مختار نے اپنے آدمیوں کو کہ کمینے و سفلے تھے عہدے دیئے تھے اس بناء پر دوسرے لوگ گھات میں تھے کہ ہمیں موقع ملے تو مختار پر خروج کریں جب مالک اشتر کوفہ سے تین منزل کے فاصلہ پر گیا تو انہوں نے بغاوت کی مختار اس امر سے مطلع ہوا تو ان کو حیلہ و بہانہ سے ٹالا اور سانڈنی سوار کو بھیج کر مالک اشتر کو طلب کیا اور ان کو قتل کیا اور انہوں نے بھی جنگ کرنے میں قصور کیا اور کوئی گلی کوچہ نہ رہا کہ جس میں لڑائی نہ ہوئی ہو یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا لیکن باغیوں کو قتل کرتے تھے اور قید کرتے تھے اور مختار قیدیوں سے دریافت کرتا تھا اور پوچھتا تھا مجھ کو بتلاؤ کہ عمرو بن سعد کے لشکر میں قتل حسین رضی اللہ عنہ میں کون کون شریک تھا اس کا مجھے پتہ بتلاؤ چنانچہ ڈھائی سو آدمیوں کا پتہ و نشان بتایا گیا اور ان کو بلا کر موت کی گھاٹ اتارا گیا بعد ازاں مختار محل میں چلا گیا کوفہ میں ایسے کم گھر تھے جن میں کوئی قتل نہ ہوا ہو اور زخمی نہ ہوا ہو۔

اس دن لڑائی میں سات سو آدمی مارے گئے بعد ازاں جملہ ڈھائی سو آدمی حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے عوض میں مارے گئے اور کوفہ مختار کے قبضہ میں آیا جب تیسرا دن ہوا تو مدینہ سے ایک شخص آیا اس نے کہا مجھے محمد مہدی نے کہا ہے کہ مختار خون

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کا دعوی کرتا ہے اور اس کے قاتلوں کو مثل عمرو بن سعد اور شمر ذی الجوشن وسنان بن انس نخعی اور چار ہزار آدمیوں کو اپنے ساتھ رکھے ہوئے ہے لہٰذا اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے مختار نے کہا مہدی نے سچ کہا ہے تو مختار نے اپنے مصاحب عبداللہ بن کامل کو بلایا اور کہا قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کو طلب کر اس نے کہا میں سب کو پہچانتا ہوں اور عمرو بن سعد وغیرہ موجود ہیں مختار نے اپنے غلام کو بلایا اور کہا شمر کو حاضر کر اس نے شمر کو حاضر کیا پھر عمرو بن سعد کو بلایا وہ نہ آیا اس کا لڑکا آیا اس سے پوچھا تیرا باپ کہاں ہے کہا گھر بیٹھا ہے مختار نے کہا قتل حسین رضی اللہ عنہ کے دن گھر میں کیوں نہ بیٹھا پھر ایک شخص کو بھیجا تا کہ عمرو بن سعد کا سر کاٹ کر لائے نیز اس کے بیٹے حفص کا بھی سر کاٹ دیا گیا شمر کو بھی قتل کر دیا گیا اور کہا اللہ اکبر اگر کئی ہزار لوگوں کو قتل کروں تو خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔

دوسرے روز مختار نے دونوں سروں کو قاصدوں کے ہاتھ محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجا بعدہ عبداللہ بن کامل کو کہ اس کا پیش کار تھا فرمایا جو شخص قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھا اور جتنے بھی لوگ اس برے کام میں شریک تھے ان تمام کے نام لکھ کر پیش کرو کہ کس کس نے کیا ظلم وستم کیا ہے سب کی تفصیل لکھو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ فلاں شخص نے حسین رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا ہے اور فلاں شخص نے نیزہ مارا تھا اور فلاں شخص نے خنجر مارا تھا اور فلاں شخص نے گھوڑے سے تن اقدس کو پامال کیا تھا اور فلاں شخص نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا جب یہ فہرست مختار کو پیش کی گئی تو مختار نے حکم دیا ان سب کو بلاؤ جب لوگوں نے جانا کہ مختار حقیقۃً خون حسین رضی اللہ عنہ کا طالب ہے، تو جو لوگ عمرو بن سعد کے ساتھ تھے وہ تمام بصرہ کی طرف مصعب

Marfat.com

بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس بھاگ گئے مختار ان کی تلاش میں کوشاں تھا جس کو پاتا تھا قتل کرتا تھا اور اس کے بدن کو جلاتا تھا اور ان کے گھر بار کو تباہ و برباد کرتا تھا سب سے پہلے خولی بن یزید کو پکڑا کہ اس نے سر حسین رضی اللہ عنہ کو ابن زیاد کے پیش کیا تھا اس کے لیے مختار نے حکم دیا اس کے دونوں ہاتھ اور دنوں پاؤں کاٹ دو اور پھر اس کو سولی دو تا کہ مر جائے پھر اس کو آگ میں جلاؤ تو ایک ایک اور دو دو آدمی کو لاتے تھے اور طرح طرح کے عذاب سے ان کو قتل کیا جاتا تھا آخر کار یہاں تک نوبت پہنچی جس شخص کو کسی سے بغض ہوتا تھا تو وہ مختار کے پیش کار کو کہتا تھا کہ فلاں شخص عمرو بن سعد کے لشکر میں تھا اس کو قتل کر دیتے تھے۔

پھر مختار نے ابراہیم بن مالک بن اشتر کو اس فتنہ کے فرو ہونے کے بعد سات ہزار فوج دے کر ابن زیاد سے مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا جب ابراہیم موصل کی حد میں پہنچا تو ابن زیاد دریا پر جس کو خازر کہتے ہیں جو موصل سے پانچ کوس پر ہے مع لشکر کے اترا ہوا تھا ابن زیاد کے لشکر میں عمرو بن حساب السلمی کہ روسائے شام سے تھا اور ابراہیم کے ساتھ دوستی رکھتا تھا وہ لشکر کے میسرہ یعنی بائیں حصہ پر متعین تھا اس لیے رات کو خفیہ آ کر ابراہیم سے بیعت کی اور وعدہ کیا کہ لڑائی کے روز ابن زیاد کی ہمراہی چھوڑ کر حیلہ سے میں تیرے پاس آ جاؤں گا تو جس دن لڑائی شروع ہوئی تو ابراہیم نے اس سات ہزار فوج سے اور ایک روایت میں ہے بارہ ہزار فوج سے اور ایک روایت میں بیس ہزار فوج سے لشکر کی صف بندی کی لشکر کے میمنہ پر سفیان الازدی کو مقرر کیا اور میسرہ پر علی بن مالک الحسمی کو متعین کیا اور خود لشکر کے قلب میں رہا اور جھنڈا اپنے بھائی کو دیا اور اس طرف سے ابن زیاد نے اپنے لشکر کو ترتیب دی۔

Marfat.com

میمنہ پر حصین بن نمیر کو متعین کیا اور میسرہ پر عمرو بن الحساب کو قائم کیا اس کے بعد شامی فوج نے ابراہیم کے میسرہ پر حملہ کر کے اس کو شکست دی ابراہیم نے جھنڈا عبداللہ بن رفاعہ کو دیا اور فرمایا اس شکست خوردہ فوج کے روبرو جا اور ان کو واپس بلا اور ابراہیم خود طلیعہ کے قریب سے جا کر پکارا اے جوان مردوں کہاں جاتے ہو اس جگہ سے تم کوفہ نہیں جا سکتے غرضیکہ آدمی واپس آ گئے اور میسرہ ابراہیم کے ساتھ ہو گئے اور ابراہیم نے اپنے میمنہ کو کہا اہل شام کے میسرہ پر حملہ کریں یعنی (جس کا امیر عمرو بن الحساب تھا جو رات کو چھپ کر ابراہیم سے بیعت کر گیا تھا) یا تو تم فتحمند ہو یا تم کو شکست ہو چنانچہ شامی میسرہ پر حملہ کیا گیا مگر عمرو بن الحساب نے جنگ کرنے میں سستی کی اور ابراہیم کے لشکر نے شامی فوج کو شام کے وقت شکست دی بعد ازاں حکم دیا جس کو پاؤ قتل کر دو ابراہیم کی فوج نے بھاگنے والوں کا تعاقب کیا اچانک ابن زیاد پر لوگوں کی نظر پڑی ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کیا گیا اس کے بعد ابراہیم نے کہا اس کا سر تن سے جدا کریں اکثر سپاہ شام بوجہ خوف کے دریا غرق ہو گئے اور بہت قتل کیے گئے اور ابراہیم نے فتح کا خط مع ابن زیاد کے سر کے مختار کی طرف روانہ کیا مختار دارالامارت میں بیٹھا اور کوفہ کے آدمیوں کو جمع کیا اور سب کو ابن زیاد کا سر دکھایا مفتاح النجا میں لکھا ہے کہ ابن زیاد کے ساتھ حصین بن نمیر جس کا ذکر پہلے مدینہ منورہ کی جنگ میں گزرا ہے وہ بھی قتل کیا گیا نیز دوسرے شامی فوج کے سردار اور ہزار ہا آدمی تقریباً ستر ہزار آدمی مختار نے جہنم واصل کیے اور وقوع اس واقعہ کا ۶۷ھ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چھ سال بعد ہوا امام ترمذی نے اپنے صحیح میں عمار بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس وقت ابن زیاد اور اس کے سرداروں کے سر مسجد میں لائے گئے میں

Marfat.com

ان کے دیکھنے کے لیے گیا جب وہ سر رکھ دیئے گئے تو ناگہاں ایک سانپ آیا اور آ کر سروں کے درمیان پھرا اور پھر ابن زیاد کے ناک میں داخل ہوا اور تھوڑی دیر رہ کر پھر باہر نکلا پھر ناک میں داخل ہوا یہاں تک کہ غائب ہوا غرضیکہ اسی طرح سانپ نے تین دفعہ کیا جس وقت مختار ابن زیاد کے قتل سے فارغ ہوا تو جو لوگ یزید اور ابن زیاد کے ساتھ تھے ان کو تلاش کر کے جہنم میں پہنچایا ایک روایت میں ہے، اٹھتالیس ہزار پانچ سو چونسٹھ آدمیوں کو سوائے جنگ مذکور کے مقتولوں کے قتل کیا گیا اور ان مقتولوں میں عمرو بن سعد اور اس کا لڑکا حفص اور شمر ذی الجوشن اور عمرو بن الحجاج اور قیس بن اشعث کندی اور خولی بن یزید الاصبحی اور سنان بن الانس النخعی اور عبداللہ بن قیس خولانی اور حکیم بن فضیل اور یزید بن مالک اور اسحاق بن صوات اور زرعہ بن وفا اور حرملہ بن کاہل مشاہیر و اعیان و اکابر یزید پلید تھے ان سب کو طرح طرح کے عذاب اور عقوبتوں سے مارا گیا بعد ازاں جملہ شمر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس پر گھوڑے دوڑائے گئے اور سب سے زیادہ عذاب دے کر اس کو مارا نیز حکم دیا گیا کہ ان کے بدن پر گھوڑے دوڑاؤ کیونکہ ان پلیدوں نے حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی ہے کہ یحییٰ بن ذکریا علیہ السلام کے عوض ستر ہزار آدمی میں نے قتل کرائے تھے اور تمہارے نواسے کے عوض ستر ہزار سے دگنے قتل کراؤں گا تو لوگوں نے مختار کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ سے یہ کام سرانجام دیا کہ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ سے کوئی بھی روئے زمین پر زندہ نہ رہا اس کے بعد مختار کی شقاوت ازلی نے جوش مارا حتیٰ کہ بعض نے کہا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا

Marfat.com

جرائیل میرے پاس آتا ہے اور بعض نے کہا ہے اس کا یہ اعتقاد تھا کہ خدا مجھ میں حلول کیے ہوئے ہے تاریخ طبری میں عمرو بن سعد اور شمر وغیرہ کے قتل کا ذکر ابن زیاد سے جنگ کرنے سے پہلے لکھا ہے اور مفتاح النجا میں ابن زیاد سے جنگ کرنے کے بعد عمرو بن سعد اور شمر وغیرہ کا قتل لکھا ہے شاید کہ کئی سو آدمی ابن زیاد سے جنگ کرنے سے پہلے قتل ہوئے ہوں اور یہ ہزارہا ابن زیاد سے جنگ کرنے کے بعد قتل ہوئے ہوں اور عمرو بن سعد و شمر وغیرہ اگرچہ مقتولین سابقین سے ہوں۔

لیکن صاحب مفتاح النجا نے یزید کے روسا کے ناموں کی تعداد آخر میں ذکر کی ہے جاننا چاہیے کہ تاریخ طبری میں لکھا ہے جب مختار نے کوفہ پر تسلط حاصل کر لیا تو وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی فریب کرنا چاہتا تھا اور ابن زبیر زمانہ کے عقلندوں میں سے تھا فریب میں نہ آیا بلکہ وہ چاہتا تھا کہ مختار کو فریب میں لائے جب وہ بھی فریب میں نہ آیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو محمد بن حنفیہ کا خلیفہ کہتا تھا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے محمد بن حنفیہ کو بلا کر قید کر لیا اور خوف زوال کی وجہ سے اپنی سلطنت کو اپنے نائبوں کے سپرد کر دیا مختار نے خبر پا کر ابن زبیر کی لاعلمی میں تدریجا اپنی فوج بھیج کر محمد بن حنفیہ کو قید سے چھڑا لیا اس کے بعد لوگوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قسمیں دلائیں کہ محمد بن حنفیہ سے دست تعرض ابن زبیر باز رکھیں تو ابن زبیر نے اپنی قلمرو کے ممالک کے شہروں کوفہ وغیرہ پر مختار کے تسلط کی وجہ سے اپنے بھائی مصعب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو مختار سے لڑنے کے لیے بھیجا مصعب ابن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے حکم سے بصرہ سے مختار کی طرف پہنچا مصعب اور مختار کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں آخر کار فتح مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ہوئی اور مختار

Marfat.com

قتل ہوااور اس کا سر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس مکہ میں بھیجا اور یہ جنگ ۶۷ھ کے آخر میں ہوئی جب مصعب ابن زبیر کا تسلط کوفہ اور اس کے گردونواح پر ہوااور اس کی قوت مضبوط ہوگئی تو اس نے ملک شام کا رخ کیا۔

مختصر طبری میں ہے کہ جب عبدالملک کو اپنے امراء پر اعتماد نہ تھا اس لیے بضرورت شام اور دمشق سے باہر گیا اور مصعب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ایلچی کو بھیجا اور کہا دنیا کی سلطنت کے لیے خونریزی کرنا عقلمندی نہیں مصلحت اس بات میں ہے کہ تو میرے ساتھ صلح کر کیونکہ انجام کار معلوم نہیں مصعب نے کہا میرے جیسا یہاں سے واپس نہیں جائے گا قید ہوگا یا امیر و شہید ہوگا آخر ش ۷۱ھ میں عبدالملک بن مروان اور مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ واقع ہوئی اور مصعب ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابراہیم بن مالک قتل ہو گئے اور عبدالملک کی فتح ہوگئی اور مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر کوفہ کے دارالامارۃ میں عبدالملک کے روبرو پیش کیا گیا روایت ہے، عبدالملک بن عمیر اللیثی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو دارالامارۃ میں ایک جماعت کے ہمراہ ابن زیاد کے روبرو دیکھا پھر ابن زیاد کا سر مختار کے روبرو اسی جگہ دیکھا پھر اس کے بعد مختار کا سر مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے روبرو میں نے ایک جماعت کے ہمراہ اسی جگہ دیکھا پھر مصعب بن زبیر کا سر میں نے ایک جماعت کے ہمراہ اسی جگہ عبدالملک کے روبرو دیکھا پھر اس واقعہ کو میں نے عبدالملک سے بیان کیا اور کہا میں اس مکان سے پناہ ڈھونڈتا ہوں اور اس مجلس سے نفرت کرتا ہوں عبدالملک یہ بات سن کر اٹھا اور حکم دیا کہ اس دارالامارت کو گرادیا جائے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد ابن زبیر کی سلطنت کا کام مدھم پڑ گیا لہٰذا

Marfat.com

عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو لشکر دے کر ابن زبیر سے لڑنے کے لیے مکہ روانہ کیا ترجمہ طبری میں ہے جب عبدالملک مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل سے فارغ ہوا تو اس نے چاہا اس کے بھائی کا بھی کام تمام کرے لہٰذا مکہ میں لشکر بھیجا لیکن مکہ مکرمہ پر فوج کشی کرنے کے لیے کوئی تیار نہ ہوتا تھا اور کہتا تھا خدا کے حرم میں کیونکر جنگ کریں ایک دن حجاج بن یوسف عبدالملک کے پاس آیا۔ اور کہا کل میں نے خواب دیکھا ہے کہ ابن زبیر کو میں نے قتل کر دیا ہے، یہ خواب سن کر عبدالملک نے اس کو دو ہزار سوار دیئے تاکہ ابن زبیر سے جنگ کرنے کے لیے جائے اور اصل میں حجاج بن یوسف طائف کا رہنے والا تھا جب یہ وہاں پہنچا تو اس نے اور فوج جمع کی اور مکہ میں آ گیا اور بہت گستاخیاں کیں آخرکار مکہ پر اس کا قبضہ ہو گیا اور ابن زبیر کو قتل کر دیا اور وہاں سے پھر مدینہ منورہ گیا اور بہت سے صحابہ کرام کی بے حرمتی کی اور کہا تم نے کس لیے عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد نہ کی لوگوں نے اس کا حال عبدالملک کو لکھا کیونکہ اس نے خانہ کعبہ کا غلاف بھی جلا دیا تھا اور دیوار کعبہ جو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بنائی ہوئی تھی وہ بھی گرا دی تھی اسی لیے بعض فقہاء نے اس کو کافر لکھا ہے آخرکار عبدالملک نے اس کو خط بھیج کر بلایا اور عراق میں بھیج دیا القصہ تمام ملک مروانیوں کے تصرف میں آ گیا اور ان کا تصرف ہزار مہینہ رہا جیسا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا تھا لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ ترجمہ: شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے تو بنی امیہ کی سلطنت ہزار مہینہ رہی اور ایک رات آل محمد کی ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ۔ (آل عمران۔ ۲۶)

Marfat.com

ترجمہ: جس کو چاہتا ہے تو سلطنت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے اور یہ واقعہ ۷۲ھ میں ہوا جاننا چاہیے عبداللہ بن زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن العزیز بن بصر الاسدی ہیں اور کنیت ان کی ابوبکر ہے اور بعض نے حبیب لکھا ہے اور آپ صحابی کے بیٹے ہیں اور خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد عشرہ مبشرہ میں سے ہیں کہ جن کو رسول خدا ﷺ نے جنت کی بشارۃ دی ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور آپ کی دادی رسول خدا ﷺ کی پھوپھی ہے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور آپ پہلے بچے ہیں کہ مہاجرین کے گھر میں پیدا ہوئے اور مہاجرین کو ان کے پیدا ہونے سے بہت خوشی ہوئی کیونکہ یہود کہتے تھے ہم نے جادو کر دیا ہے لہٰذا مہاجروں کے ہاں اولاد پیدا نہیں ہوگی جب یہ پیدا ہوئے تو ان کو رسول خدا ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو رسول خدا ﷺ نے کھجور چبا کر آپ کے منہ میں ڈالی اور آپ کا نام عبداللہ رکھا جاننا چاہیے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھنے والے اور ہمیشہ نماز پڑھنے والے بوقت شب تھے اور کثیر العطا اور بہت بہادر اور صلح رحمی کرنے والے تھے اور آپ احیائے شب تین طریقہ سے کرتے ایک رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور صبح کر دیتے اور ایک رات صبح تک رکوع میں رہتے اور ایک رات صبح تک سجدہ میں رہتے اور جب یزید فوت ہوا تو اہل حجاز و یمن و خراسان نے آپ سے بیعت کی اور آپ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور دروازہ کو قواعد ابراہیم علیہ السلام کے موافق چھوڑا اور چھ گز حجرے سے اندرون کعبہ داخل کیا اس لیے کہ آپ کی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح بیان کیا تھا اور آپ کے تصرف سے کوئی

Marfat.com

ملک سوائے مصر اور شام کے باقی نہ رہا تھا مصر اور شام والوں نے یزید کی بیعت کی ہوئی تھی جب یزید مر گیا تو اہل شام و مصر نے بھی آپ سے بیعت کر لی اس کے بعد مروان نے خروج کیا اور شام کو اپنے قبضہ میں لایا تاریخ ذھبی میں مذکور ہے کہ مروان امیر المؤمنین سے نہ تھا بلکہ وہ باغی اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے خارج تھا اور مروان اہل بیت کے اشد دشمنوں میں سے تھا اور شریر الطبع لوگوں میں سے تھا اور اس کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور اسی خبیث نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو رسول خدا ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہونے سے روکا اور اسی نے حاکم مدینہ ولید بن عقبہ کو حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا مشورہ دیا تھا جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے نیز اسی نے جنگ میں طلحہ بن عبداللہ کو قتل کیا محمد بن زیاد سے روایت ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت چاہی تو مروان ان دنوں عامل مدینہ تھا اس نے کہا امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ تم سے اپنے بیٹے کے لیے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے طریقہ پر بیعت چاہتے ہیں عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ کسریٰ و قیصر کے طریقہ پر بیعت چاہتے ہیں خاتمہ۔

یزید پر کفر اور لعنت کرنے کا بیان

بعض روایتوں میں ہے کہ یزید حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد نادم و شرمندہ ہوا اور کہا ابن مرجانہ (ابن زیاد) کا برا ہو کہ اس نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا میں اس میں اس سے بغیر قتل کے ہی راضی تھا اور جلاء العیون جو شیعوں کی کتاب ہے اس میں ہے کہ اس نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا ماتم کی مجلس قائم کر جو کچھ قتل حسین رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کے بارہ میں بہت برا ہوا ہے تو ماتم کی مجلس سب سے پہلے یزید کے گھر میں ہوئی اور تکمیل الایمان میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، جو شخص کہتا ہے کہ یزید قتل حسین (رضی اللہ عنہ) پر راضی نہ تھا یہ کہنا غلط ہے جبکہ اس نے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے پیش کردہ سر مبارک پر چھڑیاں ماریں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ آپ کے قتل پر راضی تھا اور شرح عقائد نسفی میں سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں۔ لَانَتَوَقَّفُ فِیْ شَانِہٖ بَلْ فِیْ اِیْمَانِہٖ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اَعْوَانِہٖ۔ ترجمہ: ہم یزید پر لعنت کرنے کے بارہ میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی توقف نہیں کرتے یعنی (اس کو کافر کہتے ہیں) یزید پر لعنت ہو اور اس کے مددگاروں پر لعنت ہو کلمات طیبات میں ہے کہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے نے ان سے پوچھا یزید پر لعنت کی جائے یا کہ نہیں تو انہوں نے فرمایا یزید پر لعنت کیوں نہ کی جائے جبکہ قرآن میں اس پر لعنت ہے بیٹے نے پوچھا ابا جان؟ قرآن میں یزید پر لعنت کہاں آئی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَکُمْ (۲۲) اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّھُمْ وَاَعْمٰٓی اَبْصَارَھُمْ۔ (محمد ۲۲) ترجمہ: تو کیا نزدیک ہوں اگر والی ہو ملک کے فساد کرو زمین میں اور قطع کرو رحموں کو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ان کو بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ تو اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے امام احمد نے یزید پر لعنت کرنے کو روا رکھا ہے کیونکہ یزید پلید نے زمین پر فساد کیا ناحق اہل

Marfat.com

بیت کے خون بہائے اور اوپر جا کر یزید اور حسین رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب ملتا ہے لہٰذا یزید نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرا کر صلہ رحمی کے خلاف کیا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یزید پر لعنت کرنے کے بارہ میں توقف فرماتے ہیں اس لیے کہ یزید کے متعلق مؤرخوں نے دو قسم کی روایتیں کی ہیں ایک تو یہ کہ اس نے قتل حسین رضی اللہ عنہ پر تاسف کیا اور ماتم کی مجلس گھر میں قائم کی دوسری روایت بھی ملتی ہے کہ اس نے دندان ولب حسین رضی اللہ عنہ پر چھڑیاں ماریں تو جب دونوں قسم کی روایتیں ملتی ہیں تو ترجیح کس روایت کو دیں نیز حدیث میں آتا ہے جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے اگر وہ شخص لعنت کا مستحق نہ ہو تو پھر وہ لعنت زمین وآسمان میں پھرتی ہے اور آخر کار لعنت کرنے والے پر لوٹتی ہے اس بنا پر آپ نے یزید پر لعنت کرنے میں توقف کیا ہے اور امام غزالی فرماتے ہیں یزید مسلمان ہے اور مسلمان کو کافر کہنا درست نہیں لہٰذا وہ مسلمان ہے گو فاسق ظالم وفاجر ہی سہی اور حیوۃ الحیوان میں ہے جب شمر حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو لے کر گیا تو یزید سے کہنے لگا۔ سَئَلْنَا هُمُ النُّزُوْلَ عَلٰى حُكْمِ اَمِيْرِنَا عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ اَوِ الْقِتَالِ فَاخْتَارُوا الْقِتَالَ فَغَدَوْنَا عَلَيْهِمْ عِنْدَ شُرُوْقِ الشَّمْسِ وَاَحَطْنَا بِهِمْ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ فَلَمَّا اَخَذَتِ السُّيُوْفُ مَاخَذَنَا جَعَلُوْا يَلُوْذُوْنَ كَذَانِ الْحَمَامِ مِنَ الصُّقُوْرِ فَمَا كَانَ اِلَّا مِقْدَارَ جَزْرِ جُزُوْرٍ اَوْنَوْمَةِ قَائِلٍ حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَهَاتِيْكَ اَجْسَادُهُمْ مُجَرَّدَةٌ وَثِيَابُهُمْ مُرَمَّلَةٌ وَخُدُوْدُهُمْ مُعَفَّرَةٌ تُسْفِيْ عَلَيْهِمُ الرِّيَاحُ زُوَّارُهُمْ

Marfat.com

الْعُقْبَانُ وَوُفُوْدُهُمُ الرَّخَمُ فَلَمَّا سَمِعَ يَزِيْدُ ذٰلِكَ دَمَعَتْ عَيْنَاهُ وَقَالَ وَيْحَكُمْ قَدْكُنْتُ اَرْضٰى مِنْ طَاعَتِكُمْ بِدُوْنِ قَتْلِ الْحُسَيْنِ لعن اللّٰهُ ابْنَ مَرْجَانَه اَمَاوَاللّٰهِ لَوْكُنْتُ صَاحِبَهٗ لَعَفُوْتُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَاعَبْدِ اللّٰهِ حَيٰوةَ الْحَيَوَانِ۔ ترجمہ: سوال کیا ہم نے ان سے اپنے امیر عبیداللہ بن زیاد کے حکم پر اترنے کا یا جنگ کرنے کا تو انہوں نے جنگ کرنے کو پسند کیا تو صبح کی ہم نے ان پر وقت نکلنے سورج کے اور انکا ہم نے ہر طرف سے احاطہ کر لیا تو جب ہم نے تلواروں کو دستوں سے پکڑا تو پناہ مانگی انہوں نے جس طرح کبوتر باز سے پناہ مانگتا ہے تو جنگ ہماری ان سے اونٹ کے ذبح کرنے کی مقدار کے مطابق ہوئی یا اتنی دیر میں ہوئی جتنی دیر دوپہر کو سونے والا سوتا ہے یہاں تک کہ آئے ہم ان کے آخری لڑنے والے پر اب میں تیرے پاس آیا ہوں کہ شہیدوں کے بدن بغیر کفن پڑے ہوئے ہیں اور کپڑے ان کے لپٹے ہوئے ہیں اور رخسار ان کے گرد آلود ہیں ہوائیں ان پر چل رہیں ہیں عقاب ان کی زیارت کر رہے ہیں اور گدھ ان کے پاس آنے والی جماعتیں ہیں جب یزید نے یہ باتیں سنی تو وہ رونے لگا اور کہا تمہاری خرابی ہو میں تم سے بغیر قتل حسین رضی اللہ عنہ کے راضی تھا اللہ تعالیٰ ابن زیاد پر لعنت کرے آگاہ ہو جاؤ قسم خدا کی اگر میں وہاں ہوتا تو ضرور حسین رضی اللہ عنہ کو معاف کر دیتا پھر کہا اللہ تعالیٰ ابا عبداللہ پر رحم کرے یعنی حسین رضی اللہ عنہ پر تاریخ کامل ابن اثیر میں ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو خط لکھا تھا کہ مجھے پتہ چلا ہے حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف آ رہے ہیں اگر وہ تجھ سے جنگ کرے تو ان سے

Marfat.com

جنگ کرنا ورنہ کسی حیلہ سے قید کر دینا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے قتل کا حکم نہیں دیا تھا شرح فقہ اکبر ص ۸۷ میں ہے۔ وَاِنَّمَا اِخْتَلَفُوْا فِی یَزِیْدِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ حَتّٰی ذُکِرَ فِی الْخُلَاصَۃِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ لَا یَنْبَغِی اللَّعْنُ عَلَیْہِ اَیْ عَلَی الْیَزِیْدِ وَلَا عَلَی الْحَجَّاجِ لِاَنَّ النَّبِیَّ علیہ السلام نَھٰی عَنِ اللَّعْنِ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَقَدْ قَالَ حُجَّۃُ الْاِسْلَامِ فِی الْاِحْیَآءِ فَاِنْ قِیْلَ ھَلْ یَجُوْزُ لَعْنُہٗ وَلَانَّہٗ لَا یَجُوْزُ نِسْبَۃُ مُسْلِمٍ اِلَی الْکَبِیْرَۃِ مِنْ غَیْرِ تَحْقِیْقٍ فَفِی لَعْنِ الْاَشْخَاصِ خَطَرَۃٌ فَلْیَجْتَنِبْ وَلَا خَطَرَ فِی السُّکُوْتِ عَنْ لَعْنِ اِبْلِیْسَ فَضْلًا عَنْ غَیْرِہٖ۔ ترجمہ: یزید پر لعنت کرنے میں علماء نے اختلاف کیا ہے یہاں تک کہ ذکر کیا ہے خلاصہ میں اور دیگر کتب میں کہ یزید پر لعنت کرنا درست نہیں اور نہ حجاج بن یوسف پر کیونکہ نبی علیہ السلام نے مسلمانوں پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے اور اہل قبلہ پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے اور بعض نے فرمایا ہے یزید پر لعنت کی جائے اس لیے کہ جب اس نے حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا تو کافر ہو گیا حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے (احیاء العلوم میں) تو اگر کہا جائے کہ یزید پر لعنت کرنا روا ہے۔ بغیر تحقیق کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں معین شخصوں پر لعنت کرنے میں خطرہ ہے چاہیے کہ بچے ابلیس پر لعنت کرنے میں کوئی خطرہ نہیں چہ جائیکہ کسی دوسرے پر لعنت نہ کرنے میں خطرہ ہو۔ لِاَنَّ الْاَمْرَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ لَا یُوْجِبُ الْکُفْرَ فَاِنَّ قَتْلَ غَیْرِ الْاَنْبِیَآءِ

Marfat.com

كَبِيْرَةٌ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اِلَّا يَكُوْنُ مُسْتَحِلًّا وَهُوَ غَيْرُ مُخْتَصٍّ بِالْحُسَيْنِ وَنَحْوِهٖ مَعَ اَنْ لُعِنَ يَزِيْدُ لِكَوْنِهٖ قَاتِلَ الْحُسَيْنِ وَاٰمِرَ بِهٖ قُلْنَا هٰذَا مِمَّا لَمْ يَثْبُتْ اَصْلًا فَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُقَالَ اِنَّهٗ قَتَلَهٗ اَوْ اَمَرَ بِهٖ فَضْلًا عَنْ لَعْنِهٖ۔ ترجمہ: اس لیے کہ قتل کرنا حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کے حکم سے نہیں واجب کرنا کفر کو بلاشبہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک غیر نبی کا قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے مگر جو حلال جان کر قتل کرے وہ کافر ہے اور وہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے مثل کے ساتھ خاص نہیں۔

باوجودیکہ کہ لعنت کرنا یزید کو کہ وہ قاتل حسین (رضی اللہ عنہ) ہے یا قتل کا حکم دینے والا ہے ہم کہتے ہیں یہ بالکل ثابت نہیں تو یہ کہنا جائز نہیں کہ یزید نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے یا ان کے قتل کا حکم دیا ہے چہ جائے کہ اس پر لعنت کی جائے اس کے بعد لکھا۔ قَالَ اِبْنُ الْهَمَّامِ وَاخْتُلِفَ فِي الْكُفْرِ يَزِيْدَ قِيْلَ نَعَمْ يَعْنِي لِمَا رُوِيَ عَنْهُ مَا يَدُلُّ عَلٰى كُفْرِهٖ مِنْ تَحْلِيْلِ الْخَمْرِ وَمِنْ تَفَوُّهِهٖ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ بِمَا فَعَلُوْا بِاَشْيَاخِ قُرَيْشٍ وَصَنَادِيْدِهِمْ فِيْ بَدْرٍ وَاَمْثَالِ ذٰلِكَ۔ ترجمہ: ابن ہمام نے فرمایا یزید کو کافر کہنے کے بارہ میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہا گیا وہ کافر ہے اس لیے کہ جو اس کے بارہ میں مروی ہے وہ اس کے کفر پر دال ہے مثلاً شراب کو حلال ٹھہرانا قتل حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے قتل کے بعد اس کا یہ کہنا کہ میں نے ان سے بدلہ لیا ہے، جو انہوں نے قریش کے بزرگوں اور سرداروں کو جنگ

Marfat.com

بدر میں قتل کیا تھا۔ تمہید ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ ثُمَّ اخْتَلَفُوْا فِی جَوَازِ اللَّعْنِ عَلٰی یَزِیْدَ قَالَ بَعْضُهُمْ لَایَجُوْزُ اللَّعْنُ عَلَیْهِ لِاَنَّهٗ کَانَ اِمَامَ مُسْلِمِیْنَ فِیْ سِنِیْنَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ یَجُوْزُ لِاَنَّهٗ کَفَرَ بِاللّٰهِ حَیْثُ اَجَازَ قَتْلَ الْحُسَیْنِ وَرَضِیَ بِذٰلِکَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بِاَنَّ یَزِیْدَ لَمْ یَاْمُرِ الْقَوْمَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ وَاِنَّمَا اَمَرَهُمْ بِطَلَبِ الْبَیْعَةِ اَوْبِاَخْذِهٖ وَحَمْلِهٖ اِلَیْهِ فَهُمْ قَتَلُوْهُ مِنْ غَیْرِ اَمْرِهٖ وَمَارَضِیَ بِذٰلِکَ اَوِالاصح اَنْ نَقُوْلَ بِاَنَّ یَزِیْدَ لَوْاَمَرَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ اَوْرَضِیَ اَوْاَجَازَ اَوْجواز اللَّعْنِ عَلٰی اَهْلِ الْبَیْتِ فَاِنَّهٗ یَجُوْزُ یَجُوْزُ اللَّعْنُ عَلَیْهِ وَاِلَّا فَلَا وَکَذٰلِکَ قَاتِلُهٗ لَایُکْفَرُ مِنْ غَیْرِ اِسْتِحْلَالٍ۔ ترجمہ: یزید پر لعنت کرنے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا اس پر لعنت کرنا جائز نہیں اس لیے کہ وہ اپنی سلطنت کے زمانہ میں مسلمانوں کا امام تھا اور بعض نے کہا اس پر لعنت کرنا جائز ہے اس لیے کہ وہ کافر ہو گیا جبکہ اس نے حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی اجازت دی اور اس پر راضی ہوا اور بعض نے کہا یزید نے قوم کو قتل کا حکم نہیں دیا اس نے تو بیعت لینے کا حکم دیا تھا یا قید کرنے کا اور اپنے پاس بلانے کا حکم دیا تھا تو انہوں نے اس کے حکم کے بغیر حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور نہ ہی وہ اس کام پر راضی تھا۔ اور صحیح یہ ہے کہ ہم کہیں اگر یزید نے قتل کا حکم دیا تھا یا اس پر راضی تھا یا اس نے قتل کی اجازت دی یا اہلبیت پر لعنت کرنے کو اس نے جائز قرار دیا تو بیشک اس پر لعنت کرنا درست ہے ورنہ نہیں اور اسی طرح آپ کا قاتل

Marfat.com

آپ کے قتل کو حلال سمجھنے کے بغیر کافر نہ ہوگا۔

تَمْهِيْدُ فِیْ بَيَانِ التَّوحِيْدِ

مورخہ ۱۹۸۸-۱-۳ بروز اتوار

تمت بالخیر

ابوالریان مفتی محمد رمضان رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

صبر حسین منزل بہ منزل

مولانا محمد منشا تابش قصوری

امام الشہداء شہید کربلا' سید الصابرین' حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات کی ہر نسبت بلند' ہر وصف اعلیٰ اور ہر ادا جمیل' مگر ولادت سے شہادت تک' مدینہ منورہ سے کربلائے معلیٰ تک' صبر کی منزلوں کو جس پائیداری اور استقامت سے آپ نے معراج کمال تک پہنچایا' اس کی مثال رہتی دنیا تک ممکن نہیں۔ نگاہ نبوت تو آپ کی ولادت باسعادت سے قبل ہی آپ کے اوصاف جمیلہ اور کمالات جلیلہ کو دیکھ رہی تھی' جس کے شواہد احادیث اور کتب سیر و تاریخ میں واضح طور پر پائے جاتے ہیں۔ حوالہ جات سے صرف نظر کرتے ہوئے ان احوال و اوصاف کو جدید انداز میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں' امید ہے کہ قارئین خصوصاً محبان سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سکون روحانی کا باعث ہوں گے۔

Marfat.com

چار ہجری کی ایک صبح، سید الانبیاء ﷺ کا شانۂ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں جلوہ افروز ہوئے ہی تھے کہ آپ کی آغوش میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈال دیا گیا، خوشی و مسرت کے ساتھ حزن و ملال کے آثار بھی جبین نبوت پر نمایاں ہوئے اور رحمۃ للعالمین ﷺ چہرۂ حسین پر نظر جمائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتے ہوئے دعا مانگ رہے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّ اَجْرًا-----

''الٰہی! میرے حسین کو صبر و اجر عطا فرما''-----

کسی بیٹے کی ولادت پر اپنی نوعیت کی پہلی اور آخری انفرادی دعا یہی سننے پڑھنے میں آئی ہے، اس کے علاوہ پیدائش کے موقع پر صبر و اجر کے دعائیہ کلمات کسی بھی بزرگ، ولی، قطب، امام، محدث، فقیہ، تابعی یا صحابی کی زبان سے وارد ہوئے ہوں، کہیں ان کا نشان نہیں ملتا۔

ولادت حسین کے ساتھ ساتھ شہادت حسین تک کے تمام مراحل نگاہ مصطفیٰ ﷺ میں ایک ایک کر کے نظر آ رہے تھے اور نبی کریم ﷺ زبان فیض رساں سے ان مشکل ترین مراحل میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معاونت کے لئے اپنی دعا کو شامل فرما رہے تھے:

اللھم اعط الحسین صبرا و اجرا-----

''الٰہی! میرے حسین کو ابتلاء و آزمائش کی ساعتوں میں صبر و اجر کے زیور سے آراستہ فرمانا''-----

سوال پیدا ہوتا ہے جب نگاہ نبوت میں مصائب و آلام کے بھیانک مرحلے ولادت کے وقت ہی آ چکے تھے تو صبر و اجر کی بجائے مصائب و آلام کے خاتمہ کی دعا فرماتے اور

Marfat.com

ایسے نازک ترین امتحان سے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بآسانی محفوظ رہ جاتے' سوال کرنا آسان ہے مگر امتحان کے رزلٹ' نتیجے اور ثمرات پر بھی حضور ﷺ کی نگاہ تھی' تفصیل میں جانے سے پہلے ہم صبر اور ایمان کے باہمی تعلق و ربط سے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ آخر صبر کتنی عظیم دولت ہے' جس کی طلب اپنے محبوب ترین نواسے کے لئے خداوند عالم سے کی جا رہی ہے۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صبر کی تعریف دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا:

اَلصَّبْرُ بِالْاِیْمَانِ کَالرَّأْسِ بِالْجَسَدِ اِذَا ذَھَبَ الصَّبْرُ ذَھَبَ الْاِیْمَانُ کَمَا ذَھَبَ الرَّأْسُ ذَھَبَ الْجَسَدُ-----

''صبر ایمان کے ساتھ اس طرح لازم ہے جس طرح سر جسم کے ساتھ' جب صبر نکل جائے تو ایمان بھی ختم ہو جاتا ہے' جیسے سر کٹ جائے تو جسم بے جان ہو جاتا ہے''-----

گویا کہ رسول کریم ﷺ' امام حسین کو گرداب بلا میں دیکھ کر صبر نہیں' ایمان حسین کی حفاظت طلب کر رہے ہیں۔ حقیقتاً وہ تمام مصائب و آلام جو شہید کربلا پر چھپن سال بعد آنے والے تھے' آپ پر پہلے ہی آ چکے ہیں۔ تب ہی تو فرمایا جا رہا ہے:

اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ-----

جہاں انتہائی محبت کا اظہار مقصود ہو' وہاں دوسرے کو اپنی ذات کی نسبت سے پکارنا عرب میں ضرب المثل تھا۔ ان کلمات کا حقیقی مفہوم تو صاحب ارشاد ﷺ ہی جانتے ہیں' تاہم واقعۂ مطابقت بھی ملاحظہ ہو:

ایک دن ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا پریشانی کے عالم میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوتی ہیں' جب کہ امام حسین ابھی متولد نہیں ہوئے تھے' نبی کریم ﷺ

Marfat.com

نے حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پریشانی کا سبب دریافت کیا' تو عرض گزار ہوئیں' سرکار! آج میں نے ایک بڑا خطرناک خواب دیکھا ہے' وہ یہ کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آپڑا ہے' چنانچہ یہ منظر دیکھتے ہی میں پریشانی کے عالم میں بیدار ہوئی اور اب تک اسی غم میں مبتلا ہوں کہ یہ کیسا خواب ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے اور فرمایا:

''یہ بڑا مبارک خواب ہے' میری لخت جگر' نور نظر سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ اب جو فرزند عطا فرمائے گا' وہ تیری گود میں کھیلے گا' وہ حسین میرے جسم کا ٹکڑا ہی تو ہوگا''-----

''الحسین منی و انا من الحسین'' کی یہ بھی عمدہ سی تعبیر ہو سکتی ہے۔

ذرا گزشتہ سطور پر پھر نظر دوڑایئے اور غور کیجئے' جب صبر کا ایمان سے تعلق اتنا گہرا ہے اور یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم قرار پائے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبر کے پردہ میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی حفاظت و صیانت کے لئے دعا فرمائی:

اللھم اعط الحسین صبرا و اجرا-----

اب صبر کا سلسلہ شروع ہوتا ہے' ابھی سات سال کے نہیں ہو پائے کہ سید عالم نبی مکرم رسول معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام' جن کی شفقت و رحمت' رأفت و لطافت میں بڑی ناز برداری سے پروان چڑھ رہے تھے' ربیع الاول ۱۱ھ میں اس دنیائے فانی سے عالم بقا کی طرف تشریف لے جاتے ہیں۔ جن کی گود سے لے کر کندھوں تک پیار ہی پیار مل رہا تھا' محبت ہی محبت کے گلدستے جمع فرما رہے تھے' مودت و الفت کے جھولے جھلا رہے تھے اور بچپنے میں ہی زبان نبوت سے عظمت و شوکت کے نورانی کلمات سے محظوظ ہو رہے تھے:

اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ هُمَا رَیْحَانَتَایَ فِی الدُّنیا-----

Marfat.com

''حسن وحسین دنیا میں میرے پھول ہیں''-----

اور پھر پھولوں کی طرح سونگھا کرتے۔ صحابہ کرام یہ منظر دیکھتے تو آپ فرماتے' مجھے ان سے جنت کی خوشبو آتی ہے' یہ تو جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ یوں بھی حسن وحسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے مبارک اجسام کا خوشبو سے معطر ہونا بعید از عقل و قیاس نہیں کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے تو مبارک پسینے سے ایسی خوشبو پائی جاتی تھی' جس کی کوئی مثال نہیں دی جا سکتی' اسی لیے تو کہا گیا:

عطر جنت میں بھی اتنی خوشبو نہیں
جتنی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

حسین' نبی کریم ﷺ کے مشک بار خوش بو ہیں' جن کی خوش بو سے زمانہ آج بھی مہک رہا ہے۔ پھول پودے پر زیادہ دیر تک زندہ رہتا ہے اور جس پھول کی خوش بو نبی کریم ﷺ پا رہے ہیں' اس کی زندگی پر قرآن ناطق ہے۔ جو اللہ کے راستے میں قتل کیے جائیں' انہیں مردہ نہ کہو' وہ زندہ ہیں' بلکہ یہاں تک حکم ہوا کہ انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو' انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ تو جس پھول کی زندگی کی شہادت قرآن دے رہا ہو' وہ پودا تو بشرط اولیٰ تر و تازہ ہوگا' جس کا یہ پھول ہے۔ پتہ چلا حسین زندہ' تو اصل بھی زندہ' جو رحمۃ للعالمین ﷺ کا وجود مسعود ہے:

تو زندہ ہے واللہ' تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

ہاں صبر کی پہلی منزل رحمت عالم ﷺ کی مفارقت و جدائی تھی اور دوسری منزل چھ ماہ بعد از وصال مصطفیٰ' آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ طاہرہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال فرما جانا ہے' جن کی گود میں آپ نے آنکھیں کھولیں۔ جو چکی چلاتے وقت بھی

Marfat.com

جدا نہ کرتی تھیں، جو قرآن کریم کی لوریاں سناتیں، ہر قسم کے لاڈ لڈاتیں، جن کی محبت کو دیکھ کر فرشتے بھی آ کر آپ کا جھولا جھولانے کی سعادت حاصل کرتے۔ وہ والدہ ماجدہ، جب حسین باہر کھیل کے لئے جاتے تو کاشانۂ اقدس کے دہانے پر منتظر رہتیں، جنہیں علم تھا کہ میرا بیٹا بڑی آزمائش سے دوچار ہو گا، مشکل ترین امتحانات کا سامنا کرنے والا ہے۔ وہ تمام باتیں ایک ایک کر کے یاد کرتیں اور دعائیں مانگتیں:

''الٰہی! میرے حسین کو صبر و استقامت کی گراں مایہ دولت سے نواز''-----

۳/ رمضان المبارک ۱۱ھ کو وہ بھی حسین پر محبت کی آخری نگاہ ڈالتی، صبر کا درس دیتی ہوئیں، خالق حقیقی کے فرمان پر لبیک کہہ گئیں۔ اب گھر میں بھائی حسن اور والد ماجد علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز افراد خانہ موجود ہیں، مگر جس قلبی و روحانی امتحان میں آپ مبتلا ہو چکے ہیں، ان کی خبر کسے معلوم؟ شب و روز دو مزاروں پر حاضری معمول ہے اور ہر لمحہ ان مشفقین کی شفقتوں کی یاد تازہ، مگر صبر کا دامن اس مضبوطی سے قائم کہ حرف شکایت زبان پر لانا عزیمت کے خلاف سمجھتے۔

وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ آپ کے والد ماجد مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا صبر آزما دور شروع ہوا، ۲۱/ رمضان المبارک چالیس ہجری میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا، آپ کے دل اقدس پر کیا گزری ہو گی، بیان سے باہر ہے، مگر نبی کریم ﷺ کی دعا اس مرحلے میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ ہے:

اللھم اعط الحسین صبرا و اجرا-----

''الٰہی! میرے حسین کو صبر و اجر عطا فرما''-----

Marfat.com

والد ماجد کی شہادت سے ابھی آپ سنبھلنے بھی نہیں پائے تھے کہ شبیہ مصطفیٰ، حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پچاس ہجری میں تمغہ شہادت سے سرفراز ہوتے ہوئے آپ کو صبر واستقامت اختیار کرنے کی پھر تلقین فرما رہے ہیں۔

یکے بعد دیگرے غم وآلام اور مصائب ومشکلات کے پہاڑ آپ پر ٹوٹ رہے ہیں مگر آپ کے صبر جمیل سے ٹکرا ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ اکسٹھ ہجری کا محرم تو اپنی تمام تر آزمائشوں، ابتلاؤں اور غموں کے ہجوم لیے طلوع ہوا، یزیدی افواج کے عمل وکردار نے اسلام وشریعت کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانا شروع کر دیا، خواہشات نفسانیہ کو شریعت کا نام دیا جانے لگا، محبان مصطفیٰ پر چاروں طرف سے یورش شروع ہو گئی، خصوصاً صحابہ کرام اور اہل بیت رسول کریم کو مدینہ طیبہ میں نشانہ ظلم وستم بنایا جانے لگا، یزید نے اپنی خلافت کو مضبوط کرنے کے لئے سخت ترین گورنر مقرر کیے اور انہیں تاکیدی احکام جاری کیے، جو شخص میری بیعت خلافت پر رضا مند نہ ہو، اسے ختم کر دیا جائے۔ کوفہ پنجۂ استبداد یزید میں پھنس چکا تھا، لوگوں نے شریعت واسلام کے دفاع کے لیے آپ سے کوفہ تشریف لانے کی درخواستیں کیں، خطوط ارسال کیے، کئی آدمیوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور عرض گزار ہوئے، جتنی جلد ممکن ہو کوفہ تشریف لائیے۔ آپ نے دل پر پتھر رکھ کر مدینہ طیبہ سے اسلام کی خاطر جدائی اختیار کی، نہ جانے آپ نے جدائی والوداع کا یہ بوجھ کتنے صبر وتحمل سے برداشت کیا ہو گا؟ حالانکہ کہنے والے نے کیا خوب کہا:

بگزار تا بگریم چوں ابر نو بہاراں
از سنگ گریہ خیزد وقت وداع یاراں

مدینہ چھوڑا، مکہ چھوڑا اور کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ہر محب صادق نے منت سماجت کی کہ مت جائیے، مگر آپ کی ڈیوٹی تو بوقت ولادت ہی لگ چکی تھی، اب اس کی تکمیل کا

Marfat.com

وقت پورا ہوا چاہتا تھا' کیسے رکتے؟ چنانچہ مین حج کے موقع پر بیت اللہ شریف پر بھی آخری نگاہ ڈال رہے ہیں' کعبہ کی جدائی پر بھی ویسے ہی آنسوؤں کی بارش شروع ہو گئی' جیسے رسول کریم ﷺ کی فرقت پر ہوئی تھی۔ بس دعائے رسول نے رفاقت اختیار کی:

اللھم اعط الحسین صبرا و اجرا-----

آج صبر کا پیکر مکہ مکرمہ سے کربلا معلٰی کی طرف جا رہا ہے اور پھر منزل بہ منزل فاصلے طے کرتے ہوئے مقام کرب و بلا پر خیمہ زن ہو گئے۔ بچے' بچیاں' مخدرات مقدسات' بھائی' بھانجے' محبین اور دیگر چند جانثاروں کا سردار' ان کو اپنی محبت و رأفت کے جلو میں لے کر میدان کربلا میں اسلام کا پرچم بلند کرنے کے لئے ڈٹ گیا۔

یزیدی افواج نے اپنی ظالمانہ کاروائی کا آغاز کر دیا' دانہ' پانی' بات چیت الغرض ہر چیز کا بائیکاٹ شروع ہو گیا۔ عراق کا آج ہی بائیکاٹ شروع نہیں ہوا' نمرودی و فرعونی ظالم کبھی یزید اور کبھی بش کی صورت میں عراق کا بائیکاٹ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اسی تاریخ کو ظفر علی خان اپنے شعر میں دہراتے ہیں:

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

ظالم یزیدی آپ کے معصوم بچوں' غیر مسلح بھائیوں اور نہتے رفقاء پر پل پڑے' دفاع میں جو کچھ دنیا کی کم ترین فوج کے پاس تھا' یزیدیوں کا اسی اسلحہ سے مقابلہ شروع ہو گیا۔ یکے بعد دیگرے آپ کے ننھے اصغر سے لے کر جوان اکبر تک جام شہادت نوش فرما گئے' صبر و رضا کا پیکر جمیل' امام حسینؑ زندگی بھر صبر کی جن منزلوں کو طے کرتے آ رہے تھے' آج بیک وقت ان سے بھی کڑی گھڑی میں بھائی عباس علم دار بھی آنکھوں کے سامنے شہید ہو گیا' تقریباً ایک سو کے قریب' قریبی جانثار شہادت سے سرفراز ہو چکے

Marfat.com

نو ایسے میں پھر دعائے رسول نے سہارا دیا:

اللھم اعط الحسین صبرا و اجرا-----

الٰہی! میرے حسین کو صبر و اجر عطا فرما-----

اور پھر آخر میں صبر کو منزل بہ منزل پایۂ تکمیل تک پہنچا کر آپ نے بھی اپنا سر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانۃً پیش کر دیا اور رہتی دنیا تک صبر و اجر کی یہ عظیم داستان تازہ بہ تازہ آج بھی اپنی رعنائی میں بے مثال نظر آ رہی ہے:

حسین ابن علی کی شان رفعت کوئی کیا جانے
حسن جانے علی جانے نبی جانے خدا جانے

اور آج

خون گلوئے اصغر مظلوم کی قسم
دنیا کو آج تیری ضرورت ہے یا حسین
تیرے جوان اکبر و قاسم کے خون سے
سر سبز آج باغ رسالت ہے یا حسین
پہلے یزید ایک تھا اب لاکھوں ہیں یزید
پھر اک مزاج نو کی سیاست ہے یا حسین

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

Marfat.com

Marfat.com

ارشادِ نبوی ﷺ

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے

اللہ سے ڈرو اُنہیں اپنے طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا

جس نے میرے صحابہ سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اُن سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔ (ترمذی)

حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ تارے ہیں تم جس کی پیروی کروگے ہدایت پا جاؤ گے۔

Marfat.com